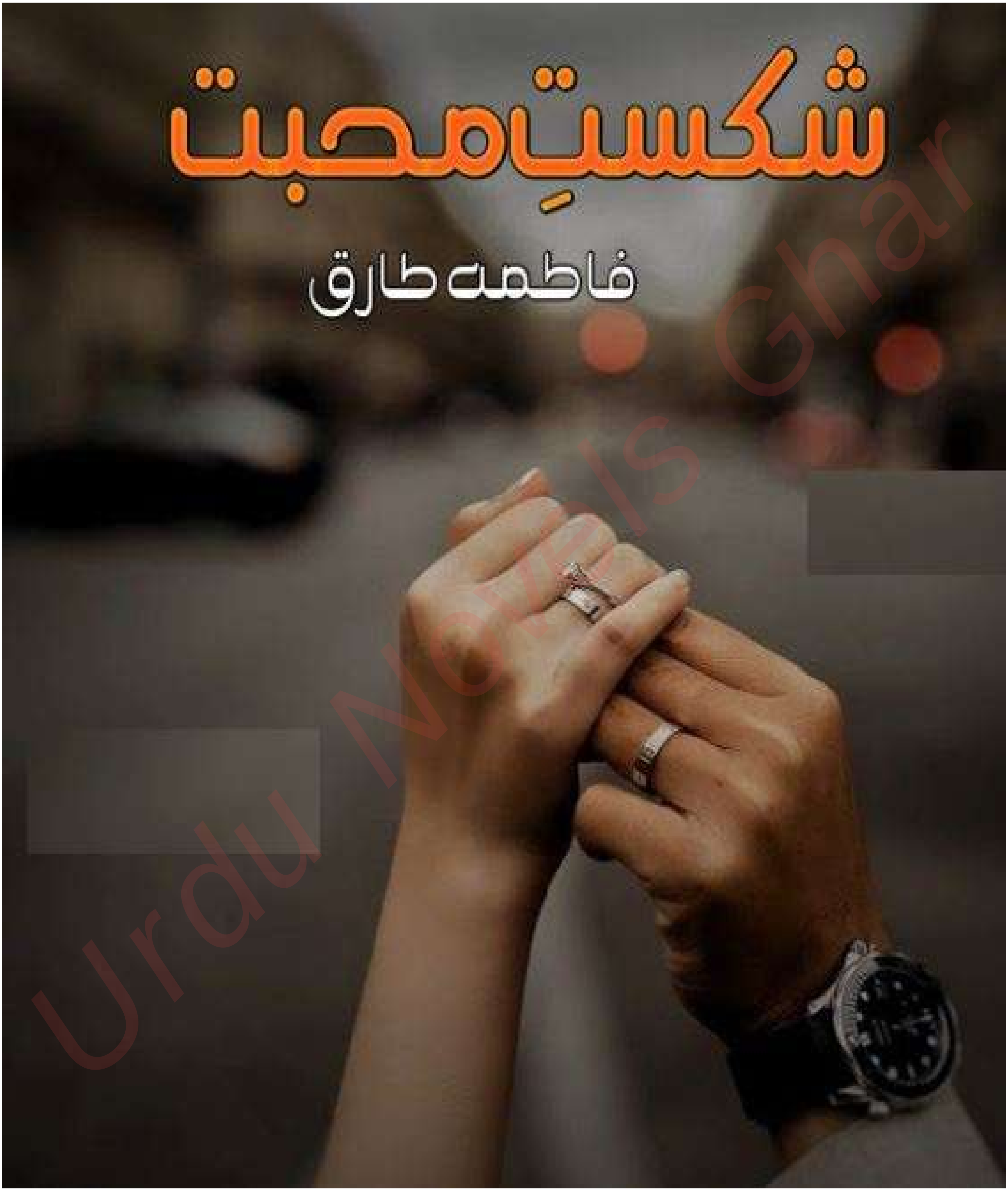
شکستِ محبت
فاطمہ طارق
Urdu Novels Ghar

شکستِ محبت

فاطمہ طارق

امی جی میں جا رہی ہوں۔ پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔ آج ب چوں کا پیپر ہے۔ دو بجے تک آ جاؤں گی۔ وہ کافی عجلت میں لگ رہی تھی۔۔

پر بیٹا ناشتہ تو کرتی جا۔ نجمہ بیگم نے اس کے ہاتھ میں پڑا اٹھا پکڑاتے ہوئے کہا۔

امی جی پہلے ہی دیر ہو چکی ہے۔ میں وہی کچھ کھا لوں گی۔ اللہ حافظ۔ وہ پڑا اٹھا وہی رکھتی جلدی سے باہر کو بھاگی۔۔۔

موحد جیتا جاتے وقت بہن کو بھی لے جایا کر۔ وہ کب تک یوں بسوں میں دھکے کھاتی رہے گئ۔۔ نجمہ بیگم موحد سے مخاطب ہوئیں جو کرسی پر بیٹھا پراٹھا کھا رہا تھا۔۔

کچھ نہیں ہوتا اُسے اور ویسے بھی اس کا سکول دوسری طرف ہے۔ وہاں جاتے ہی ادھا گھنٹہ لگ جاتا ہے۔ اور میں یہ نہیں چاہتا کہ جو روروکہ نوکری ملی ہے وہ بھی میرے ہاتھوں سے نکل جائے۔ نوکری چلی گئ تو یہ گھر اس میڈم کے دو ہزار روپیوں سے تو چلنے سے رہی۔ اور پیٹرول بے فالتو کا ضائع ہو گا۔ موحد غصے سے بول رہا تھا۔ نجمہ بیگم اپنے بیٹے سے ایسے باتیں سن کر سر جھکا گئیں۔۔

بالکل ٹھیک بول رہے ہیں۔ موحد میں تو یہی مشورہ دوں گی۔ جتنی جلدی ہو سکے عبیرہ کی شادی کر دیں۔ ویسے بھی چوبیس کی ہو چکی ہے۔ اور کتنی دیر کرنی ہی۔ اجالا چائے موحد کے سامنے رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ بحس تو چلتی رہے گی۔ مجھے آفس سے لیٹ ہو رہی ہے میں چلتا ہوں۔ مدحد ناشتہ ادھورا چھوڑ کر چلا گیا۔ اجالا بھی اپنے کمرے میں سونے چلی گئی۔ عبیرہ ہی صبح چار بجی اُٹھ جاتی تھی۔ نماز پڑھ کر وہ سارے گھر کی صفائی کرتی۔ اور ناشتہ بنا کر جلدی جلدی میں چلی جاتی۔۔ وہ ایک سکول میں ٹیچر تھی۔ نجمہ بیگم نے افسوس سے نا میں سر ہلا۔ دیا۔۔۔

دادو دادو کچھ تھانا ہے۔ دو سالہ ابراہیم نجمہ بیگم کے ڈوپٹے کو کھینچتے ہوئے بولا۔۔

ارے میر الاڈلہ ادھر آ بول کیا کھانا ہے۔۔ انہوں نے اسے گود میں اُٹھالیا اور کیچن کی طرف بڑھ گئیں۔

یہ ایک چھوٹا پانچ مرلے کا گھر تھا جہاں پانچ لوگ رہتے تھے۔ نجمہ بیگم ان کا بیٹا موحد اس کی بیوی اجالا ایک بیٹی عبیرہ اور ایک پوتا ابراہیم۔۔ ان کے شوہر کا دس سال پہلے ہی کار حادثے میں انتقال ہو چکا تھا۔

****

وہ جیسے ہی سکول پہنچی۔ پیپر شروع ہو چکا تھ۔ جو جلدی جلدی ایک کلاس میں ڈیوٹی کرنے پہنچی۔۔۔

بچے آرام سے اپنا پیپر کر رہے تھے۔ وہ ان پر نظر رکھے ہوئے تھی۔۔

Urdu Novels Ghar

اس وقت وہ کالی قمیض شلوار میں ملبوس تھی۔ڈوپٹہ سر پر ٹیکا ہوا تھا۔بالوں کو چوٹی بنا کر کمر پر ڈالا تھا۔کالے لباس میں اس کی سفید رنگت خوب کھل کر آ رہی تھی۔آنکھوں میں کاجل ڈالا ہوا تھا۔وہ اپنی منہ پر کوئی میک اپ لگانا پسند نہیں کرتی تھی۔اس کا ماننا تھا۔

خوبصورتی صرف سادگی میں ہے۔۔۔

وہ خود بھی سادہ طبیت کی مالک تھی۔سجنا سورنا تو جیسے اسے آتا ہی نا تھا۔

ٹیچر ٹیچر میں نے اپنا پیپر پورا کر لیا۔۔ایک طرف سے ایک چھوٹی سی بچی کی آواز آئی۔۔

ویری گڈ لاؤ عبیرہ نے پیپر اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

وہ پیپرز اکھٹے کر کے رکھ رہی تھی تبھی سکول کی پرنسپل نے اسے اپنے کمرے میں بولایا۔۔وہ سب چھوڑ کر ان کے پاس گئی۔۔

جی میم آپ نے بلایا تھا وہ کمرے میں داخل ہو کر بولی۔۔

جی مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔دیکھیے آپ ہر روز سکول لیٹ آتیں ہیں اور مجھے اپنے سکول میں یہ سب پسند نہیں میں آپ کو لاسٹ وارنگ دے رہی ہوں۔آگر آئندہ لیٹ آئیں تو میں آپ کو نوکری سے چھٹی دے دوں گی۔۔اب آپ جا سکتی ہیں۔۔۔پرنسپل کافی کھڑوس لگ رہی تھی۔۔۔۔۔

عبیرہ خاموشی سے سن کر باہر آ گئی۔وہ جانتی تھی۔اب کچھ ہی دنوں میں اس کی یہ نوکری بھی چھوٹنے والی ہے۔۔

دو بجے کے قریب وہ سکول سے نکلی۔سامنے بنی دکان سے اس نے نجمہ بیگم کی دوائیاں لیں۔تو کچھ فروٹ بھی لے لیا۔اور واپسی کے لیے بس کا انتظار کرنے لگی۔۔

پندرہ منٹ بعد بس آگئی۔۔ایک گھنٹے بعد وہ گھر پہنچی۔۔

جیسے ہی وہ گھر پہنچی ٹیوی لونیج میں سے کچھ آوازیں آرہی تھی۔وہ اندر بڑھ گئی۔۔

ماموں جان آپ کب آئے۔اندر صوفے پر ادھیر عمر

کا آدمی بیٹھیا ہوا تھا۔۔

عبیرہ بیٹی آگی۔۔وہ اُٹھ کر اس سے ملے۔۔

آپ کب آئے۔اور امی آپ نے مجھے فون کیوں نہیں کیا میں جلدی آجاتی۔۔عبیرہ شکوہ کناہ نظروں سے نجمہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

بیٹا میں تو ابھی دس منٹ پہلے آیا ہوں۔۔تم یہاں آکر میرے پاس بیٹھو۔بہت عرصے بعد تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔وہ نم آواز میں بولے۔۔

چلیں میں آپ کے ساتھ ہی بیٹھ جاتی ہوں۔مجھے بھی آپ کی بہت یاد آرہی تھی۔پر آئی نو کوئی بہت برا ریزن ہو گا۔جو آپ نہیں آپائے۔عبیرہ ان کے پاس ہی بیٹھ گئی۔۔

بس بیٹا تم تو جانتی ہو تمہاری ممانی کے گزر جانے کے بعد میں نے اپنے آپ کو کام بہت مصروف کر لیا۔کسی سے ملنے کا دل نہیں کرتا تھا۔اوپر سے فیکٹریوں میں بہت اتار چڑاو آئے۔۔

پر اب شہریار نے سب سھنبال لیا ہے تو میں بھ تھوڑا ریلیکس ہو گیا ہوں۔تو سوچا تم لوگوں سے مل لوں۔وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔

بھائی آپ آج روکیں گے نا۔نجمہ بیگم نے پوچھا۔

نہیں مجھے رات تک واپس جانا ہے۔فرحان صاحب نے نا میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔۔۔

انکل یہ لیں چائے پیں۔اور بتائیں۔شہریار کیسا ہے۔میں نے سنا اس کی طلاق ہو گئی۔اجالا چائے فرحان صاحب کو دیتے ہوئے بولی۔۔

اجالا بس کرو۔نجمہ بیگم نے اسے ڈانٹا۔۔

ہاں اجالا بیٹی جب قسمت بری ہو تو کچھ نہیں کیا جاتا۔وہ امریکہ کی رہنے والی تھی۔اور اس جیسا آزاد ماحول یہاں کیسے مل سکتا ہے۔وہ ماڈلنگ کرنا چاہتی تھی۔اور شہریار کو یہ سب ناپسند ہے۔روز لڑیاں ہوتیں تھیں۔اور آخر وہی ہوا وہ طلاق لے کر وہ ماڈلن کے شعبے میں چلی گئی۔فرحان صاحب افسردہ لہجے میں بولے۔۔۔

بھائی صاحب اب بچے کون سھنمبالتا ہے۔نجمہ بیگم بولیں۔عبیرہ اُٹھ کر کیچن میں کھانا بنانے چلی گئی۔

بس نجمہ بچے اپنی ماں کے بغیر پل رہے ہیں۔خیر چھوڑو۔تم سناؤ۔۔فرحان صاحب نے ٹاپک بدل دیا۔۔۔

****

تم کیا سمجھتے تھے مجھے یہ سب پتہ نہیں لگے گا۔تم جو پچھلے دو مہینوں سے پیسوں میں ہیرا اپھیری کر رہے ہو۔وہ سب مجھے پتہ نہیں چلے گا۔بولو وہ غصے سے مینیجر پر چلا رہا تھا۔۔

ایم سوری سر مینیجر آہستہ آواز میں بولا۔۔۔

شٹ اپ جسٹ شٹ اپ میری ڈکشنری میں یہ لفظ نہیں ہے۔وہ روبدار آواز میں بولا۔

سر معاف کر دیں اسے ایک چانس دے دیں۔ اس کا سیکٹری بولی۔۔۔۔

تم شائد بھول رہے ہو۔ مجھے جھوٹ اور فریبکاری سے سخت نفرت ہے۔ اور اس نے تو چوری کی ہے۔ اس کی شکل مجھے اب آفس میں نظر نا آئے۔ دور کرو اس کو میری نظروں سے۔۔۔ اس کی آواز میں ایسی سختی تھی کہ سامنے والا کانپ جاتا۔۔۔

سیکٹری نے اسے کمرے سے باہر نکال دیا۔۔

سر آپ کے لیے کافی منگواں۔۔۔۔

ابھی تم یہاں سے جاؤ۔ اور انور کو بولو بچوں کو سکول سے پک کر کے گھر پہنچائے۔ وہ لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

جی سر وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے باہر چل گئی۔۔۔

پتہ نہیں پاپا کہاں چلے گے۔ فون بھی بند کیا ہوا ہے۔ وہ فون پر بار بار کال ملا رہا تھا پر آگے سے فون بند تھا۔۔۔۔

****

بیٹے آج بہت دنوں بعد اتنا اچھا کھانا کھایا ہے۔ بہت مزے کا بنا ہے۔ فرحان صاحب کھانا کر بولے۔۔۔

شکریہ ماموں میں نا اپنے ہاتھ کا سپیشل کھوہ بنا کر لاتی ہوں۔ وہ مسکراتے ہوئے برتن اُٹھا کر کیچن میں چلی گی۔۔

فرحان صاحب باقی سب کے ساتھ ٹیوی لاونج میں بیٹھ گے

نجمہ اب چونکہ موحد بھی آچکا ہے۔ تو میں جس مقصد کے لیے یہاں آیا تھا وہ کر لیتا ہوں۔

فرحان صاحب اپنا کوٹ ٹھیک کرتے ہوئے بولے۔۔

جی جی بولیں بھائی صاحب کیا بات ہے۔۔

وہ دراصل میں چاہتا ہوں کہ عبیرہ بیٹی کو میں اپنے شہریار کی دلہن بنالوں۔انہوں نے آہستہ آہستہ اپنی بات پوری کی۔۔

پر بھائی صاحب شہریار تو نجمہ بیگم نے بات ادھوری چھوڑ دی۔۔

مجھے پتہ ہے یہ کوئی آسان بات نہیں پر تم تو جانتی ہوں میں تو شروع سے ہی عبیرہ بیٹی کو ہی اپنی بہو بنانا چاہتا تھا۔پر پھر شہریار نے اپنی پسند کی شادی کرلی۔
اب جب میں اس کے دو معصوم بچوں کو دیکھتا ہوں تو دل یہ سوچ کر گھبرا جاتا ہے۔کل کو اگر کوئی اسی لڑکی بیاہ کر آگی جو بچوں کو ایکسپٹ نا کرے تو کیا ہو گا۔فرحان صاحب نے سمجھانا چاہا۔۔۔

جی جی ماموں آپ ٹینشن مت لیں۔آپ یہ رشتہ بس پکہ سمجھیں۔موحد مسکراتے ہوئے بولا۔۔

بھائی صاحب آپ اگر برا نا مانے تو میں کل آپ کو فون پر جواب دے دوں گی۔مجھے اپنی بیٹی سے بھی تو پوچھنا ہے۔نجمہ بیگم نے کہا۔۔

ہاں ہاں کوئی بات نہیں میں انتظار کر لوں گی۔ شہر یار عبیرہ کو بہت خوش رکھے گا۔ وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

اندر کیچن میں کھڑی عبیرہ نے ساری بات سن لی۔ وہ اپنا چکراتا ہوا سر سھنمبال کر پاس پڑی کرسی پر بیٹھی۔۔

یہ کیا ہو رہا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس نے اپنا سر اپنے ہاتھوں پر گرا دیا۔

اپنے آپ کو سھنمبال کر وہ کھوے لے کپس لے کر باہر آئی۔ اور ان کو پکڑا کر خود اپنے کمرے میں آ گئی۔

اس نے کمرے کے دروازے کو لاک لگایا۔۔ اور جلدی سے فون پر کوئی نمبر ڈائل کیا۔۔۔

ہیلو فاہد دیکھو تمہیں کل ہی میرے گھر رشتہ بھیجنا پڑے گا۔ اب میں اور کوئی بہانا نہیں سنوں گی۔ تم جلدی سے اپنی امی کو بھیجو۔ وہ جلدی جلدی بولی۔۔

ایسی بھی کیا جلدی ہے آگے سے آواز اُبڑھی۔۔

جلدی میرے ماموں اپنے بیٹے کا رشتہ لے کر آئے ہیں۔کل تک میری امی انہیں جواب بھی دے دیں گی۔اور تم بول رہے ہو جلدی۔۔اسے غصہ آگیا۔۔۔

دیکھو تم جانتی تو ہو میرے اوپر کتنی ذمہ داریاں ہیں مجھے پہلے اپنی بہنوں کی شادی کرنی ہے پھر میں تم سے شادی کا سوچ سکتا ہوں۔آگے سے فاہد بولا۔۔

اس چکر میں میری شادی کہی بھی ہو جائے۔عبیرہ کی آواز بہت مشکل سے نکلی۔۔

دیکھو میں ابھی تم سے شادی نہیں کر سکتا۔

تو کیا میں انکار سمجھوں اسے اپنی آواز کھائی سے آتی ہوئی محسوس ہوئی

ہاں تم نا سمجھو۔کیونکہ میں ابھی خود شادی کے موڈ میں نہیں ہوں اور ویسے بھی مجھے کسی امیر لڑکی سے شادی کرنی ہے۔تم تو بس ٹائم پاس تھی۔۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔

عبیرہ کو اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔
ٹائم پاس میں ٹائم پاس تھی۔اس کی آواز میں نمی تھی۔۔۔

ہاں اب تم میری جان چھوڑو۔بری آئی شادی کرلو۔بائے۔فاہد نے چڑ کر فون بند کر دیا۔۔

عبیرہ آنسوں سے بھری آنکھوں سے فون کی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

عبیرہ باہر آؤ انکل جا رہے ہیں۔باہر سے اجالا کی آواز آئی۔۔۔

جی آئی وہ اپنے آپ کو سھنمبال کر اُٹھی اور منہ دھو کر باہر چلی گئی۔۔فرحان صاحب کو الواع کر کے وہ واپس کمرے میں بند ہو گئی۔۔

وہ بار بار فاہد کا نمبر ڈائل کر رہی تھی۔پر آگے سے نمبر بند آرہا تھا۔۔

تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا۔مجھے تو یقین نہیں آرہا تین سال کی محبت بھلا دھوکہ فریب کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔کوئی اتنا جھوٹ کیسے بولا سکتا ہے۔۔وہ اوپر چھت کو دیکھ کر سوچ رہی تھی۔ساتھ میں آنسوں اس کی آنکھوں سے روک ہی نہیں رہے تھے۔۔۔

اسے اب بھی یاد تھا تین سال پہلے یونیورسٹی میں اسے فاہد سے محبت ہو گئی تھی۔وہ دوں رات کو گھنٹوں ایک دوسرے سے باتیں کرتے۔فاہد اس کا بہت زیادہ خیال رکھا۔وہ دوسرے گاؤں کا تھا۔اور غریب بھی تھا۔اکثر وہ اس سے پیسے بھی لیتا رہتا تھا۔اب عبیرہ کو وہ سب سمجھ میں آرہا تھا۔۔۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔تم میرے مجرم ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ساری رات سو نہیں پائی۔وہ صرف فاہد کے بارے میں سوچ رہی تھی۔چار بجے اس نے بستر چھوڑا۔اور نماز پڑھ کر سارے گھر کی صفائی کی۔سب کے لیے ناشتہ بنا کر وہ بنا ناشتہ کیے سکول کے لیے نکل گئی۔آج وہ ٹائم سے سکول پہنچ گئی تھی۔بچوں کے پیپر لے کر دو بجے کے قریب وہ سٹاف روم میں آکر بیٹھی۔

عبیرہ کیا ہوا تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے نافری اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر فوراً اس کے پاس آکر بیٹھی۔۔

فری کچھ بھی ٹھیک نہیں۔عبیرہ اپنا سر ہاتھوں پر گرا کر بولی۔۔

بتاؤ تو سہی ہوا کیا ہے؟فری پریشان ہو گئی۔۔

کل جب میں یہاں سے گھر گئی۔تو ماموں آئے ہوئے تھے۔وہ اپنے بیٹے کے لیے میرا رشتہ لے کر آئے تھے۔عبیرہ کے گالوں پر آنسوں بہنے لگے۔اس وقت وہ دونوں ہی سٹاف روم میں بیٹھیں ہوئیں تھیں۔۔

توفاہد کا کیا ہو گا؟فری فوراً بولی۔۔

یہ سننے کے بعد میں نے فوراً اس کو کال کی۔اور جانتی ہو اس نے کیا کہا۔مسٹر کہتے ہیں۔یہ جو ہمارے درمیان محبت تھی۔وہ سب بس ٹائم پاس ہی تھا۔مجھے تم سے شادی نہیں کرنی۔عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔

ایسا بولا اس نے حد ہے تین سال بعد اس کو یاد آیا کہ وہ محبت نہیں ٹائم پاس ہے فری کو بہت غصہ آرہا تھا۔۔

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی میں اب کیا کروں۔مجھے ایسا لگ رہا ہے۔میری زندگی ایک دم رک گئی ہے۔فری میں نے ایسا کیا کیا تھا جو اللہ نے مجھے اتنی بری سزا دی۔وہ بہت زیادہ رو رہی تھی۔فری نے اسے پانی پلایا۔۔

عبیرہ تمہیں یاد ہو تو میں نے بولا تھا۔اس فاہد پر بھروسہ مت کرو۔کون سا غیرت مند لڑکا بار بار پیسے مانگتا ہے۔اس نے آج تک ایک روپیہ بھی تمہیں واپس نہیں کِیا۔فری کو فاہد پر بہت غصہ آرہا تھا۔۔

اب میں کیا کروں گئی؟

تم چپ کرو ٹینشن مت لو اور گھر چلو۔ جو بہتر لگے وہی کرنا۔ پر میری ایک بات یاد رکھنا ماں باپ کبھی بچوں کا بُرا نہیں سوچتے۔ اور پلیز اب اس بے حس انسان کے لیے اپنے قیمتی آنسوں مت بہاؤ۔ اُٹھو چلتے ہیں۔ فری نے اسے چپ کروایا۔ دونوں چادر لے کر سکول سے نکل آئیں۔۔

)فری اس کی بچپن کی دوست تھی۔ دونوں ایک ہی گاؤں کی رہنے والی تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی ہر بات جانتیں تھیں(

عبیرہ ایک گھنٹے بعد گھر پہنچ گئی۔ اس کو بخار ہو رہا تھا۔ وہ سیدھی اپنے کمرے میں آئی اور بیڈ پر لیٹ گئی۔

رات آٹھ بجے کے قریب نجمہ بیگم۔ نے اسے آکر جگایا۔

عبیرہ بچے اُٹھ کر کچھ کھالو پھر دوا کھالینا۔
نجمہ بیگم نے اسے کھانا کھلایا۔ اور دوا دی۔۔

عبیرہ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ نجمہ بیگم ہچکچاتے ہوئے بولیں۔ عبیرہ کی سانسیں ایک پل کو تھم گئی۔ وہ سمجھ گئی اس کی ماں کیا بات کرنے والی ہے۔۔

جی امی بولیں کیا بات ہے۔ عبیرہ آہستہ آواز میں بولی۔۔

وہ کل تمہارے ماموں ایک اہم بات کرنے آئے تھے انہوں نے اپنے بیٹے شہریار کے لیے تمہارا رشتہ مانگا ہے۔ نجمہ بیگم کے الفاظ عبیرہ کو اپنے سینے میں جھبتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔۔۔

آپ نے کیا کہا؟ اس کو اپنی آواز بہت مشکل سے نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔

میں نے آج تک کا وقت مانگا تھا۔ میں نے کہا عبیرہ سے پوچھ کر بتاؤں گئی۔ میں جانتی ہوئی کہ شہریار شادی شدہ تھا۔ اور دو بچوں کا باپ بھی ہے۔ لیکن اب اس کی بیوی اس سے طلاق لے کر نا چکی ہے۔

مجھے احساس ہے۔ تمہارے لیے یہ سب آسان نہیں ہے۔ پر میری بچی ایک سوچ ہر وقت میرا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ میں تو ویسے ہی بیمار رہتی ہوں۔۔ کل کو اگر مجھے کچھ ہو گیا۔ تو تمہارا بھائی اور بھابھی پتہ نہیں کیا سلوک کریں گے باپ تو تمہارا نہیں ہے جو اس زمانے سے لڑ سکے۔
نجمہ بیگم نے اپنا خدشہ بیان کیا۔۔

اللہ نا کرے آپ کو کبھی کچھ ہو۔ اللہ آپ کا سائیہ ہمیشہ مجھ پر سلامت رکھے۔ امی آپ کو جیسا بہتر لگے آپ وہ کیجیے۔ مجھے آپ کا ہر فیصلہ منظور ہے عبیرہ نجمہ بیگم کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔

آج تم نے مجھے بہت خوشی دی ہے۔میرے سر سے بہت برا بوجھ ٹل چکا ہے۔ نجمہ بیگم لمبی سانس لیتے ہوئے بولی۔۔

تم اب آرام کرو میں بھائی صاحب کو خوش خبری دے دوں۔ نجمہ بیگم مسکراتے ہوئے عبیرہ کے سر کا بوسہ لیتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئیں۔۔

عبیرہ نے اُٹھ کر دروازہ بند کِیا۔اور آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔اور موبائل فون ہاتھ میں لیا۔وہ فاہد کی ہر تصویر ڈیلیٹ کر رہی تھی۔

میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گئی۔جو تم نے میرے ساتھ کیا اس کا فیصلہ میں اللہ کے حوالے کرتی ہوں۔ اس نے اپنی آنکھوں سے گرتے آنسوں پونچھے۔

****

پاپا یہ آپ کیا کہ رہے ہیں۔مجھے کسی سے شادی نہیں کرنی۔میں اپنی زندگی میں بہت خوش ہوں۔اسے فرحان صاحب کی بات سن کر غصہ چڑ گیا۔۔

Urdu Novels Ghar

شہریار تم میری اکلوتی اولاد نہیں ہو۔ اپنی بہن کو دیکھا ہے اس نے ہمیشہ میری بات مانی۔ جہاں میں نے کہا وہی اس نے شادی کی۔ اور آج دیکھو اپنے شوہر اور بچے کے ساتھ کتنی خوش ہے۔ اور تم نے امریکہ میں اپنی مرضی سے شادی کی۔

اور ہوا کیا دو بچے ہونے کے باوجود وہ امریکہ کی لڑکی تمہیں پانچ سال بعد چھوڑ کر چلی گئی۔ فرحان صاحب بھی غصے میں آ گئے۔

پاپا پلیز اس کا نام مت لیں۔ میرے بچے اور میں ہم تینوں خوش ہیں اور ہمیں کسی گاؤں کی گوار کی ضرورت نہیں۔ وہ کافی بدتمیزی سے بولا۔۔

بس شہریار بہت ہو گیا۔ عبیرہ بہت اچھی لڑکی ہے۔ نجمہ نے فون کر کے ہاں بھی بول دی ہے۔ تمہارا رشتہ طے ہو چکا ہے۔ آج سے تین دن بعد ہفتے کو تمہارا نکاح ہے۔ میری یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو۔ فرحان صاحب اپنی کرسی سے اُٹھ کر اس کے برابر آ کر بولے۔۔

واٹ بالکل نہیں نو نیور۔ آپ میرے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے۔ وہ ہاتھ میں پکڑی گاڑی کی چابی کو زمین پر مارتے ہوئے بولا۔ اور کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔

میں بھی تمہارا ہی باپ ہوں۔ تمہاری شادی تو ضرور کرواؤں گا۔ اور وہ بھی عبیرہ کے ساتھ ہی۔ اب وہی کرنا ہو گا۔ اموشنل بلیک میلنگ فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

داداجان داداجان عمیر نے مجھے بال مارا نور روتے ہوئے فرحان صاحب کے کمرے میں آئی۔

(عمیر اور نور دونوں ٹوینز تھے اور چار سال کے تھے۔)

میری پرنسس ادھر آؤ ہم ابھی عمیر کی پٹائی کرتے ہیں۔ فرحان صاحب نے نور کو گود میں لیا اور باہر چلے آئے۔ لاونج میں عمیر بیٹ بول پکڑے کھڑا تھا۔۔

عمیر ہماری پرنسس کو کیوں مارا آپ نے فرحان صاحب ایج صوفے پر بیٹھے اور عمیر کو بھی اپنے قریب کیا۔۔

داداجان میں نے نہیں مارا۔ میں تو کھیل رہا تھا۔ یہ آگے آگئی۔ اور بال اسے لگ گئی۔ ایک تو میرے ساتھ کوئی کھیلا تا بھی نہیں۔ نا بابا کھلیتے ہیں۔ اور نا آپ میری توماما بھی نہیں ہیں۔ عمیر منہ بناتے ہوئے بولا۔۔

شہریار کمرے سے فائل لیتے ہوئے نیچے آرہا تھا۔ ایک پل کو اس کے پاؤں تھم گے۔

اچھا چلو میں ایک بہت اچھی نیوز اپنے بچوں کے ساتھ شیر کرنے والا ہوں۔ فرحان صاحب نے شہریار کو دیکھ لیا تھا۔۔

کیا دادا جان دونوں اکسائٹیڈ ہو گے۔۔

آپ کے بابا بہت جلد آپ دونوں کے لیے ماما لے کر آنے والے ہیں۔ فرحان صاحب نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔

واؤ دادا جان دونوں خوشی سے چلائے۔

مائی فٹ شہریار غصے سے کہتا باہر اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

چلو ہم تینوں تب تک کھیلتے ہیں۔ فرحان صاحب دونوں کو لیے باہر گارڈن میں چلے آئے۔۔

****

مجھے تو حیرانگی ہو رہی ہے۔وہ تم سے دس سال بڑا ہے۔اور دو بچوں کا باپ ہے۔ویسے تم یہی ڈیزو کرتی ہو۔دیکھنا وہ تمہیں گھاس بھی نہیں ڈالے گا۔تم صرف اس کے بچوں کی آیا بن کر رہ جاؤ گی۔۔اجالا طنزیہ انداز میں بولی۔۔

عبیرہ کچھ نہیں بولی۔وہ خاموشی سے اس کی باتیں سن رہی تھی۔

اس سے تو اچھا میری خالہ کا بیٹا تھا۔نوکری نا سہی کنوارہ تو تھا۔پر تمہاری امی جان کو تو اس میں بھی سو کیڑے نظر آئے تھے۔مجھے کیا جو مرضی کرو۔وہ دو چار باتیں سنا کر واپس اپنے کمرے میں گھس گئی۔

ہمیشہ بس باتیں سنانے آجاتیں ہیں عبیرہ کو اس پر بہت غصہ آرہا تھا۔۔

اتنا سب اتنی جلدی کیسے ہو گا۔تین دن بعد نکاح اور رخصتی ہے۔میرے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گے۔نجمہ بیگم موحد کے پاس بیٹھی ہوئیں تھیں۔

پتہ نہیں ماموں کو کس بات کی جلدی ہے۔خیر چھوڑیں۔چھوٹا سا فنکشن ہے۔آپ بس اس کے نکاح کو جوڑا خرید لائیں۔باقی فضول خرچی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بہت امیر سسرال ہے وہی جا کر کچھ خرید لے گئی۔۔موحد بے حسی سے بولا۔

شرم کرو موحد وہ تمہاری اکلوتی بہن ہے۔ویسے بھی میں تم سے کوئی پیسہ نہیں مانگ رہی تمہارے ابا کی پینشن ہے میرے پاس تم اپنے پیسے اپنے پاس رکھو۔ عبیرہ چل چادر لے بازار سے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔۔ نجمہ بیگم کو موحد کی بے حسی پر بہت غصہ آ رہا تھا۔

وہ عبیرہ کو لے کر بازار چلی گئیں۔۔۔

دیکھا آپ نے امی کے پاس پیسے ہیں پر جب آپ نے کام کے لیے پیسے مانگے تھے تب یاد ہے کیسے امی نے اپنا دامن بچایا تھا۔اجالا موحد کے قریب آ کر بولی۔۔۔

بس اب اس کی شادی ہوتے ہی ہم لوگ شہر چلے جائیں گے۔تم اس بات کا ذکر امی سے مت کرنا موحد اجالا سے بولا۔۔

اجالا تو یہی چاہتی تھی۔وہ خوشی سے اُٹھی اور کیچن میں چائے بنانے چلی گئی۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

اگلی صبح بچے ناشتہ کر کے سکول چلے گے۔ تو شہریار اپنے کمرے سے تیار ہو کر نیچے آیا۔۔

شہریار بیٹھو اِدھر ناشتہ کر کے جانا۔ فرحان صاحب نے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو روکا۔۔

وہ چپ کر کے بیٹھ گیا۔۔

شہریار میں تمہارا باپ ہوں میں تمہارے لیے کوئی غلط فیصلہ نہیں کروں گا۔ تو خاموشی سے میری بات مان لو۔ فرحان صاحب نے دوبارہ وہی بات شروع کرنی چاہی۔۔

پلیز ڈیڈ مجھے اس سب کے بارے میں بات نہیں کرنی۔ شہریار نے درمیان میں ہی بات کاٹ دی۔۔۔

میں نے تمہاری پھوپھو کو ہاں کر دی ہے۔ انہوں نکاح کی تیاریاں شروع کر دی ہیں۔ اب میں انکار نہیں کر سکتا۔ فرحان صاحب جوس پیتے ہوئے بولے۔۔

اس بات کی کیا گیر نٹی ہے۔ آپ کی بھانجی میرے بچوں کو ماں کا پیار دے گئی۔ وہ آئی بر واچکا کر سوالیہ انداز میں بولا۔۔

تم بس اتنا جان لو وہ بچی تمہاری ماں کی پر چھائی ہے۔وہ تمہارے بچوں کو اپنے بچے مان کر پیار کرے گئ۔اور ایک دن تم ہی مجھے یہ سب کہو گے۔فرحان صاحب مظبوط لہجے میں بولے۔۔

تو ٹھیک ہے میں تیار ہوں پر میری ایک شرط ہے اگر مجھے کوئی بھی شیکایت ہوئی تو مین اسے چھوڑ دوں گا۔شہریار کرسی پیچھے کو کھسکا کر اُٹھتے ہوئے بولا۔۔وہ جانتا تھا فرحان صاحب نے جو سوچ لیا وہ کر کے چھوڑیں گے۔تو بحس کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔

ٹھیک ہے۔فرحان صاحب نے ایک پل کو سوچا اور ہاں کر دی۔۔۔

اپنی بات پر قائم رہیے گا۔وہ اپنا والٹ اُٹھا کر باہر نکل گیا۔۔۔

****

کیا بھائی صاحب آپ نے رشتہ طے بھی کر دیا اور ہمیں بتایا بھی نہیں اب ہم اتنے ہی پرائے ہو گے ہیں۔فاخرہ بیگم شکایت بھرے انداز میں بولیں۔

Urdu Novels Ghar

بھابھی بس میں نے اچانک ہی یہ فیصلہ کیا۔اور رشتہ طے کر دیا۔شہریار بھی مان گیا۔تو میں نے سوچا اب جلدی سے نکاح کا فنکشن ہو جائے فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔

ازیر تو بہت غصے میں ہیں۔وہ کہتے ہیں ہم شادی پر نہیں آئیں گے۔اپ نے تو یہ تک نہیں بتایا دلہن کون ہے۔وہ منہ بنا کر بولیں۔۔

آپ بہت اچھے سے جانتی ہیں۔نجمہ کی بیٹی عبیرہ وہی میرے شہریار کی دلہن بنے گئی۔وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔

واٹ تایا جی وہ گاؤں کی گوار اپ کو وہ پسند آئی۔آس پاس کوئی نظر نہیں آیا۔شمائلہ ناک چڑھاتے ہوئے بولی۔

فرحان صاحب کے ماتھے پر لکیریں ابڑھیں۔

وہ گوار نہیں ہے۔وہ پڑھی لکھی لڑکی ہے اور ایک سکول میں ٹیچر ہے۔اور بہت سمجھدار بھی ہے وہ سخت لہجے میں بولے شمائلہ چپ کر گئی۔۔

Urdu Novels Ghar

چلیں آپ کے گھر چلتے ہیں ازیر سے بھی مل لوں گا اسے منالوں گا۔۔فرحان صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے۔اور باہر کو نکلے گے۔۔

تایا کو میں نظر نہیں آئی۔کیا مجھ سے زیادہ خوبصورت وہ گاؤں کی گوار عبیرہ ہے۔شمائلہ اپنی ماں سے بولی۔۔۔

ابھی چپ کر تیرا تایا سن لے گا چل جلدی چلتے ہیں۔فاخرہ بیگم اسے لیے فرحان صاحب کے پیچھے چلی گئیں۔۔

****

تین دن کیسے گزرے کسی کو پتہ ہی نا چلا نکاح کا دن آ گیا۔۔

فری شام سے عبیرہ کو تیار کر رہی تھی۔
ماشااللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔کسی کی نظر نا لگے۔۔اللہ تمہیں ساری خوشیاں دے۔فری اس کے گلے لگتے ہوے بولی۔۔عبیرہ افسردہ چہرہ لیے بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

سب بھول جاؤ یہی بہتر ہے۔فری اسے سوچوں میں گم دیکھ کر بولی۔۔

تبھی نیچے بارات آ گئی وہ بارہ تیرہ لوگ تھے۔۔
عبیرہ کا دل ایک دم دھڑکا۔۔

آدھے گھنٹے بعد موحد نجمہ بیگم نکاح خواہ کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہوئے۔فری نے اس کے چہرے پر لال چنری ڈال دی۔۔۔

عبیرہ راشد کیا آپ کو شہریار فرحان سے یہ نکاح قبول ہے۔مولوی بول رہا تھا عبیرہ کو اپنے دل میں درد سا اُٹھتا ہوا محسوس ہوا۔
مولوی دوبارہ بولا

جی قبول ہے۔وہ ہوش میں آئی اور بولی۔۔۔

سائن کرنے کے لیے اس نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے پین پکڑا۔۔
میں اپنے اللہ کو حاظر ناظر جان کر یہ وعدہ کرتی ہوں آج سے میرے دلوں دماغ میں صرف میرا شوہر ہو گا۔اور کوئی نہیں۔وہ اپنے دل میں بولی۔۔اور سائین کر دیے۔۔

سب ایک دوسرے کو مبارک دینے لگے۔ نجمہ بیگم نے اسے گلے سے لگا دیا۔وہ رو دی۔

نکاح ہو گیا۔شہریار نے کس دل سے سائین کیے یہ صرف وہی جانتا تھا۔نور اور عمیر بہت خوش تھے۔ کھانا وغیرہ کھا لینے کے بعد اب فرحان صاحب نے رخصتی کا بولا۔۔

بھائی صاحب تھوڑی دیر بیٹھ جائیں۔ نجمہ بیگم فرحان صاحب کی بات سن کر بولیں

نجمہ ہمیں واپس جانا ہے۔اور تم جانتی ہو واپس جانے میں کتنے گھنٹے لگ جائیں گے۔

چلیں ٹھیک ہے۔ نجمہ بیگم کہتی ہوئیں عبیرہ کے کمرے میں آ گئیں۔

میری بچی رخصتی کا وقت ہو چکا ہے۔میں اس وقت تجھے بس اتنا کہوں گئ۔
ان بچوں کو اپنے بچے سمجھ کر پیار کرنا۔اور اپنے شوہر کی ہر بات ماننا۔ نجمہ بیگم نے اسے اپنے گلے سے لگاتے ہوئے کہا۔وہ رو دی۔

آپ بھی وعدہ کریں اپنا بہت خیال رکھیں گئ۔اور کھانا وقت پر کھائیں گئ۔اور ہاں دوائی لینا مت بھولیے گا۔ عبیرہ انہیں چپ کرواتے ہوئے بولی۔۔

امی کافی دیر ہو گئی ہے۔ماموں نیچے انتظار کر رہے ہیں۔ چلو عبیرہ۔ موحد اس کے پاس آیا۔ فری نے اس کے چہرے پر چادر ڈال دی۔ موحد اسے کندھوں سے تھام کر کمرے سے باہر نکلا۔وہ اپنے آپ کو بہت زیادہ کنٹرول

کررہی تھی۔ کہ نا روئے وہ جانتی تھی اگر وہ رو دی تو نجمہ بیگم بھی رو دیں گئی۔اس سے ان کی طبعیت خراب ہو سکتی ہے۔۔

قرآن پاس کے سائے میں اسے رخصت کیا گیا۔ جیسے وہ گاڑی میں بیٹھی اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گئی۔اور وہ پھوٹ کر رو دی۔

گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر شہریار بیٹھا۔اس کے ساتھ والی سیٹ پر نور اور عمیر بیٹھے پچھلی سیٹ پر عبیرہ کے ساتھ شہریار کی بہن علینہ اپنے بیٹے ہادی کو لیے بیٹھی تھی۔۔۔

شہریار نے گاڑی چلادی۔باقی گاڑیاں ابھی پیچھے تھیں۔۔۔

نور اور عمیر تو گاڑی میں ہی سو گے۔پانچ گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد با آخر وہ لوگ گھر پہنچ گے۔۔۔

شہریار گاڑی پارک کر کے بچوں کو اُٹھائے انہیں ان کے کمرے میں لے گیا۔۔

چلو عبیرہ باہر آجاؤ۔علینہ نے اس کی طرف کا دروازہ کھولا تو وہ باہر نکلی۔چادر اب تک اس کے کندھوں تک آ چکی تھی۔۔

علینہ اسے لیے شہریار کے کمرے میں آگئی۔

تم یہاں بیٹھو۔میں ہادی کو سلا کر آتی ہوں۔ عبیرہ اسے کمرے میں چھوڑ کر باہر چلی گئی۔

وہ کمرے کے درمیان میں کھڑی کمرے کو دیکھنے لگی۔۔سامنے بہت خوبصورت بیڈ پڑا ہوا تھا۔سامنے دیوار پر بہت خوبصورت عمیر نور اور شہریار کی تصویریں لگی ہوئیں تھیں۔وہ چلتی ہوئی بیڈ کے اس طرف آئی اپنے پاؤں کو ہیل سے آزاد کر کے وہ بیڈ پر بیٹھ گئی۔اسے یوں بری بری ہیلز پہنے کی عادت نہیں تھی۔

اتنے لمبے سفر کے بعد وہ بہت تھک چکی تھی۔تو بیڈ گرون سے ٹیک لگا کر اس نے آنکھیں مُندھ لیں۔۔

****

علینہ بچے عبیرہ کو کمرے میں چھوڑ آئی۔فرحان صاحب پوچھا۔

جی پاپا میں نے بیٹھا دیا۔وہ ہادی بہت تنگ کر رہا تھا اسی لیے میں اسے سلانے آگئی۔آپ کو کچھ چاہیے۔علینہ ان کے پاس آکر بولی۔۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے بس اپنی بیٹی کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کرنی ہیں۔ آؤ فرحان صاحب اسے لیے صوفے پر بیٹھ گے۔۔

پاپا ایک بات پوچھوں آپ نے اتنی جلدی میں بھائی کی شادی کیوں کی۔وہ بھی عبیرہ سے پاپا وہ گاؤں کی لڑکی ہے۔وہ کیسے اس گھر کو سھنمبال سکے گئ۔علینہ نے اپنے دل میں چھپے سوال پوچھے۔۔

میں جانتا ہوں تمہیں یہ سوال بہت تنگ کر رہے ہوں گے۔۔پر آگر میں یہ فیصلہ آج نا لیتا تو کل کو شہریار خود کسی نا کسی لڑکی کو اپنی بیوی بنا کر کے آتا۔
میرے ذہین میں جب شہریار کی شادی کا خیال آیا۔تو صرف عبیرہ ہی اس کے قابل لگی۔وہی ہے جو اس کے بچوں کو اپنے بچے بنا کر رکھے گئ۔
اور وہی ایک لڑکی ہے کو تمہارے بھائی کو سیدھا کر دے گئ۔یہ تم لکھوا لو۔فرحان صاحب مسکرا کر بولے۔۔

چلیں دیکھتے ہیں آپ کا اندازہ کتنی حد تک درست ہوتا ہے۔علینہ بھی مسکرا دی۔۔وہ وہی بیٹھے کافی دیر تک باتیں کرتے رہے۔۔۔۔

****

شہریار دو گھنٹے بعد کمرے میں داخل ہوا۔تو اس کی نظر سامنے بیڈ پر بیٹھی بیٹھی سوئی ہوئی عبیرہ پر پڑی۔۔وہ غصے سے اس کی طرف آیا۔

اُٹھو شہریار نے اسے اس کے بازو سے پکڑ کر جھنجوڑتے ہوئے اُٹھا۔

یا اللہ کیا ہوا عبیرہ ایک دم ڈر کر اُٹھ بیٹھی۔۔

میرے بیڈ سے نیچے اترو۔شہریار نے اسے بازو سے پکڑتے ہوئے بیڈ سے اتارا۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے بیڈ پر بیٹھنے کی۔

وہ اس کا بازو کو زور سے دباتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ وہ علینہ آپی نے بولا عبیرہ آہستہ آواز میں بولی۔۔۔

خبردار جو آج کے بعد تم میرے بیڈ پر سوئی۔

وہ رہا صوفہ اس پر سو۔اس نے عبیرہ کو صوفے کی طرف دھکا دیا۔

اور خود ڈرار سے سگریٹ نکال کر پینے لگا۔۔

اپنی اتنی تزلیل پر وہ حقہ بقہ رہ گئی۔اسے بہت غصہ آیا۔وہ ایک دم پلٹ کر اس کے قریب آئی۔۔

آپ نے مجھ سے نکاح کیا ہے۔تو اس کمرے پر اس بیڈ پر میرا پورا حق بنتا ہے۔آپ کو کوئی حق نہیں بنتا میری اتنی بے عزتی کرنے کا۔وہ ایک دم پلٹ کر غصے سے بولی۔۔۔

ہاہا نکاح تم زیادہ خوش فہمی میں مت رہو۔۔میں نے یہ نکاح صرف اور صرف پاپا کے دباؤ کی وجہ سے کیا ہے۔ورنہ تم جیسی گاؤں کی گوار کو تو میں منہ بھی نا لگاؤں وہ اس کا مزاق اُڑاتے ہوئے بولا۔۔

اپنے اپ کو اتنی امپوٹینس دینے کی ضرورت نہیں میں کوئی آپ سے شادی کرنے کے لیے مری نہیں جا رہی تھی۔اور ویسے اگر میں اتنی ہی ناپسند تھی تو انکار کیوں نہیں کیا۔عبیرہ کا اس کی باتیں سن کر پارہ ہائی ہو گیا۔۔

میری چھوڑو تم نے انکار کیوں نہیں کیا؟ مجھے پتہ تم جیسی مڈل کلاس لڑکیوں کی سوچ کیسی ہوتی ہے۔تم نے بھی سوچا ہو گا۔اتنا امیر پیسے والا بندہ ہے۔اس سے شادی کر لیتی ہوں ساری زندگی عیش کروں گئی۔وہ طنزیہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں آپ کو تو صرف امریکہ والی لڑکیاں اچھی لگتی ہوں گئی جو پانچ سال بعد بھی چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔ عبیرہ نے بھی طنزیہ انداز میں جواب دیا۔۔

شٹ اپ خبردار اگر تم ایک بھی لفظ اور بولی۔۔

وہ اسے گردن سے پکڑتے ہوئے دھاڑا۔ آدھے سے زیادہ بال شہریار کے ہاتھ میں آ گئے۔۔

آہ چھوڑیں مجھے آہ پلیز وہ چلائی۔

جب اتنے سے بھی اس کا دل نا بھرا تو ہاتھ میں پکڑا سگرٹ اس کی سرخ مہندی سے بھری، ہتیلی پر رکھ دی۔۔

آہ شہریار چھوڑیں مجھے وہ اپنی ہتھیلی چھڑوانے لگی۔ اس کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے۔۔۔

تم بہت زیادہ بول رہی ہو۔ میری شرافت کا ناجائیز فائدہ اُٹھا رہی تھی۔۔ خبردار اگر آج کے بعد تم نے مجھ سے بحس کی یا مجھے کوئی بھی طعنہ دیا۔ تو اس سے بھی زیادہ برا حال کروں گا۔۔ شہریار نے اسے صوفے کی طرف پھینکا۔ عبیرہ نے اپنے آپ کو سھنمبالا ورنہ وہ زمین پر گرنے والی تھی۔۔۔

جاہل گوار وہ سگرٹ کو زمین پر پھینکتا اس پر پاؤں مسل کر غصے سے کہتا ہوا واشروم میں گھس گیا۔۔

آہ یا اللہ یہ تو پاگل وحشی انسان ہے۔ عبیرہ روتے ہوئے اپنی ہتھیلی کو دیکھنے لگی۔۔

آدھے گھنٹے بعد وہ واشروم سے نکلا تو وہ ویسے ہی بیٹھی اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہی تھی۔ اور رو رہی تھی۔۔

تم جیسی لڑکیوں کے پاس یہ آنسوں کا ہتھیار ہی ہوتا۔ وہ کوئی اور مرد ہوتے ہوں گے۔ جو ان آنسوں پر مرتے ہیں میرے نزدیک نا تو تم اہمیت رکھتی ہو اور نا تمہارے یہ دو کوڑی کے آنسوں مجھے سونا ہے اب مجھے تمہاری آواز نا آئے۔ وہ تولیے کو صوفے پر پھینکتا لائیٹیں آف کرتا لیمپ آن کر کے بیڈ پر لیٹ گیا۔۔۔

عبیرہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ اسے شدت سے اپنی تزلیل پر رونا آرہا تھا۔ اس نے کبھی ایسی بے رنگ زندگی کے بارے میں نہیں سوچا تھا۔ وہ آنکھیں بند کر کے صوفے پر لیٹ گئی۔ روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی۔ شہریار کب کا سو چکا تھا۔۔۔۔

چار بجے کے قریب اس کی آنکھ کھل گئی۔ باہر سے اذانوں کی آواز آرہی تھی۔۔

کچھ پل کے لیے وہ بھول گئ وہ کہاں ہے۔ پھر ایک دم رات کا سارا واقعہ یاد آیا۔ وہ صوفے سے اُٹھی۔ اور اپنے بیگ کی طرف بڑھی۔ اس میں سے
ریڈ کلر کی فراق نکالی اور واشروم میں چلی گئ۔۔

نہا کر کپڑے تبدیل کر کے وہ کمرے میں واپس آئی۔ اور اپنے رات والے کپڑوں کو طے کر کے سامنے بنی کبڈ میں رکھا۔۔

اس نے وضو کیا ہوا تھا۔ کبڈ کے ایک خانے میں جائے نماز پڑا ہوا تھا۔ اسے زمین پر بیچھا کر وہ نماز پڑھنے لگی۔
سلام پھیر کر اس نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔۔
پہلی نظر اس کی جلی ہوئی ہتھیلی پر پڑی۔ وہ خاموش سی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھنے لگے۔ پھر دل میں بولی۔۔

یا اللہ تو بڑا رحیم ہے۔ تو میرے اوپر رحم کر۔ مجھے ہمت دینا میں اپنی اس نئ زندگی کو سہ پاؤ۔
یا اللہ نکاح کے بولوں میں تو بہت طاقت ہوتی ہے۔ وہ دو اجنبوں کے دلوں کو ایک کر دیتا ہے۔ یا اللہ ہم دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے بے پناہ محبت پیدا کر دے۔ وہ دعا تو مانگ رہی تھی پر اس کی آنکھوں سے آنسوں روانہ ہو رہے تھے۔ جو اس کے چہرے کے ساتھ اس کی چادر کو بھگو رہے تھے۔۔ کافی دیر وہ اللہ سے باتیں کرتی رہی۔ پھر وہ جائے نماز کو طے کر کے کبڈ میں رکھ کر مُڑی۔

اب اسے نیند تو آنے سے رہی۔ وہ اُٹھی اور کمرے کا دروازہ کھول کر باہر چلی گئی۔۔ وہ چلتے ہوئے باہر گارڈن میں آئی۔ اور واک کرنے لگی۔

واہ دلہن صاحبہ آپ تو بہت جلدی اُٹھ گئی۔ ویسے حیرانگی نہیں ہے گاؤں میں تو لوگ بہت جلد اُٹھ جاتے ہیں۔ فاخرہ بیگم شمائلہ کے ساتھ ہاتھوں میں کھانے کے بول لے گھر کے داخلی دروازے سے اندر آتے ہوئے بولیں۔ ساتھ میں دو اور نوکر تھے جن کے ہاتھوں میں بھی کھانا تھا۔۔

السلام علیکم مامی عبیرہ نے فوراً سلام کیا۔۔

وعلیکم السلام ویسے تیری ماں بہت چھپی رستم نکلی۔ کتنا لمبا ہاتھ مارا۔ ہمارا اتنا پڑھا لکھا فیکٹریاں سھنمبالنے والا گبرو جوان بچہ تمہارے جیسے ان پڑھ اور نکمی کے ساتھ جوڑ دیا۔ ان کے لہجے میں واضع نفرت محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

آپ ایسے کیوں بول رہی ہیں۔ اچھا چھوڑیں ان باتوں کو اندر چلتے ہیں۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔ اسے یہ باتیں حیران کن نہیں لگیں وہ فاخرہ بیگم کی عادات جانتی تھی۔۔

ہمیں تمہاری اجازت کی ضرورت نہیں۔میرے تایا جان کا گھر ہے۔بری آئی شمائلہ ناک چڑھا کر فاخرہ بیگم کو کر اندر چلی گئیں۔۔

حد ہوگئی عبیرہ کہتی ہوئی ان دونوں کے پیچھے اندر آگئی۔۔

علینہ اور فرحان صاحب بھی اُٹھی چکے تھے۔۔

بھائی صاحب میں نے سوچا آج دلہن کی پہلی صبح ہے تو کیونکہ ناشتہ لے کر آؤ۔اس کی ماں تو لانے سے رہی۔وہ بول ڈائینگ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولیں۔۔۔

اتنا لمبا سفر کر کے میری بہن صرف ناشتہ لے کر کیوں آتی۔فرحان صاحب بھی جوابً بولے۔۔

عمیر اور نور نہیں اُٹھے میں اُٹھا کر لاتی ہوں۔شمائلہ پھرتی سے کہتی سامنے بنے کمرے میں چلی گئی۔۔

عبیرہ تم شہریار کو اُٹھا دو۔فرحان صاحب نے کہا تو عبیرہ ہاں میں گردن ہلاتی اوپر کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

*"**************************

شمائلہ نے بچوں کو اُٹھایا۔۔

نور نئی ماما سے ملنے چلیں کل بھی نہیں مل پائے عمیر ایکسائیٹمنٹ میں بولا۔۔

ہاں چلو نور بیڈ سے نیچے اترنے لگے تب شمائلہ نے روکا۔۔

وہ تمہاری اصلی ماما نہیں ہے وہ تمہاری سوتیلی ماما ہے۔ اور جو سوتیلی ماما ہوتیں ہیں وہ بہت مارتیں ہیں۔ تم دونوں اس کے پاس بالکل مت جانا۔
اور اگر وہ بات کرنا چاہے تو آگے سے بدتمیزی کرنا۔ یا جواب نا دینا۔ ورنہ وہ تمہارے پاپا کو بھی لے کر چلی جائیں گئی۔ شمائلہ معصوم بچون کے دلوں میں نفرت ڈالنے لگی۔۔۔

پر دادا جان نے تو کہا تھا۔ وہ بہت اچھی ہیں عمیر ساری باتیں سن کر پریشان سا ہو گیا۔۔

بالکل نہیں وہ بہت گندی ہے۔ ایک دم چڑیل ہے۔ جس نے تمہارے پاپا کو چھین لیا ہے۔ شمائلہ فوراً بولی۔۔

ہم اسے نہیں چھوڑیں گے۔ نور اور عمیر دونوں اکھٹے بولے۔۔

چلو ابھی تم دونوں برش کر کے نیچے چلو۔۔

Urdu Novels Ghar

ناشتہ کرتے ہیں۔ شمائلہ نے انہیں بیڈ سے نیچے اتارا۔وہ دونوں کافی سہم گے تھے۔اس نے انہیں واشروم میں بھیجا

اب مزہ آئے گا۔ عبیرہ بی بی وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

****

عبیرہ کمرے میں آئی تب تک شہریار اُٹھ چکا تھا۔اور آفس جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا۔۔

شہریار وہ ایم سوری مجھے رات کو اس طرح بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔ عبیرہ اس کے قریب ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آکر بولی۔۔

آئیندہ اپنی زبان میرے سامنے کھولنے سے پہلے سو دفع سوچنا۔ورنہ میں اس سے بھی برا پیش آوں گا۔وہ برش ڈریسنگ ٹیبل پر پھینکتے ہوئے بولا۔بیڈ سے کوٹ پکڑ کر پہنتے ہوئے کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

پتہ نہیں اتنی اکڑ کس نام کی ہے۔میں نے بھی فضول میں معافی مانگ لی۔حالکہ معافی تو ان کو مانگنی چاہیے تھی۔۔ وہ منہ میں بڑبراتی اس کے پیچھے ہی نیچے چلی آئی۔۔۔

ماشاءاللہ آؤ بچو ناشتہ کرتے ہیں فرحان صاحب نے دونوں کو ایک ساتھ آتے دیکھا تو بولے۔۔

نور اور عمیر چپ کر کے بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔
باقی سب بھی بیٹھ گے۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں کل ولیمہ کر لیتے ہیں کیا کہتے ہو شہریار؟ فرحان صاحب ناشتہ کرتے ہوئے شہریار سے مخاطب ہوئے۔

پاپا ابھی یہ ولیمہ مت کریں۔ میں بہت مصروف ہوں۔ دبی والے کلائینٹ سے آج میری میٹنگ ہے۔ اگر آج پراجیکٹ سائن ہو گیا تو دو مہینے کے لیے میں بہت مصروف ہو جاؤں گا۔ تو پلیز آپ یہ سب رہنے دیں۔ بعد مین کر لیجیے گا۔۔ وہ چائے پیتے ہوئے بولا۔۔

بیٹے ولیمہ بہت ضروری ہے۔ فرحان صاحب نے اسے منانا چاہا۔ عبیرہ نے اس کی طرف دیکھا۔۔

پاپا آپ کی ایک بات میں نے مانی ہے تو پلیز اب میری بھی مان لیں۔ وہ کرسی پیچھے دھکیل کر کھڑا ہو گیا۔ اور باہر کی طرف بڑھا۔۔

ٹھیک ہے۔ فرحان صاحب نے بات کر بڑھانا مناسب نا سمجھا۔

پاپا مجھے بھی آج واپس جانا پڑے گا۔ وہ میری ساس کی طبعیت کچھ خراب ہے۔ تو جمیل بول رہے ہیں واپس آ جاؤ۔ علینہ شہریار کے جانے کے بعد بولی۔۔

ٹھیک ہے میں چھوڑ آؤں گا۔ اور تمہاری ساس کی طبعیت بھی معلوم کر لوں گا۔

ایم سوری عبیرہ تمہیں آئے ابھی ایک دن بھی نہیں ہوا اور میں واپس جا رہی ہوں۔ پر مجبوری ہے جانا پڑے گا۔ علینہ عبیرہ کے گلے ملتے ہوئے بولی۔۔۔

کوئی بات نہیں آپ کو جب بھی موقع ملے آپ آ جانا۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ عمیر اور نور کہاں ہیں۔ شائد سو گے۔ چلو کوئی بات نہیں۔ چلیں پاپا علینہ ہادی کو گود میں لیتے ہوئے بولی۔۔۔

عبیرہ بیٹی میں علینہ کو چھوڑ کر آتا ہوں۔ تم تب تک بچوں کو دیکھ لو۔ فرحان صاحب کہ کر علینہ کے ساتھ باہر چلے گے۔۔۔

جی ماموں وہ کہتی ہوئی کیچن کی طرف گئی۔۔فرحان صاحب علینہ کو چھوڑنے چلے گے۔۔۔

عبیرہ کیچن میں آئی۔دو گلاس ملک شیک کے رکھے اور عمیر اور نور کے کمرے کی طرف چلی آئی۔۔

السلام علیکم !کیسے ہو آپ دونوں کل میرا آپ سے تعارف نہیں ہوا تھا۔تو میں نے سوچا ذرا آپ دونوں سے مل کر آؤں۔وہ مسکراتے ہوئے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی۔اس نے گلس سائیڈ ٹیبل پر رکھے۔۔

وہ دونوں بیڈ پر بیٹھے ٹیبلٹ پر گیم کھیل رہے تھے۔انہوں نے کوئی جواب نا دیا۔

کیا ہوا مجھ سے بات کرو۔عبیرہ بیڈ پر ان کے قریب بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

اُٹھو ہمیں آپ سے کوئی بات نہیں کرنی۔آپ۔گندی ہو۔عمیر بیڈ سے نیچے اتر کر عبیرہ کو بیڈ سے اُٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ کیا بول رہے ہو۔وہ حیرانگی سے بولی۔۔

ہمیں کوئی بات نہیں کرنی۔ آپ ہماری ماما نہیں ہو۔ آپ میرے بابا کو چھیننے آئی ہو۔۔ نور ہو باہو شمائلہ کے لفظ بول رہی۔۔۔

نکلو دونوں نے اسے کمرے سے باہر نکالا اور دروازہ بند کر دیا۔۔ عبیرہ حیران پریشان سی ان بچوں کے لفظوں پر غور کر رہی تھی۔۔۔۔

وہ دونوں اندر ہی بیٹھے رہے۔ عبیرہ ٹیوی لاونج میں اکیلی بیٹھی رہی۔ جب بیٹھے بیٹھے وہ تھک گئی۔ تو اُٹھ کر اپنے کمرے میں آئی۔ اور کبڈ میں اپنے کپڑے سیٹ کرنے لگی۔۔۔

عبیرہ بی بی میں نے کھانا بنادیا ہے۔ مجھے اب آجازت دیں۔ مجھے آج جلدی گھر جانا ہے۔ فائزہ خالہ عبیرہ کے کمرے میں آکر بولیں۔۔۔

آپ مجھے عبیرہ بولیں۔ آپ مجھ سے اتنی بری ہیں۔ یون بی بی کہنا اچھا نہیں لگتا۔ آپ مجھے کافی پریشان دیکھ رہی ہیں۔ سب ٹھیک تو ہے نا
عبیرہ کبڈ کا دروازہ بند کر کے ان کے قریب آکر بولیں۔۔

وہ اصل میں مجھے اپنی بیٹی کو ہسپتال لے کر جانا ہے۔وہ ایک مہینے سے بیمار ہے اس کا بخار اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔۔وہ بہت پریشان دیکھ رہیں تھیں۔۔۔

آپ بالکل پریشان نا ہوں۔یہ کچھ پیسے رکھیں اور اس کا کسی اچھے ہسپتال سے علاج کروائیں۔اور کچھ دن گھر پر رہیں اپنی بیٹی کا دھیان رکھیں۔عبیرہ جلدی سے کچھ ہزار کے نوٹ نکال ہر فائزہ خالہ کے ہاتھ پر رکھ کر بولی۔۔۔

نہیں بیٹی میں یہ کیسے لے سکتی ہوں۔اور چھوٹی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تم ابھی کل ہی تو شادی کر کے آئی ہو۔فائزہ خالہ پیسے واپس کرتے ہوئے بولیں۔۔

خالہ آپ یہ رکھیں۔بچوں کی صحت سے بڑھ کر کچھ نہین ہوتا۔۔اور یہ گھر تو میرا ہی ہے نا تا آپ اس کی ٹینشن مت لیں میں سب سھنمبال لوں گئی۔۔عبیرہ مسکراتے ہوئے انہیں دوبارہ پیسے دینے لگی۔۔

وہ اسے پیار دے کر چلی گئیں۔عبیرہ واپس کبد مین کچھ ڈھونڈنے لگی۔۔۔

رات آٹھ بجے کے قریب فرحان صاحب اور شہریار دونوں اکھٹے ہی گھر آئے۔

عبیرہ نے کھانا لگایا کھانے کے بعد وہ سب چائے پینے لاونج میں بیٹھے۔۔۔۔

نور ادھر آؤ دیکھو میں آپ کے لیے کیا لے کر آیا ہو۔فرحان صاحب نے چاکلیٹس کا ڈبہ آگے کرتے ہوئے کہا۔۔

دادا جی ٹھینک یو سو مچ نور کھل کھلا کر ہنسی۔۔۔

مجھے پتہ تھا میری بیٹی اس سے خوش ہو جائے گی۔

چلو نور عمیر سو جاؤ صبح سکول بھی جانا ہے۔
شہریار موبائل چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

اوکے پاپا دونوں منہ بنا کر چلے گے۔۔۔

پاپا مجھے بہت کام ہے میں چلتا ہوں۔شہریار کہتا ہوا کمرے میں آ گیا۔۔

وہ سیدھا کبڈ کی طرف گیا۔ جیسے ہی اس نے کھولا۔ سامنے اسے ایک طرف اپنے اور دوسری طرف عبیرہ کے کپڑے ٹنگے ہوئے دیکھائی دیے۔۔

واہ میرے کمرے ہر حق چتا رہی ہے ابھی بتاتا ہوں۔ اس نے عبیرہ کے سارے کپڑے کبڈ سے باہر نکالے اور صوفے پر پھینک دیے۔
اور اپنا سوٹ پکڑ کر واشروم کی طرف چلا گیا۔۔۔

عبیرہ جب کمرے میں داخل ہوئی تو اپنے دو گھنٹے کی محنت کو اس طرح بے مول ہوتے دیکھ کر اسے بہت غصہ آیا۔۔

شہریار اپنا کام کر کے اب سکون سے سامنے بیڈ پر فائلز پھیلا کر بیٹھا ہوا تھا۔

وہ اپنے غصے کو بامشکل کنٹرول کرتی صوفے کی طرف بڑھی۔ اور دوبارہ سے کپڑوں کو ہینگر مین ڈالنے لگی۔ اور دوبارہ سے کبڈ کا دروازہ کھول کر کپڑے اندر رکھنے لگی۔ شہریار غصے سے اپنا پین زمین پر مار کر اُٹھ کر اس۔ کے قریب آیا۔۔

مجھے ناتو اپنی زندگی میں اور ناہی کبڈ میں فالتو چیزیں پسند ہیں۔۔وہ اس کے قریب ہو کر بولا۔اور دوبارہ سے اس کے کپڑے نکال کر صوفے پر پھینکے۔۔۔

عبیرہ کو اپنی اتنی انسلٹ پر روناسا آگیا۔پر اس نے کنٹرول کر لیا۔۔

تو میں یہ سب کہاں رکھوں۔وہ اس کی انکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔

اپنے سستے سے کپڑے جہاں چاہے مرضی رکھو پر میری کبڈ میں یہ گند رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں۔تم خود بھی ان سستے کپڑوں جیسی ہو۔پتہ نہیں پاپانے کیاسوچ کر تم جیسی لڑکی کو میرے پلے باندھ دیا۔جیسے ناتو فیشن کی عقل ہے۔اور نابولنے کی۔۔عبیرہ کو اس کے لہجے میں اپنے لیے نفرت ہی محسوس ہوئی۔وہ واپس بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

عبیرہ کافی دیر چپ رہی۔۔

مجھے کبھی یہ نہیں سیکھایا گیا۔مہنگے کپڑے پہنو گی تو ہی خوبصورت دیکھو گئی۔مجھے بس اتنا سیکھایا گیا خوبصورتی انسان کے اندر کی ہوتی ہے۔یہ مہنگے کپڑے اور میک اپ تو صرف آپ کی اندرونی اصلیت کو چھپانے میں کام آتے ہیں۔مجھے افسوس ہوا آپ کی سوچ پر۔۔

آپ یہ غلط فہمی نکال دیں کہ مجھے آپ کے پیسے میں ایک پرسنٹ بھی انٹرسٹ ہے۔۔۔

وہ دکھ بھرے لہجے میں کہتی اپنے کپڑے دوبارہ

بیگ میں رکھتے ہوئے بولی۔۔

شہریار ایک پل کو چپ ہو گیا۔۔ عبیرہ اس کے بعد کچھ نا بولی۔بس اپنا بیگ سائیڈ پر رکھ کر صوفے پر لیٹ گئ اور آنکھیں موند لیں۔

شہریار نے ایک پل اس کی طرف دیکھا۔وہ آنکھیں بند کیے سونے کی کوشش کر رہی تھی۔اس کی نظر سے وہ ایک آنسوں چھپا نا رہ سکا جو عبیرہ کی آنکھ سے بہا۔اس نے اپنا دھیان اس سے ہٹایا۔۔

****

ماما میں نے محسوس کیا ہے۔شہریار اس سے بالکل بھی شادی نہیں کرنا چاہتا تھا۔صرف تایا جی کے زور پر شادی کی ہو گئی۔شمائلہ فاخرہ بیگم کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

تجھے بھی بولا تھا اس کے بچوں پر تھوڑی سی توجہ دے لے۔ فرحان بھائی کی نظر تم پر ٹھہر جاتی۔۔پر نہین تمہیں تو اپنے اوٹ پٹنگے دوستوں کے ساتھ پارٹیاں کرنے سے ہی فرصت نہیں تو بھلا ان بچون کو خود سے اٹیچ کہاں کرتی۔

آج اگر تم شہریار کی بیوی ہوتی تو ساری زندگی اس گھر پر راج کرتی۔ فاخرہ بیگم اسے ڈانٹتے ہوئے بولیں۔۔

تو ماما اب بھی میں یہ کر سکتی ہوں۔ آپ بس دیکھتی جاؤ۔ کیسے میں اس عبیرہ کا پتہ صاف کرتی ہوں اور اپنا ٹانکا فٹ کرتی ہوں۔ انفیکٹ کل میں اپنی چال کی پہلی کیل ٹھوک بھی آئی ہوں۔۔وہ فجر یہ انداز میں کل کی بات بتانے لگی۔۔

ارے واہ ویسے یہ بچے ہمارے بہت کام آسکتے ہیں۔۔فاخرہ بیگم ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

ہاں بس دیکھو آگے میں کیا کیا کرتی ہوں۔ اس لڑکی کو بہت جلدی اس گھر سے باہر پھینک دوں گئی۔ فل حال مجھے آفس جانا ہے۔ تاکہ میں شہریار کے قریب رہ سکوں۔۔فاخرہ کہتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف بھاگی۔۔۔

تیار ہو کر وہ آفس کے لیے نکلی۔ اس نے انٹرنشپ کا بہانا بنا کر شہریار کے آفس میں جگہ بنائی تھی۔

****

وہ ہمیشہ کی طرح صبح ٹائم سے اُٹھ گئی۔ نماز پڑھ کر وہ نیچے آئی۔ اور باہر لان میں واک کرنے لگی۔۔۔

شہر یار تیار ہو کر جوگینگ کے لیے چلا گیا۔ عبیرہ
کیچن میں آئی۔ وہ سب کے لیے جلدی جلدی ناشتہ بنانے لگی۔
تب تک فرحان صاحب اُٹھ گے۔۔۔
عبیرہ بیٹی تم کیچن مین کیا کر رہی ہو۔ فرحان صاحب نے اسے یوں صبح صبح کیچن میں دیکھا تو اندر آ کر بولے۔۔۔

ماموں مین ناشتی بنا رہی ہوں وہ جوس کو گلاسوں مین ڈالتے ہوئے بولی۔۔۔

فائزہ بی بی کہاں ہیں۔ بیٹی ابھی تمہاری شادی کو دو دن نہین ہوئے اور تم یوں کیچن میں گھسی ہوئی ہو۔ چلو باہر
فرحان صاحب نے اسے ڈانٹا۔۔

ماموں ایک طرف آپ مجھے بیٹی کہتے ہیں اور دوسری طرف کام بھی نہیں کرنے دیتے۔ یہ اب میر ا اپنا گھر ہے اور اپنے گھر مین کام تو کرتے ہیں نا۔ اور فائزہ خالہ کو مین نے کچھ دنون کی چھٹی دی ہے۔ ان کی بیٹی کی طبعیت کچھ خراب تھی۔۔ وہ جلدی جلدی ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔۔

ٹھیک ہے۔ چلو مین نور اور عمیر کو اُٹھا دیتا ہوں۔

فرحان صاحب اس کی مانتے باہر آ گے۔۔۔

شہریار تیار ہو کر نیچے آیا۔نور اپنے بال کھولے خود برش کرنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

بابا میرے بال بنادو۔نور کھنگی لیتے ہوئے شہریار کے پاس آئی۔۔وہ بہت مشکل سے اسے برش کرنے لگا۔۔پہلے یہ سب فائزہ خالہ کرتی تھیں تو کسی کو محسوس نہیں ہو تا تھا۔۔

اہ بابا مجھے درد ہو رہا ہے۔نور روتے ہوے بولی۔۔

عبیرہ سارا ناشتہ ٹیبل پر لگا کر ان دونون کے پاس آئی۔۔

ادھر دیں مین کرتی ہوں۔۔ عبیرہ نے شہریار کے ہاتھ سے برش لیا۔اور نور کو برش کرنے لگی۔

اتنا مشکل کام ہے شہریار کہتا ہوا ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔

واہ عبیرہ بیٹی پراٹھے بہت کمال کے بنے ہیں بالکل جیسے بچپن میں کھاتے تھے۔۔پتہ نجمہ ہمیشہ مجھے یہی والے پراٹھے بنا کر دیتی تھی۔۔فرحان صاحب ہنستے ہوئے بولے۔۔

مجھے پتہ ہے ماموں اپ کو یہ والے پراٹھے بہت پسند ہیں۔مجھے امی اکثر بتایا کرتی تھیں۔اسی لیے میں نے بنائے۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

کیسے پاپا کو اپنی مٹھی مین کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ان سمال ٹاؤن کی لڑکیوں کی یہی کوشش ہوتی ہے۔کھانا بنا کر سب کو اپنا دیوانا بنالو۔۔شہریار دل ہی دل میں کڑ رہا تھا۔۔۔

پاپا یاد ہے نا آج آپ کو آفس جانا پڑے گا۔آپ ایک دفع کونٹریکٹ دیکھ لیں پھر ڈیل فائنل کر لین گے۔۔شہریار چائے پیتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں یاد ہے اسی لیے تو تیار ہوا ہوں۔فرحان صاحب بہت شوق سے پراٹھے کھاتے ہوئے بولے۔۔۔

وہ سب اکھٹے چلے گے۔گھر میں عبیرہ اکیلی رہ گئی۔۔

وہ ٹیوی لونج مین بیٹھی نجمہ بیگم سے بات کرنے لگی۔۔

ہاں امی میں یہاں بہت بہت خوش ہوں۔یہاں سب بہت اچھے ہیں۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

اور شہریار اس کا رویہ کیسا ہے۔۔ نجمی بیگم کی آواز مین واضع پریشانی تھی۔۔

وہ وہ تو بہت اچھے ہین پتہ کتنا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ عمیر اور نور بھی بہت پیارے ہیں۔۔
عبیرہ اپنے آنسوں کو بمشکل روکتے ہوئے بولی۔۔۔

چلو اللہ کا شکر ہے۔ تم اپنا خیال رکھو میں ابراہیم کو دیکھ لو۔ نجمہ بیگم نے دعائیں دے کر فون بند کر دیا۔۔۔

اپنا دکھ اپنی مان سے چھپانا سب سے مشکل کام ہے۔ پر ان کی صحت کے لیے مین ان سے شہریار کا رویہ۔ شیر نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

سارا دن وہ باولی باولی گھر مین پھرتی رہی۔۔ دو بجے کے قریب عمیر اور نور گھر واپس آئے۔ وہ آتے ہی بنا کچھ بولے کمرے میں بند ہو گے۔۔۔

عبیرہ نے ان سے بات کرنی چاہی پر ان کے رویے سے وہ چپ ہو گئی۔۔
اسے بچون جا اس طرح کرنے کی وجہ بالکل سمجھ نہیں رہی تھی۔۔۔

وہ کافی دیر تک ان کے باہر نکلنے کا انتظار کرنے لگی۔ پر وہ دو گھنٹے سے کمرے میں بند تھے۔۔۔

عمیر نور دروازہ کھولو۔ تم دونوں نے کچھ نہیں کھایا چلو کچھ کھالو۔۔ وہ ہاتھ میں جوس کے گلاس لیے دروازہ کھول کر اندر آئی۔۔

اپ کو سمجھ نہیں آتا ہمیں اپ سے بات نہیں کرنی چلو جاؤ یہاں سے عمیر اسے دھکہ دیتے ہوے بولا۔۔

عبیرہ لڑکھڑائی اور جوس کے گلاس اس سے زمین پر گر گے۔۔۔

عمیر تمیز سے بات کرو یہ کوئی طریقہ ہے بات کرنے کا۔ عبیرہ تھوڑے غصے سے بولی۔۔

شائلہ آپی سچ بول رہی تھیں آپ چڑیل ہو۔ آپ صرف ہمارے پاپا کو چھیننے آئی ہو نور غصے سے اسے دھکہ دیتے ہوئے بولی۔۔۔

تم دونوں اتنے چھوٹے ہو کر اتنی بد تمیزی سے بات کر رہے ہو۔ عبیرہ غصے سے بولی۔۔

شٹ اپ سچ میں تم ہماری سوتیلی ماں جو صرف ہمین ہمارے پاپا سے دور کرنے آئی ہے۔ نکلو یہاں سے ہمارے گھر سے نکلو نکلو عمیر اور نور دونوں اسے دھکہ دیتے ہوے بولی۔۔

بس بہت ہو گیا عبیرہ کب سے ان کی باتیں سن رہی تھی غصے مین اس سے ہاتھ اُٹھا جو ہوا مین ہی ٹھر گیا۔۔

نور اور عمیر رونے لگے۔۔۔

عبیرہ پیچھے سے کسی کی آواز آئی۔اس نے ایک دم مڑ کر دیکھا۔تو اس کی سانسین تھم گئیں۔۔داخلی دروازے میں شہریار اور شمائلہ کھڑے تھے۔جو ابھی ایک منٹ پہلے ہی آئے تھے۔انہوں نے عبیرہ کا اُٹھا ہوا ہاتھ ہی دیکھا۔۔

شہریار غصے سے فائل پھینکتا ہوا اس کی طرف آیا۔۔
ٹھاہ تھپڑ کی آواز پورے حال میں گھونجی۔شہریار نے اسے تھپڑ مارا تھا۔وہ اپنا بیلنس برقرار نا رکھ پائی اور زمین پر گر گئی۔۔زمین پر پڑے کانچ اس کے بازو میں چبھ گے۔۔۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بچوں پر ہاتھ اُٹھانے کی۔۔شہریار نے اسے زور سے بازو سے پکڑ کر اپنے سامنے کھڑا کیا۔۔

میں نے وہ کچھ بولنے ہی والی تھی۔۔

چپ خبر دار آگر تم بے آج کے بعد میرے بچوں پر ہاتھ اُٹھایا۔۔شہریار نے اسے ایک طرف دکھیلا۔وہ عمیر اور نور کو اُٹھا کر اوپر اپنے کمرے کی طرف لے آیا۔۔۔

چچ چچ بہت افسوس ہوا ایک دن کی بیوی کو کتنی بے دردی سے مارا۔پر کیا کر سکتے ہیں۔تم جیسی گاؤن کی گوار یہی ڈیزو کرتی ہے۔۔شمائلہ طنزیہ انداز میں کہتی گھر سے باہر نکل گئی۔وہ جلد سے جلد یہ خبر فاخرہ کو سنانا چاہتی تھی۔۔

عبیرہ وہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔اور رونے لگی۔۔

شہریار شہریار فرحان صاحب اسے پکارتے ہوئے اس کے کمرے میں آ گے۔وہ کافی غصے میں لگ رہے تھے۔

جی پاپا کیا ہوا؟وہ صوفے پر بیٹھا کام کرنے میں مصروف تھا۔نور اور عمیر کو اس نے بیڈ پر سُلا دیا تھا۔

کیا ہوا کے بچے عبیرہ پر تم نے ہاتھ کیسے اُٹھایا؟وہ غصے سے بولے۔۔۔

کیوں آپ کو اس نے یہ نہیں بتایا کہ وجہ کیا تھی۔وہ صوفے سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔۔

مجھے اس نے کچھ نہیں بتایا۔وہ بچاری تو اتنی ذلت کے بعد بھی نیچے کھانا بنانے میں مصروف ہے تمہاری اطلاع کے لیے بتادوں مجھے یہ سب زہرہ بھابھی نے کال پر بتایا ہے۔وہ بمشکل اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے بولے۔۔۔

میں نے کچھ غلط نہیں کیا۔اگر میرے سامنے میرے بچوں کو کوئی مارے گا۔تو میں اس کا وہی حشر کروں گا۔

اور اگر میری بچی کے ساتھ کوئی ایسا کرے گا
تو میں اس کا بھر وہ حشر کروں گا جو تم سوچ بھی نہین سکتے۔وہ لاوارث نہیں ہے۔خبر دار جو تم نے کبھی دوبارہ اس پر ہاتھ اُٹھایا۔فرحان صاحب وارنگ دیتے ہوئے بولے۔شہریار حیران سا ان کو دیکھ رہا تھا۔۔

آپ کا کیا مطلب ہے میں نے اسے جان بوجھ کر مارا ہے۔اپنی آنکھوں سے میں نے اسے بچوں کو مارتے ہوئے دیکھا۔شہریار بھی غصے میں آگیا۔۔

مجھے عبیرہ پر پورا بھروسہ ہے۔وہ بچوں پر ہاتھ اُٹھا ہی نہیں سکتی۔اور دوسری بات اگر اس نے ایسا کیا ہے۔تب بھی کوئی وجہ ہوگئی۔پر افسوس تو اس بات کا ہے۔میں نے تمہیں بیوی پر ہاتھ اُٹھانا تو نہیں سیکھایا تھا۔پتہ نہیں یہ سبق کہاں سے سیکھ آئے ہو۔فرحان صاحب کہتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گے۔

تم بہت پھنچی ہوئی چیز ہو۔ مس عبیرہ۔۔ میرا پاپا کو بری آسانی سے اپنی طرف کر لیا۔ لیکن میں نے بھی کوئی کچی گوٹیاں نہیں کھلیں۔ تمہیں بہت اچھے سے جواب دو گا۔۔۔

****

عبیرہ کیچن میں کھانا بنا رہی تھی۔ اس نے کھانا ٹیبل پر لگایا۔ تبھی فرحان صاحب شہریار کے کمرے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھائی دیے۔۔۔

ماموں میں نے کھانا لگا دیا ہے۔ آپ بیٹھیں میں شہریار اور بچوں کو بلا کر لاتی ہوں۔ وہ ٹیبل پر پانی رکھتے ہوئے بولی۔ اسے یہ تھا فرحان صاح اس واقع کے بارے میں کچھ نہیں پتہ۔۔

کوئی ضرورت نہیں اس نالائق کو بلا کر لانے کی۔
عمیر اور نور سو چکے ہیں۔ چلو بیٹھو تم میرے ساتھ کھانا کھاؤ۔ مجھے تم سے کچھ اہم بات کرنی ہے۔۔ فرحان صاحب کرسی کھینچ کر بیٹھتے ہوئے بولے۔ وہ چپ کر کے بیٹھ گئی۔۔۔

آج جو کچھ بھی ہوا مجھے اس کا علم ہے۔ فرحان صاحب پانی ڈالتے ہوئے بولے۔۔۔

ماموں جان وہ بدتمیزی کر رہے تھے۔ عبیرہ آہستہ سے بولی۔۔۔

مجھے اندازہ ہے میں بھی ان دونوں کا بدلہ ہوا رویہ نوٹ کر رہا ہوں۔ تم نے جو کیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ پر جو شہریار نے کیا مین اس کے لیے بہت شرمندہ ہوں۔ فرحان صاحب معزرت دانہ انداز میں بولے۔۔

ماموں جو عمیر اور نور نے بدتمیزی کی۔ وہ سب ان معصوموں کے دلوں میں ڈالی گئی تھی۔ ورنہ وہ دونوں تو بہت سویٹ ہیں۔۔ میں انہیں مارنے والی نہیں تھی میں تو بس ڈرا رہی تھی۔۔ پر شہریار نے غلط سمجھ لیا۔۔ عبیرہ نیچے منہ کر کے بولی۔۔۔

اس گدھے کی تو بات ہی مت کرو۔ تم کہو تو میں
عمیر اور نور سے بات کروں۔

نہیں ماموں اپ ان سے کچھ مت بولیں۔ مجھے اب ان کے بی ہیویر کی وجہ سمجھ آ گئی ہے۔
اور مین گرنٹی دیتی ہوں تھوڑے ہی دنوں میں وہ دونوں بالکل بدلے ہوئے ہوں گے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

اور شہریار اس کا کیا کرنا ہے۔ فرحان صاحب بولے۔۔

مجھے لگتا ہے تھوڑا سا ٹائم دینا پڑے گا۔شائد وہ ابھی مجھے سمجھے نہیں۔جب سمجھ جائیں گے۔تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔وہ جبران مسکرائی۔۔

فرحان صاحب نے کھانا کھایا۔وہ سارے دن کے تھکے ہوئے تھے۔تو وہ سونے چلے گے۔ عبیرہ نے تھوڑا سا کھانا کھایا۔برتن سمیٹ کر وہ باہر گارڈن میں آگئی۔اور واک کرنے لگی۔۔۔

شمائلہ جو تم نے ان معصوم بچوں کو میرے خیلاف بڑھکانے کی کوشش کی ہے۔اس کی سزا تو اب میں تمہیں دوں گی۔وہ گھاس پر ننگے پاؤں چل رہی تھی۔۔وہ کافی دیر وہی اکیلی واک کرتی رہی۔جب بارہ بج گے۔تو وہ کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

جیسے ہی وہ اندر آئی۔سامنے بیڈ پر عمیر نور اور شہریار تینوں مزے سے سو رہے تھے۔۔وہ آگے بڑھی عمیر اور نور پر کمبل ٹھیک کیا۔اور خود صوفے پر آکر لیٹ گئی۔وہ آنکھیں کھولے اوپر چھت کو دیکھ رہی تھی۔اتنے سے دنوں مین کیا کچھ نہیں ہوا گیا تھا۔۔وہ ان سب کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

اس کے دماغ میں سے شہریار کی آج کی جانے والی باتیں نہیں جارہیں تھیں۔ایک آنسوں چپکے سے اس کی آنکھ سے نکل کر بالوں میں جذب ہو گیا۔یہی سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔۔

ڈرامے باز شہریار جو اسے بیڈ سے دیکھ رہا تھا۔منہ میں بربرایا

****

عمیر نور اُٹھو بیٹا سکول جانا ہے۔وہ دونوں کے اوپر سے کمبل اتارتے ہوئے بولی۔

سونے دیں مجھے نہیں جانا عمیر امنہ پر دوبارہ سے کمبل لیتے ہوئے بولا۔

پانچ منٹ میں فریش ہو جاؤ میں ناشتہ بنانے لگی ہوں۔وہ ان کے کپڑے صوفے پر رکھتے ہوئے بولی۔شہریار تو صبح اُٹھ کر جاگنگ پر چلا گیا تھا۔۔۔

وہ کیچن میں آئی۔ناشتہ بنا کر وہ دوبارہ سے ان دونوں کو اُٹھانے چلی گئی۔۔

دونون مزے سے کمبل مین سو رہے تھے۔

عمیر جلدی اُٹھو اس نے اسے زبردستی اُٹھا کر واش روم میں بھیجا۔

Urdu Novels Ghar

تبھی شہر یار جوگینگ کر کے واپس آیا تھا۔ عبیرہ نے اسے فل اگنور کیا ہوا تھا۔
عمیر سکول کے یونی فام میں فل ریڈی ہو کر باہر نکلا۔

شہر یار نہانے کے لیے واشروم میں چلا گیا۔۔

عبیرہ نے دونوں کو جلدی جلدی تیار کر کے نیچے لایا۔ اس نے ان سے تھوڑی باتیں کرنا چاہیں۔ پر دونوں نے اس کی کسی بات کا جواب نہیں دیا تھا۔۔

شہر یار جیسے نہا کر کمرے مین آیا۔ سامنے بیڈ پر اسے اپنے کپڑے واچ والٹ سب کچھ رکھا ہوا ملا۔ اس نے ساری چیزیں واپس کبڈ میں رکھیں۔ اور کبڈ سے دوسرے کپڑے نکال کر پہنے۔ تیار ہو کر نیچے آ گیا۔ جہاں سارے ناشتہ کر رہے تھے۔۔

ناشتہ کر کے سب اپنے اپنے کاموں چلے گے۔ فرحان صاحب نے دوبارہ سے آفس جانا شروع کر دیا تھا۔۔۔

عبیرہ سب سے پہلے عمیر اور نور کے کمرے میں گئی۔ وہاں اس نے کچھ سیٹنگ کی اس کے بعد وہ کیچن میں آ گئی۔۔

****

سر میں نے انٹرویوز لے کر نیا مینیجر رکھ لیا ہے۔
اس کی سیکٹری بولی۔۔

ہمم اچھا کیا۔۔ابھی میری کتنے بجے میٹنگ ہے۔وہ لیپ ٹاپ پر مصروف تھا۔۔

سر آج آپ کی میٹنگ مسٹر ثاقب سے بارہ بجے ہے۔یہ میٹنگ میں ایف اے ہوٹل میں رکھی ہوئی ہے۔وہ سارا شیڈیول بتا رہی تھی۔۔

اوکے مجھے مسٹر ہمدان والے پروجیکٹ کی فائل لا کر دو۔

جی سر وہ کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔۔

کچھ دیر بعد ایک لڑکا آفس کا دروازہ کھٹکٹا کر اندر آیا۔۔۔
سر یہ مسٹر ہمدان والے پروجیکٹ کی فائل ہے۔۔
اس نے فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔

ہمم تم یہاں نئے ہو۔اس نے ایک پل اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔

جی سر میرا نام فاہد ہے اور میں یہان مینیجر کی پوسٹ پر کل اپوینٹ ہوا تھا۔۔وہ بولا۔۔

ٹھیک ہے جاؤ شہریار بولا۔وہ چلا گیا۔۔

ہائے شہریار شمائلہ مسکراتے ہوئے اندر آئی۔۔

تمہیں تمیز نہیں ہے یہ میرا آفس ہے۔اور میں یہاں کا بوس ہوں۔یون منہ اُٹھا کر اندر کیوں آئی۔اسے شمائلہ کی یہ حرکت پسند نا آئی۔۔

کیا یار تم میرے کزن ہو اور کزن سے کون آجازت لے کر اندر آتا ہے۔وہ بے تقلف ہو کر کرسی پر بیٹھی۔۔۔۔

تمہیں شائد پتہ نہیں مین اپنے آفس کے رولز کے بارے میں کتنا سخت ہوں۔۔یہ میں تمہاری پہلی اور آخری غلطی سمجھ کر معاف کر رہا ہوں۔بولو کیوں آئی ہو۔وہ سخت لہجے میں بولا۔۔

تم بھی نا یوں ہی غصہ کرتے رہتے ہو۔ میں تو بس کہنے آئی تھی۔ آج لنچ ساتھ کرتے ہیں۔ آئی نو تم نے بھی اس گوار کے ہاتھ کا ناشتہ نہیں کیا ہو گا۔ آخر اس نے تمہارے بچوں پر ہاتھ اُٹھایا ہے۔۔ وہ دوبارہ وہی باتیں کرنی لگی۔۔۔

شہریار لوایک دم صبح کا ناشتہ یاد آ گیا۔۔ جو بہت مزے کا بنا ہوا تھا۔۔ اور وہ خوب بیٹ بھر کر کھا کر آیا تھا۔۔

وہ شمائلہ کو کچھ بولنے والا تھا تبھی اس کا موبائل بجا۔۔ اس نے فوراً کال پیک کی۔۔۔

ہیلو جی مسٹر شہریار آپ سکول آ جائین آپ کے بچون کے متعلق کچھ اہم باتیں کرنی ہیں۔ کال اُٹھاتے ہی آگے سے پرنسپل بولا۔

اوکے آتا ہو۔ شہریار کہتا ہوا کرسی سے کھڑا ہو گیا۔۔

کیا ہوا کس کی کال تھی۔۔ شمایلہ فوراً بولی۔۔

سکول سے کال تھی مجھے ابھی جانا ہو گا۔۔ تم شہلا کو بول کر ساری میٹنگ کینسل کروادو۔۔ وہ کہتا ہوا آفس سے باہر نکلا۔۔۔

ایک گھنٹے میں وہ سکول پہنچا۔وہ سیدھا پرنسپل آفس آیا۔۔۔

جی مسٹر شہریار بیٹھے پرنسپل نے اسے بیٹھنے کا کہا۔۔

ایک طرف عمیر اور نور منہ نیچے کیے کھڑے تھے۔۔۔

جی کیا ہوا آپ نے ایسے کیوں بلایا۔۔شہریار بولا۔۔

دیکھے مسٹر شہریار آپ کے دونوں بچے آج کلاس میں ایک لڑکے سے جھگڑتے ہوے پائے گے۔اور یہ آج کا کام نہیں ہر روز ہی یہ دونوں کسی نا کسی سے لڑتے ہوئے پائے جاتے ہوئے ہیں ہم نے بہت دفع وارنگ دی پر یہ دونوں پھر اگلے دن ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔پرنسپل کافی غصے میں لگ رہا تھا۔

شہریار نے سخت نظروں سے نور اور عمیر کو دیکھا دونوں نے ڈر کے مارے نظریں نیچیں کر لیں۔۔۔

یہ دیکھیے ان دونون کی ہر مہینے کی ریپوٹ ہر بک میں d گریڈ فل نالائق بچوں میں شمار ہوتے ہیں۔جب کچھ پڑھاؤ تو آگے سے کچھ بولتے ہی نہیں۔ہر وقت کوئی نا کوئی شرارت کرتے رہتے ہیں۔ساری کلاس کا ماحول خراب کر کے رکھا ہے۔۔ایک ٹیچر نے فائل شہریار کے آگے رکھی۔۔

دیکھیے آپ کے پاس صرف ایک لاسٹ چانس ہے اپ اپنے بچوں کو سدھاریں ان کو پڑھایا کریں۔ورنہ ہم ان دونوں کو سکول سے نکال دیں گے۔پرنسپل نے صاف لفظوں میں کہا۔۔

اوکے سر میں ان پر توجہ دوں گا آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔۔شہریار اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے کرسی سے کھڑا ہو کر بولا۔۔

چلو بیگ لے کر آؤ۔شہریار نے دونوں کو کہا۔ویسے بھی چھٹی ہو چکی تھی۔وہ مل کر آفس سے باہر آ گیا۔۔

عمیر اور نور منہ نیچے کر کے اس اپنے بیگ لے کر آ گے۔۔

شہریار نے دونوں کو گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی گھر کی روڈ پر ڈال دی۔ابھی وہ ان دونوں کو کچھ نہیں بول رہا تھا۔۔۔

اس نے گاڑی گھر کے اندر داخل کی۔ اور دونوں کو بازون سے پکڑ کر اندر آیا۔ فرحان صاحب آفس سے جلدی آ گئے تھے اور ابھی وہ عبیرہ کے ساتھ بیٹھے چائے پی رہے تھے۔۔۔

شہریار دونوں کو کھینچتا ہوا ان دونوں کے پاس لایا۔ عبیرہ نے چونک کر ان کو دیکھا۔۔

کیا ہوا اتنے غصے میں کیوں ہو فرحان صاحب نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

اپ کے ان دو ہونہاروں کی وجہ سے پتہ ہے آج پرنسپل نے سکول بلوایا تھا۔ ان دونون کے کارنامے بتانے کے لیے۔ یہ دیکھیں فایل شہریار نے غصے سے فائل سامنے ٹیبل پر پھینکی۔۔ عمیر اور نور دونوں ڈر کے مارے کانپنے لگے۔۔۔

عبیرہ نے فائل اُٹھائی اور دیکھنے لگی۔۔

اتنی شرمندگی مجھے آج تک نہیں ہوئی جتنی آج پرنسپل کے سامنے ہوئی۔ اس نے کہا آپ کے بچے انتہا کے بدتمیز ہیں۔ ہر وقت لڑتے رہتے ہیں اور ایک نمبر کے نالائق ہیں۔ شہریار غصے سے بولا۔۔

بتاؤ کیون نہین پڑتے اتنے اچھے سکول میں اڈمیشن کروایا ہے۔اور تم دونون انتہا کے نالائق ہو۔۔شہریار نے دونون کو اپنے سامنے کر کے ڈانٹنا شروع کیا۔۔۔دونوں نے رونا شروع کر دیا۔۔

کیا ہو گیا ہے چھوڑیں بچوں کو عبیرہ نے اُٹھ کر دونوں کے ہاتھ چھڑوائے۔اور ایک طرف کیا۔۔۔

تم اس معملے میں مت آؤ۔ہٹو سائیڈ پر شہریار سجت لہجے مین بولا۔۔

کیوں نا آؤں میں اس معملے میں یہ میرے بچوں کا معملا ہے اور آپ کو کوئی حق نہین بنتا ان پر چلانے کا۔آپ بتائیں کس دن آپ ان کے سکول گے ان کی ریپوٹ لینے یا کس دن آپ نے ان دونوں کو بیٹھا کر پڑھایا۔جو آج یوں ڈانٹ رہے ہیں۔عبیرہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔
فرحان صاحب مسکرا دیے۔شہریار ایک پل کے لیے چپ ہو گیا۔۔

تم زیادہ بول رہی ہو حد میں رہو۔وہ انگلی اُٹھا کر بولا۔۔

ڈرتی نہیں ہوں میں کر لین جو کرنا ہے پر بچوں پر چلانے کی آجازت میں آپ کو بالکل نہیں دوں گئ۔وہ کہتے ہوئے ان دونون کی طرف موڑی جو رو رہے تھے۔۔

شہریار نے فرحان صاحب کی طرف دیکھا جو مسکرا رہے تھے۔۔ آج پہلی بار کسی نے شہریار کی بولتی بند کی تھی۔ وہ دانٹ پیستا ہوا لاونج سے باہر چلا گیا۔وہ گاڑی کی طرف آیا۔وہ گاڑی کو لیے آفس کی طرف چلا گیا۔۔

سمجھتی کیا ہے خود کو بری آئی اب میں اس سے آجازت لوں گا اپنے بچوں ڈانٹنے کا۔۔وہ غصے میں گاڑی کی سپیڈ تیز کرتے ہوئے بولا۔۔۔

****

تمہیں میں نے جس مقصد کے لیے یہاں رکھا ہے وہ جلد از جلد پورا کرو پھر مین تمہیں جتنا بولون گے اتنے پیسے دوں گئی۔پر کام جلدی ہونا چاہیے۔۔وہ کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔۔۔

تم بس پیسے تیار رکھو بہت جلد میں یہ کام پورا کر دوں گا۔۔ آگے سے آواز ابھری۔۔۔۔

مجھے یہ پراپرٹی کسی بھی حالت میں چاہیے۔۔۔۔
سمجھے اس کے بعد جو تمہیں چاہیے وہی تمہیں ملے گا۔۔۔اس نے بول کر کال بند کر دی۔۔

****

ارے چپ چپ عبیرہ ان دونوں کو کافی دیر سے چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی پر وہ دونون روئے جارہے تھے۔۔

ماموں میں ان کے کپڑے چینج کروا کر لاتی ہوں۔ عبیرہ کہتی ہوئی ان دونوں کو لے کر کمرے میں آ گئی۔۔

ایک بات بتاؤں میں نے آج تم دونوں کے لیے میکرونی بنائی ہے۔وہ جانتی تھی یہ ڈیش ان دونوں کی فیورٹ ہے۔۔ آپ دونوں کپڑے چینج کرو مین میکرونی لے کر آتی ہوں۔ عبیرہ کہتی ہوئی کیچن کی طرف چلی گئی۔۔

وہ جب واپس آئی۔ دونوں کپڑے چینج کیے بیڈ پر منہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

یہ رہی میکرونی چلو جلدی جلدی کھاتے ہیں۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے ٹرے ان دونون کے پاس رکھتے ہوئے بولی۔اور خود بھی ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

سوری عمیر اور نور آہستہ سے بولے۔۔

شمائلہ آنٹی غلط بول رہی تھی آپ چڑیل نہیں ہو۔اور نا آپ گندی ہو۔ آپ اچھی ہو آپ نے آج ہمیں پاپا کی ڈانٹ سے بچایا۔ہمارے لیے میکرونی بنائی۔ عمیر بولا۔۔

ہمم ویسے یہ کیسے پتہ چلا میں چڑیل نہین ہوں عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

وہ میری ایک دوست نے بتایا چڑیلوں کے پاؤں ٹیڑے ہوتے ہیں۔پر آپ کے تو سیدھے ہیں۔نور معصومیت سے بولی۔۔۔

ہاہاہاہا عبیرہ نے قہقہ لگایا۔۔

اچھا چلو اب ہم تینوں دوست بم جاتے ہیں۔ہم بہت مستی کیا کریں گے۔۔ کھلیں گے پڑھیں گے۔مزے مزے کی ڈیشش کھائیں گے۔۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

اوکے ڈن نور اور عمیر دونوں ایک ساتھ بولے۔۔۔

اچھا پر ایک وعدہ کرو آج کے بعد تم دونوں کسی سے بھی بدتمیزی نہیں کروں گے۔۔ سب سے اچھے سے بات کرو گے۔عبیرہ دونوں کو گلے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

اوکے نئی ماما نور اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔۔ عبیرہ کھل کر مسکرائی۔۔۔

اسے یقین نہیں آ رہا تھا عمیر اور نور اتنی جلدی سمجھ جائیں گے۔

شادی کو ایک مہینا گزر چکا تھا۔ عمیر اور نور عبیرہ سے کافی مانوس ہو چکے تھے۔اس نے سارے گھر کو سھنمبال لیا تھا۔

شہریار ابھی بھی اس سے کافی چڑ تا تھا۔اسی طرح بات کر تا تھا۔

وہ بچوں کو سُلا کر اپنے کمرے میں آئی تھی۔ شہریار ہمیشہ کی طرح بیڈ پر فائلز پھیلائے بیٹھا ہوا تھا۔۔

شہریار مجھے آپ سے ایک اہم بات کرنی ہے۔وہ

اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

بولو کیا بات ہے پیسے چاہیں۔۔۔ شہریار نے ایک پل کو اس کی طرف دیکھ کر کہا۔۔

جی نہیں مجھے آپ کی پیسے بالکل بھی نہیں چاہیں۔ میں گھر میں بیٹھے بہت بور ہو جاتیں ہوں تو میں کافی دن سے سوچ رہی تھی۔ کہ میں دوبارہ سے ایڈمیشن لے لوں۔۔وہ آہستہ آواز میں بولی۔۔

واٹ ایڈمیشن میڈیم یہ بھی بتاؤ کون سی کلاس میں ایڈمیشن لینا ہے گیارویں میں یا ناویں میں وہ ہنستے ہوئے بولا۔

آپ سے تو بات کرنا ہی بے کار ہے۔ وہ بیڈ سے اُٹھ گئی۔ اور کمرے سے جانے لگی۔

آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں۔ اللہ کا شکر ہے مجھے میری ماں نے b.com تک پڑھایا ہے۔۔ آگے نہیں پڑ پائی کیونکہ مجھ پر اپنی ماں کی کچھ ذمہ داریاں تھیں۔ دوسری بات میں نے ہمیشہ خود کمایا کبھی دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھلایا۔ وہ ایک دم رکی اور پلٹ کر شہریار کو دیکھا کر بولی۔ پلٹ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

عجیب دماغ خراب کر کے رکھا ہے۔ میں نے ایسا کیا کہ دیا تھا۔۔ وہ غصے میں خد سے مخاطب ہوا۔۔

****

وہ باہر گاڈرن میں آ کر بیٹھ گئی۔ وہ بہت دُکھی ہوئی تھی۔

کیا میری زندگی میں شوہر کا پیار نہیں لکھا۔ کیا ساری زندگی شہریار ایسا ہی بی ہیو کرتے رہیں گے۔۔ وہ اپنے ہاتھوں کو غور سے دیکھتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔

کیا ہوا میری بیٹی یوں اکیلی اکیلی اور اتنی چپ چاپ کیوں بیٹھی ہوئی ہے۔ فرحان صاحب اس کے پاس کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولے۔۔

ماموں اپ ابھی تک سوے نہیں۔وہ ایک فم اپنے خیالوں سے نکلی۔۔۔

جب میری بیٹی یہاں اکیلی اور پریشان بیٹھی ہو تو بھلا مجھے نیند کیسے آسکتی ہے۔وہ مسکرا کر بولے۔۔۔

Urdu Novels Ghar

نہیں ماموں میں پریشان نہیں ہوں بس ایسے ہی بیٹھی ہوئی تھی۔وہ بات کو ٹالنا چاہتی تھی۔۔

مجھے اپنے باپ کی جگہ مان کر بتاؤ کیا پریشانی ہے فرحان صاحب بولے۔۔۔

آپ میرے لیے میرے ابا ہی ہیں۔مین تو بس یہ سوچ رہی تھی۔ آپ سب کے گھر سے چل6 جانے کے بعد مین بہت اکیلی ہو جاتی ہوں۔تو مین سوچ رہی تھیM.com میں ایڈمیشن لے لوں۔ b.comکے بعد ایسی پڑھائی چھوٹی کہ دوبارہ اس رہ گئی ہی نہیں۔اب بس دل کر رہا ہے۔وہ چہرہ نیچے جھکائے بولی۔۔۔

بس اتنی سی بات پر ایوی پریشان ہو رہی ہو۔مین کل ہی اس شہر کی اچھی یونی ورسٹی میں تمہارا ایڈمیشن کروا دیتا ہوں۔پر ابھی تم اُٹھو اور جا کر سو جاؤ صبح کی کاموں میں لگی ہوئی ہوتی ہو۔کچھ اپنا بھی خیال رکھا کرو۔ فرحان صاحب اسے ڈانٹتے ہوئے بولے۔۔

دونوں اندر چلے گے۔۔ عبیرہ لائٹس آف کر کے کمرے میں آگئی۔۔ شہریار ابھی بھی کام کر رہا تھا۔وہ چلتی ہوئی صوفے پر آئی اور سونے کے لیے لیٹی۔۔

مجھے کافی لا کے دو۔ تبھی شہریار کی آواز ابھری۔۔۔

Urdu Novels Ghar

وہ بہت تھک چکی تھی پر پھر بھی وہ اُٹھی اور کافی بنانے چلی گئی۔کافی دے کر وہ دوبارہ سے سونے چلی گئی۔پانچ منٹ میں وہ سو چک تھی۔۔۔

رات کے تین بج چکے تھے تب وجدان نے اپنا کام مکمل کر کے لیٹ ٹاپ سائڈ ٹیبل پر رکھا۔اور فائلز سمیٹنے لگا۔وہ بہت تھک چکا تھا۔وہ جیسے ہی بیڈ پر لیٹا اس کی نظر سامنے صوفے پر سوئی عبیرہ پر گئی۔چادر لیے وہ سمیٹ کر سو رہی تھی۔کچھ بال اس کے چہرے پر آئے ہوئے تھے۔اس وقت وہ اسے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

خوبصورت تو تم ہو پر اس خوبصورتی کے جال میں میں نہیں آنے والا مس عبیرہ وہ اسے دیکھتے ہوئے خود سے گویا ہوا۔اور آنکھیں موندھ گیا۔۔۔۔

****

اگلی صبح وہ اُٹھی نماز پڑھ کر وہ نیچے ناشتے کی تیاری کرنے آ گئی۔

بچوں کو تیار کر کے وہ ناشتہ ٹیبل پر لگانے لگی۔۔
ماما مجھے سکول نہیں جانا نور منہ پھلا کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

کیوں نہیں جانا کیا ہوا۔عبیرہ اس کی پلیٹ میں پراٹھا رکھتے ہوئے بولی۔۔

Urdu Novels Ghar

مجھے بخار ہے وہ کھانستے ہوئے بولی۔ عبیرہ نے فوراً اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔ جو واقع گرم تھا۔۔

بالکل نہیں کوئی چھٹی نہیں ہوگئی۔ جلدی سے ناشتہ کرو اور سکول جاؤ شہریار کرسی کو کھینچ کر اس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔۔

اسے بخار ہے طبعیت خراب میں وہ کیسے جائے گی۔ عبیرہ شہریار کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

ہر بات میں ٹانگ مت اڑایا کرو۔ نور عمیر پہلے ہی آپ دونوں کی بہت کمپلینز آئین تھیں۔ مجھے کسی کا کوئی بہانا نہیں سننا شہریار دونوں کو وارنگ دیتے ہوئے بولا۔۔

عبیرہ کے منا کرنے کے باوجود شہریار خود ان دونوں کو سکول چھوڑنے چلا گیا۔

فرحان صاحب کو آج آفس میں کوئی کام نہیں تھا۔۔ وہ ناشتہ کرنے کے بعد اپنے کسی دوست سے ملنے چلے گے تھے۔

****

عبیرہ کا دل صبح سے گھبڑا رہا تھا۔وہ کب کی ادھر اُدھر چکر لگا رہی تھی۔وہ گھر میں اکیلی تھی۔۔ تبھی لین لائین کی پر کال آئی۔اس نے فوراً کال ریسو کی۔۔

میں سٹی ہسپتال سے بول رہا ہوں۔جی جن کے فون سے مین کال کر رہا ہوں۔وہ اور ان کے ساتھ دو بچوں کا کار ایکسیڈینٹ ہوا ہے اور ابھی وہ ہسپتال میں اڈمیٹ ہیں۔آپ پلیز جلد سے جلد آ جائیں۔۔۔

کیا یا اللہ مہرے بچے عبیرہ روتے ہوئے بولی۔

اگے سے اسے ہسپتال کا ایڈریس بتا تا گیا۔۔ عبیرہ فون کو وہی چھوڑ کر چادر لیے باہر کی طرف بھاگی۔۔ڈرائیور تو چھٹی پر تھا۔وہ باہر رکشے میں بیٹھی۔اور سیدھی ہسپتال پہنچی۔وہ بار بار شہریار کا نمبر ڈائل کر رہی تھی پر اس کا نمبر بند آ رہا تھا۔۔۔

وہ بھاگتی ہوئی کوڑیڈول میں آئی۔۔۔میرے بچے کہاں ہیں۔۔وہ وہاں کھڑے ایک ڈاکٹر سے پوچھا۔۔

ابھی جو ایکسیدینٹ ریپوٹ ہوا ہے اس کے پیشنٹ اس روم میں ہیں۔۔۔ڈاکٹر نے ایک طرف اشارہ کیا۔۔

وہ بھاگتے ہوئے اس کمرے میں گئی۔۔۔

****

شہریار بچوں کو سکول چھوڑنے کے بعد سیدھا آفس پہنچا۔۔اس کی آج میٹنگ تھی۔۔وہ سیدھا میٹنگ روم میں پہنچا جہاں پہلے سے ہی کلائینٹ بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

میٹنگ چار گھنٹے چلی۔وہ چار گھنٹے کے بعد اپنے آفس میں آیا۔اس نے پاکٹ سے فون نکالا۔اور اسے آن کیا۔ پچاس مسڈ کال عبیرہ کے نمبر سے آئیں تھیں۔وہ پریشان سا ہو گیا۔اور فوراً عبیرہ کے نمبر پر کال کی۔۔۔

شہریار آگے سے عبیرہ کے رونے کی آواز آ رہی تھی۔۔

کیا ہوا تم رو کیوں رہی ہو سب ٹھیک تو ہے نا شہریار پریشان سا ہو گیا۔۔۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہے۔ عبیرہ نے روتے ہوئے سب بتایا۔۔شہریار کے ہاتھوں فون سلیپ ہوا اور زمیں پر گر گیا۔۔وہ الٹے پاؤں آفس سے بھاگا۔۔اندھا دھند ا گاڑی چلا کر وہ آدھے گھنٹے میں ہسپتال پہنچا۔۔۔

وہ بھاگتا ہوا اس روم میں آیا۔۔جہاں عبیرہ عمیر اور نور کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا سامنے بیڈ پر عمیر اور نور لیٹے ہوئے تھے۔کرسی پر عبیرہ بیٹھی رو رہی تھی۔شور کی وجہ سے اس نے مڑ کر پیچھے دیکھا۔دروازے کے سامنے کھڑے شہریار کو دیکھا۔تو وہ بھاگ کر اس کے گلے لگ گئی۔اور رونے لگی۔۔۔

تبھی ڈاکٹر اندر آیا۔شہریار نے اسے خود سے علیحدہ کیا۔۔

مسٹر شہریار یہ آپ دونوں کی خوش قسمتی ہے۔آپ کے بچوں کی جان بچ گئی۔۔ورنہ ایکسیڈینٹ بہت برا ہوا تھا۔ڈاکٹر کمرے آکر بچوں کو چیک کرتے ہوئے بولا۔۔

آپ کی بیٹی کا بازو ٹوٹا ہے۔۔اور تھوڑی سی چوٹیں لگی ہیں۔آپ کے بیٹے کو معملی سے چوٹیں آئی ہیں جو کہ ہفتے کے اندر اندر ٹھیک ہو جائیں گئی۔پر آپ کو ان دونوں کا بہت زیادہ خیال رکھنا پڑے گا۔۔کچھ دیر بعد دونوں کو ہوش آجائے گا۔رات تک آپ انہیں گھر لے کر جاسکتے ہیں ڈاکٹر چیک کر کے باہر چلا گیا۔۔۔

عبیرہ دوبارہ سے ان کے پاس آکر بیٹھ گئی۔۔شہریار نے آگے بڑھ کر دونوں کو پیار کیا۔۔

Urdu Novels Ghar

ریلکیس دونوں ٹھیک ہیں۔ شہریار نے عبیرہ کی حالت دیکھ کر کہا۔وہ بہت زیادہ رو رہی تھی۔۔

نور کو دیکھیں وہ کتنی چھوٹی ہے اور اتنی زیادہ چوٹ لگی ہے عبیرہ اس کے بازو پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔

میرے بچے بہت بہادر ہیں وہ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گے۔۔ شہریار نے دونوں کے سروں پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔۔

تھوڑی دیر بعد دونوں کو ہوش آ گیا۔۔۔

ماما نور نے آنکھ کھولتے ہی عبیرہ کو پکارا۔

جی میری جان میں یہی ہوں۔ عبیرہ اپنے آنسوں کو پونچھ کر اس کے پاس بیڈ پر بیٹھ کر بولی۔۔ تبھی عمیر کو بھی ہوش آ گیا۔۔اس نے بھی اُٹھ کر عبیرہ کو ہی پکارا۔۔

رات کو چھٹی مل گئی۔۔ شہریار ان تینوں کو لے کر گھر آ گیا۔ان کا ڈرائیور ابھی ہسپتال مین ہی تھا اس کو کافی چوٹیں لگیں تھیں۔۔۔۔

فرحان صاحب پریشان سے ان کا انتظار کر رہے تھے۔شہریار عمیر کو اُٹھائے اور عبیرہ نور کو اُٹھائے حال میں داخل ہوئے۔جہاں فرحان صاحب
بے چین سے ادھر اُدھر چکر لگا رہے تھے۔۔

ان کو دیکھتے ہی وہ ان کی طرف بڑھے۔۔اور آگے بڑھ کر دونوں بچوں کو گلے سے لگایا۔۔

پاپا ان کو آرام کرنے ک ضرورت ہے۔میں انہیں کمرے میں لے جاتا ہوں۔۔شہریار نور کو اُٹھاتے ہوئے بولا۔۔۔

۔

فرحان صاحب عمیر کو لیے اس کے پیچھے کمرے میں آ گئے۔۔

عبیرہ کچن میں گئی۔اور سوپ بنانے لگی۔۔۔وہ سوپ بنا کر کمرے میں لائی۔جہاں عمیر اور نور بیڈ گراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے شہریار اور فرحان صاحب سے باتیں کر رہے تھے۔۔۔

چلو تم دونوں جلدی سے یہ سوپ پی لو۔وہ مسکراتے ہوئے ان دونوں کے پاس بیٹھی۔۔

ماما نہیں پینا عمیر منہ بنا کر بولا۔۔

Urdu Novels Ghar

عمیر بیٹے یہ آپ کے لیے بہت ضروری ہے۔ چلو منہ کھولو۔۔ عبیرہ ان دونوں کو سوپ پلانے لگی۔۔۔

میں ان دونون کا صدقہ دے کر آتا ہوں۔ فرحان صاحب اپنی آنکھ سے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولے۔ اور کمرے سے چلے گے۔۔

شہریار بیڈ کی ایک سائڈ پر آکر بیٹھا۔۔

یہ سب میری غلطی ہے مجھے تم دونو کو فورس کر کے سکول نہیں بھیجنا چاہیے تھا۔ شہریار عمیر کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔

جو ہونا ہوتا ہے۔ وہ ہو کر رہتا ہے۔ اس میں ہم انسان کچھ نہیں کر سکتے۔۔ اس سب میں آپ کا قصور نہیں ہے۔۔ عبیرہ نور کا منہ صاف کرتے ہوئے بولی۔

ماما مجھے یہی سونا ہے آپ کے ساتھ۔ نور عبیرہ کا بازو پکڑتے ہوئے بولی۔۔۔

بالکل میری جان میں بس یہ برتن رکھ کر آتی ہوں۔۔ عبیرہ برتن اُٹھائے باہر نکلی۔۔

وہ جیسے کمرے میں آئی۔ عمیر اور نور سو چکے تھے۔۔اس نے انہیں ٹھیک سے لٹایا۔اور ان پر کمبل دیا۔اور سورت پڑھ کے دونوں پر پھونک مارنے لگی۔۔۔شہر یار پاس بیٹھا اس کی ساری حرکتیں نوٹ کر رہا تھا۔۔

تم یہ سب کیوں کر رہی ہو وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا۔۔

کیا میں سمجھی نہیں عبیرہ اس کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

یہی میرے بچوں کے ساتھ اتنا زیادہ اٹیچ کیوں ہو رہی ہو اس کے پیچھے تمہارا کیا مقصد ہے۔
وہ اس کی طرف آیا۔۔۔

کیا مطلب ہے آپ کی ان سب باتوں کا وہ بیڈ سے کھڑا ہو کر اس کی طرف دیکھ کر حیرانگی سے بولی۔۔۔

وہی مطلب جو تم سمجھ رہی ہو۔کیوں اتنا اٹیچ ہو رہی ہو۔یہاں ساری زندگی رہنے کا پلین ہے یا ماموں کے پیسے ہتھیانے کی یہ بچے سیڑھی ہیں۔
وہ اس کے بازو کو زور سے پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے آپ کی سوچ پر بہت افسوس ہو رہا ہے۔

کیا آپ ہر وقت اپنے پیسوں کا روب جماتے رہتے ہیں۔ جائے اپنے پاپا سے پوچھ لیجیے میرے گھر وہ آپ کا رشتہ لے کر آئے تھے۔ میری ماں نے ہاتھ پھیلا کر مجھے آپ لوگوں کو نہیں دیا۔ چھوڑیں میرا بازو وہ غصے سے کہتی اپنا بازو چھڑوائی۔۔

تم جیسی ہر لڑکی یے یہ سب ڈرامے ہی ہوتے ہیں۔۔ شہریار طنزیہ اندازمین ہنسا۔۔

مسٹر شہریار ضروری نہیں ایک انسان برا نکل آئے تو ساری دنیا ہی بری ہو جاتی ہے۔ کبھی اپنی آنکھوں سے یہ نفرت اور پیسے کی پٹی اتار کر دیکھیں بہت کچھ اچھا نظر آئے گا۔ اور جہاں تک رہی بچوں کی بات تو آج کے بعد ان کے اور میرے رشتے پر شک کرنے کی کوشش بھی مت کیجیے گا۔۔۔۔

بہت دل سے میں نے انہیں اپنے بچے مانا ہے۔ جس دن آپ کو میری ذات پر یقین آ جائے گا اس دن شاید آپ کے منہ سے ایسی باتیں نہیں نکلیں گئی۔۔ عبیرہ کہتی ہوئی نور کے ساتھ لیٹ گئی۔۔ وہ دونوں تو گہری نیند میں سو چکے تھے۔۔۔

عبیرہ میڈم اپنی یہ خوش فہمی میں آج ختم کر لو کہ میں ساری زندگی تمہارے ساتھ گزاروں گا۔ میں تو بہت جلد شادی کرنے والا ہے۔۔ شہریار نے بیڈ کی دوسری سائڈ پر لیٹتے ہوئے ایسے ہی ہوا میں تیر پھیکا۔۔۔

جس دن شادی کریں گے۔مجھے بھی بلوا لیجیے گا۔آ جاؤں گئی۔۔وہ کہتی ہوئی آنکھیں موندھ گئی۔۔۔

رات کے دو بجے عبیرہ کی آنکھ کھولی اس نے دیکھا نور بخار میں تپ رہی ہے۔وہ جلدی سے اُٹھی اور اسے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے لگی۔۔۔
ساری رات وہ اسے پٹیاں کرتی رہی۔ صبح کے وقت اس کا بخار تھوڑا سا کم ہوا۔۔۔

وہ اُٹھی اور اپنے روزمرہ کے کام کرنے لگی۔۔شہریار جاگینگ سے آچکا تھا اس وقت وہ نہا کر تیار ہو کر نور اور عمیر کے پاس بیٹھا ہوا تھا جو کہ اُٹھ چکے تھے۔۔۔

آپ کا ناشتہ میں نے ٹیبل پر لگا دیا ہے۔۔عبیرہ ہاتھ میں ٹرے پکڑے عمیر اور نور کے لیے ناشتہ لے کر اندر کمرے میں آئی۔۔۔

شہریار نیچے چلا گیا۔ناشتہ کرنے کے بعد وہ جیسے ہی نکلنے لگا دروازے سے شمائلہ اور فاخرہ بیگم داخل ہوئیں۔۔۔

شہریار میرے بچے نور اور عمیر کہاں ہیں مجھے تو ابھی پتہ چلا میں فوراً شمائلہ کو لیے آگئی۔۔۔
فاخرہ بیگم روتا ہوا منہ بنا کر بولیں۔۔

اوپر میرے کمرے مین ہیں آپ مل لیں شہریار کہتا ہوا باہر نکل گیا۔۔دونوں اوپر چلیں گئیں۔

ہائے ہائے میرے بچوں کو کس منحوس کی نظر لگ گئی۔یہ کس طرح کھلا رہی ہے۔ہٹ میں خود اپنے بچوں کو کھیلاتی ہوں۔فاخرہ بیگم عبیرہ سے سوپ کا بول چھینتے ہوئے بولیں۔۔۔

آخر کو ہے تو سوتیلی نا بچوں کو بھلا کیا خیال رکھے گئی۔۔وہ اپنے منہ سے زہر اگل رہیں تھیں۔عبیرہ خاموشی سے ایک طرف کھڑی ہو گئی۔۔

سوتیلی کچھ نہیں ہوتا وہ ہماری ماماہیں۔ عمیر غصے سے بولا۔۔

شمائلہ تم نے جوان معصوم بچوں کے دلوں میں زہر گھولا تھا۔ دیکھو میں نے سب نکال دیا۔ ویسے تمہین شرم نہیں آئی یوں چھوٹے بچوں کو اس طرح کی باتیں سیکھاتے ہوئے۔ عبیرہ اس کے قریب آکر بولی۔۔۔

ہائے ہائے دیکھو ہم پر الظام لگا رہی ہے۔ ارے یہ ہمارے ہی بچے ہیں۔ ہم کیوں ان کو کچھ الٹا سیکھائیں گے۔۔ فاخرہ بیگم نے شہریار کو آتے دیکھ کر رونا شروع کر دیا۔۔ عبیرہ حیرانگی سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے؟ شہریار اندر آتے ہی بولا۔۔ وہ اپنی گاڑی کی چابی لینے آیا تھا۔۔۔

ہائے ہائے شہریار تیری یہ بیوی ہمیں بول رہی ہے ہم اس کے گھر نا آیا کریں۔ہم تیری بچوں کو غلط باتیں سیکھاتے ہیں۔چل شمائلہ اتنی بے عزتی کے بعد ہمیں یہاں نہیں رکناوہ چھوٹ موٹ کو روتے ہوئے بولیں۔۔۔

رکیں چچی جان شہریار نے انہیں روکا۔۔۔

یہ میں کیا سن رہاہوں۔تم اتنی بکواس کیسے کر سکتی ہو۔ابھی کے ابھی معافی مانگوان سے شہریار اس کے پاس آتا غصے سے بازو پکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

میں نے ایسا کچھ عبیرہ ابھی بولنے لگی تھی کہ شہریار بولا پڑا۔۔

میں نے کیا کہا۔کوئی بحس نہیں معافی مانگو۔۔وہ دانت پیستے ہوئے اس کے بازو پر گرفت کو ٹائیٹ کرتے ہوئے بولا۔

عبیرہ کی آنکھوں میں آنسوں آگے۔اس نے بڑھی ہوئے آنکھوں سے شہریار کو دیکھا۔پھر اپنے آپ کو سھنمبالتے ہوئے۔۔۔

اپنا بازو چھڑوا کر وہ فاخرہ بیگم کے پاس گئی۔۔

مجھے معاف کیجیے گا۔اگر میرے منہ سے کچھ غلط الفاظ نکلے ہوں۔وہ آہستہ آواز میں بولی۔فاخرہ بیگم طنزیہ انداز میں مسکرائیں۔۔

عبیرہ ان کو اگنور کر کے واپس نور اور عمیر کی طرف آئی۔

اپنی آنکھ کے کونے سے اس نے آنسوں صاف کیا۔جو شہریار نے دیکھا۔جیسے اس کی آنکھیں شکوہ کر رہی ہوں۔۔۔۔

اچھا بیٹا اب ہم چلتے ہیں۔۔وہ شمائلہ کو لیے چلیں گئیں۔۔۔

شہریار اپنے ماتھے کو مسلتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہریار آفس پہنچ گیا تھا۔۔وہ اپنے کیبن میں بیٹھا آج صبح ہو جانے والی تلخ کلامی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

اس وقت فرحان صاحب گھر نہیں تھے ورنہ شہریار کی عزت افزائی ضرور ہو جاتی۔۔

اسے بار بار عبیرہ کے آنسوں سے بھری آنکھیں دیکھ رہیں تھیں۔۔وہ بہت مضطرب دیکھائی دے رہا تھا۔۔وہ انہی سوچوں میں گھرا تھا کہ تبھی دروازے پر دستک ہوئی۔۔

فاہد کچھ فائلز لے کر اندر آیا۔۔

سر اس پر سائن چاہیے اس نے فائلز شہریار کے آگے ٹیبل پر رکھ دیں۔۔۔۔

شہریار نے فائل کھولی اور پڑھ کر سائن کرنے لگا۔۔۔

تم کہاں کے ہو شہریار نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

سر یہی چار پانچ گھنٹے کے فاصلے سے بس ایک چھوٹے سے گاؤں کا ہوں۔ فاہد نے جھوٹ بولا۔۔۔

اتنی دور اسلام آباد میں جاب کرنے کی کیا وجہ ہے شہریار کو کچھ عجیب فیل ہوا۔۔۔

بس سر گھر کی مجبوریاں ماں اور بہنوں کی زمہ داریاں ہے۔ شادیاں کروانی ہیں۔۔ چھوٹی موٹی نوکری سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا تھا تو سوچا شاید یہاں کچھ اچھی نوکری مل جائے۔۔۔ فاہد معصوم شکل بنا کر بولا۔۔۔

اچھی سوچ ہے۔۔ شادی ہو گئی تمہاری۔ شہریار بولا۔۔

کہاں سر اب تو شادی کے نام سے ہی چڑ مچتی ہے۔وہ تھوڑا غصے سے بولا۔۔

کوئی خاص وجہ ؟؟شہریار کو اس کا جواب کچھ حیران کن لگا۔۔۔

بس سر محبت مین بہت برے دھوکے کھائے ہیں۔تو شادی جیسی چیز سے یقین اُٹھ چکا ہے۔فاہد افسردہ منہ بنا کر بولا۔۔۔

کیوں ایسا کیا ہوا تھا۔۔شہریار کو اس کی کہانی میں انٹرسٹ پیدا ہوا۔۔

اس دنیا میں دو قدم چلنے پر ہی چور مل جاتے ہیں۔وہ لڑکی مجھے یونی میں ملی تھی۔بس محبت ہوئی اور سر محبت تو آنکھوں پر کالی پٹی کی طرح ہوتی ہے۔بس وہ محبت کے جال مین پھانستی گئ اور مین پھنستا گیا۔میرے سارے پیسے لے کر بھاگ گئ۔کچھ دن پہلے ہی پتہ چلا اس کی شادی ہو گئی ہے۔۔اسی شہر مین ہے۔۔فاہد جھوٹی موٹی کہانی بنانے لگا۔۔

ہمم افسوس ہوا۔ لیکن یاد رکھنا جو دھوکہ دیتا ہے وہ کبھی بھی خوش نہیں رہتا۔ ایک دن وہ لڑکی ضرور ٹھوکر کھا کر گڑے گئی۔۔ شہریار اس کی کہانی سن کر بولا۔۔

اوکے سر میں چلتا ہوں بہت کام ہے۔ فاہد کہتا ہوا باہر چلا گیا۔۔۔

وہ جیسے ہی باہر نکلا اس کے فون پر میسج آیا۔۔۔

مجھ سے کل میرے گھر آ کر ملو۔۔۔۔ فاہد نے میسج پر کر موبائل آف کر کے پاکٹ میں رکھا۔۔

****

عبیرہ سارا دن نور اور عمیر کو سھنمبالتی رہی۔ عمیر تو چل پھر رہا تھا۔ لیکن نور کو بازو میں بہت درد ہو رہی تھی۔ عبیرہ نے اسے دوائی کھلائی۔۔۔

ماما مین بہت بور ہو رہی ہوں۔۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

اوکے تو میری بیٹی بتائے۔ کیا کرنا ہے۔ کچھ کھیلنا ہے عبیرہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

مجھے دادا جان کے پاس جانا ہے۔

اوکے مائی ڈول چلو عبیرہ اسے گود میں اُٹھائے نیچے لے آئی۔۔فرحان صاحب ٹیوی لوونج میں بیٹھے ٹیوی پر نیوز دیکھ رہے تھے۔۔

ارے واہ میری گڑیا آگئی۔فرحان صاحب نے اسے گود میں بیٹھایا۔۔۔
ماموں آپ کی گڑیا بہت بور ہورہی ہے۔بول رہی ہے کچھ کھیلنا ہے۔عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

ہینڈز اپ تبھی عمیر عبیرہ کی کمر پر بندوق رکھ کر بولا۔۔وہ اپنے ہاتھوں میں بندوق پکڑے پولیس والا بنا ہوا تھا۔۔

میں نے کیا کر دیا جو مجھے پولیس نے پکڑ لیا۔۔عبیرہ ڈرتے ہوئے بولی۔

آپ نے ابھی تک میرے نوڈلز نہین بنائے عمیر غصے سے منہ پھلا کر بولا۔۔

سوری پولیس جی میں ابھی لے کر آتی ہوں۔عبیرہ اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔اور ہنستے ہوئے کیچن میں چلی گئی۔۔۔

اج ہم اپنی گڑیا کے ساتھ لڈو کھلیں گے فرحان صاحب لڈو کو سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولے۔۔۔

دادا جان میرا اسٹنٹ دیکھیں۔ عمیر پانچ سیڑیوں سے چھلانگ لگانے لگا۔۔

عمیر تمہارا دماغ خراب ہے۔ابھی کل ہی تمہین اتنی چوٹیں لگیں ہیں۔ آج پھر تم سیڑیوں پر سرکس شروع کرنے لگے۔ جاؤ وہان بیٹھو میں نوڈلز لے کر آرہی ہوں۔۔ عبیرہ کیچن کے دروازے سے ہی عمیر پر چلائی۔۔۔

وہ منہ بنا کر فرحان صاحب کے پاس چلا گیا۔۔۔

رات کے آٹھ بج چکے تھے۔ شہریار اپنے ہاتھوں میں لیپ ٹاپ اور کچھ فائلز پکڑے داخلی دروازے سے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

تبھی اس کی نظر ٹیوی لانج میں ان چاروں پر پڑی۔۔ جہان وہ لڈو کھیل رہے تھے۔۔۔اسے عمیر اور نور بہت خوش دیکھائی دے رہے تھے۔ شہریار کو ان کے بی ہیویر میں بہت بدلاؤ بھی محسوس کیا تھا۔۔۔

وہ ان سب کو اگنور کرتا اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

بابا آپ بھی کھیلیں ہمارے ساتھ نور اونچی آواز میں بولی۔۔۔

نہیں بیٹا تم سب کھیلو میں فریش ہو لوں شہریار کہتا ہوا اوپر کمرے میں چلا گیا۔۔۔

بابا ہم سے بالکل پیار نہیں کرتے نور کی آنکھ میں آنسوں آ گے۔۔۔

ارے نہیں بیٹا ایسی بات نہین وہ مصروف ہوتا ہے۔۔ فرحان صاحب نے اپنی گود میں بیٹھی نور کے گالوں سے آنسوں صاف کرتے ہوئے کہا۔۔۔

میں انہیں لے کر آتی ہوں۔ ہماری نور اپنے بابا کے ساتھ کھیلنا چاہتی ہے۔۔ تو انہیں آنا پڑے گا۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ اور پھر اوپر کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔

وہ شہریار سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔ لیکن اب نور کی وجہ سے وہ کمرے میں آئی۔۔

شہریار نہا کر کپڑے چینج کر کے واشروم سے باہر نکلا۔۔ تبھی عبیرہ کمرے میں داخل ہوئی۔۔

آپ نیچے چلیں نور آپ کے ساتھ لڈو کھیلنا چاہتی ہے۔ عبیرہ اس کے پاس آ کر بولی۔۔۔

تمہیں میں بچہ لگتا ہو جو یہ بچوں والی گیم کھیلوں گا۔ شہریار شیشے کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بال بنانے لگا۔۔۔

بچوں کے ساتھ بچوں والی ہی گیمز کھیلی جاتی ہیں۔ عبیرہ بولی۔۔۔

مجھے بہت کام ہے جاؤ یہاں سے جب دیکھو سر پر سوار رہتی ہو۔ شہریار اپنا لیپ ٹاپ نکالا کر بیٹھ گیا۔۔۔

اگر اپنے وقت سے تھوڑا سا وقت اپنے بچوں کے لیے نکال لین گے۔ تو آپ کے آفس کے کاموں کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔۔ عبیرہ غصے سے اس کا لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے بولی۔۔

خبر دار جو آئندہ میرا چیزین کو اس طرح ہاتھ لگانے کی کوشش کی۔۔ جاؤ یہاں سے دماغ خراب کر کے رکھا ہوا ہے۔ شہریار اس پر چلایا

۔وہ ایک دم کھڑی ہو گئی۔۔ دل تو کیا ابھی چلی جاو لیکن اگر اب۔ چلی گئی تو یہ ڈھیٹ انسان کبھی نہیں سدھرے گا۔۔ وہ دل میں سوچ کر خود کو تھوڑا نارمل کرنے لگی۔۔۔

میں صرف ایک بات بولوں گئی۔۔

بچے صرف پیدا ہی نہین کرنے ہوتے۔اپنے بچون کو وقت بھی دینا ہوتا ہے۔ان کی تھوڑی کیر بھی کرنی پڑتی ہے۔صرف ایک دن میں ایک گھنٹہ بھی بچوں کے ساتھ گزار دیں۔تو وہ خوش ہو جاتے ہیں۔۔۔ تھوڑی دیر ان کے ساتھ بیٹھیں دیکھے گا۔اپ کا یہ سٹریس خود بخود بھاگ جائے گا۔۔عبیرہ بول کر اسکا جواب سنے بغیر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

کیا مصیبت ہے شہریار نے اپنا سر اپنے ہاتھ پر گرا دیا۔۔۔

کیا ہوا ماما بابا نہیں آئے نا مجھے پتہ تھا۔نور افسردہ منہ بنا کر بیٹھی گئی۔۔عبیرہ ان کے پاس آکر بیٹھی۔۔۔

کس نے بولا نہیں آیا۔میری پرنسس بولائے اور میں نا آوں ایسا ہو سکتا ہے۔۔شہریار عبیرہ کی باتوں سے تھوڑا تو پگھلا تھا وہ نیچے چلا آیا۔۔۔

یس بابا عبیرہ فرحان صاحب کی گود سے جمپ مار کر کھڑی ہوئی اور بھاگ کر شہریار کے سینے سے لگی۔۔۔ شہریار نے اسے گود میں اُٹھا لیا۔۔۔

بتاؤ میرے بچوں کو میرے ساتھ کیا کھیلنا ہے۔شہریار دونوں کے گالوں پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔اور ٹیبل کی ایک طرف نیچے کلین پر بیٹھ گیا۔۔۔

لڈو کھیلنی ہے عمیر بولا۔۔

چلو کھیلتے ہیں شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔

میں بابا کی ٹیم میں ہوں۔نور شہریار کی گود میں بیٹھتے ہوئے خوشی سے چلائی۔۔

میری ٹیم میں ماما ہیں عمیر عبیرہ کے پاس بیٹھا۔۔

لیکن مجھے تو کھانا بنانا ہے آپ سب کھیلوں عبیرہ بولتی ہوئی اُٹھنے لگی۔۔۔

عبیرہ بچے تم کھیلوں کھانا بعد میں بنالینا فرحان صاحب بولے۔۔۔

چاروں کھیلنے لگے۔ شہریار شائد بہت سالوں بعد اس طرح ہنس رہا تھا۔ جس طرح وہ ابھی بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے ہنس رہا تھا۔۔۔

فرحان صاحب ان چاروں کو دیکھ کر مسکرا دیے۔

دیکھا بیگم میرا عبیرہ کو بہو بنانے کا فیصلہ کتنا اچھا ثابت ہو رہا ہے۔۔ وہ دل ہی دل میں بولے۔۔۔۔

گیم ختم ہونے کے بعد عبیرہ تو کھانا بنانے چلے گئی۔ پر شہریار عمیر اور نور کے ساتھ باتین کرنے لگا۔۔ان کی معصوم باتوں پر کبھی مسکرا دیتا تو کبھی زور سے ہنس دیتا۔۔

عبیرہ نے کھانا لگا دیا تھا۔۔سب نے مل کر کھانا کھایا۔

چلو اب تم دونوں سو جاؤ۔ عبیرہ نے نور اور عمیر کو دوائی کھلا کر ان کے کمرے میں سلانے لے گئی۔۔

شہریار مجھے کچھ دنوں کے لیے امریکہ جانا پڑے گا۔ وہاں کے پراجیکٹ میں کوئی مسلہ بن گیا ہے۔۔ مجھے وہاں جا کر خود دیکھنا پڑے گا۔ مین سوچ رہا ہون جب تک وہ پورا نہیں ہو جاتا وہی رہوں۔۔ساتھ میں کمپنی کے مالک سے بات بھی کر لوں گا۔۔فرحان صاحب چائے پیتے ہوئے بولے۔۔

پاپا آپ کیوں جائیں گے میں چلا جاتا ہوں۔ شہریار فوراً بولا۔۔۔

نہیں تمہیں یہاں والا پراجیکٹ دیکھنا ہے۔ تم جانتے ہو وہ ہماری کمپنی کے لیے کتنا اہم ہے۔ دو مہنیوں تک تو پورا ہو جائے گا۔۔میں تب واپس آ جاؤں گا۔۔فرحان صاحب اسے سمجھانے لگے۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے۔ جیسا آپ کو مناسب لگے۔ کس دن جانا ہے۔۔ شہریار بولا۔۔۔

میں سوچ رہا ہوں کل رات کی فلائٹ لے کر چلا جاؤں گا۔۔ فرحان صاحب طے شدہ پلین بتانے لگے۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے آپ آرام کر لیں میں بھی تھوڑی سی فائلز کو دیکھ لوں شہریار کہتا ہوا کھڑا ہو گیا۔اور کمرے میں آ گیا۔۔۔۔

فرحان صاحب اپنے کمرے میں آ گے۔۔۔۔

عبیرہ دونوں کو سُلا کر کمرے میں آ گئی۔ وہ وضو کر کے نماز پڑنے لگی۔۔۔

شہریار اپنی فائلز میں مصروف تھا۔۔ نماز پڑنے کے بعد وہ یونی کے فام لے کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ جو آج ہی فرحان صاحب نے اسے لا کر دیے تھے۔۔۔۔

وہ مصروف انداز میں فام فل کرنے لگی۔ ایک پل کو اس نے شہریار کی طرف دیکھا جو اپنے کام میں حد سے زیادہ کھویا ہوا تھا۔

عبیرہ اُٹھی اور کچن میں آئی۔ وہ دس منٹ بعد کافی کا کپ لے کر کمرے میں آئی۔۔ شہریار اتنا کام میں کھویا ہوا تھا کہ اسے عبیرہ کے جانے اور واپس آنے کا پتہ ہی نا چلا۔۔

وہ تب چونکا جب عبیرہ نے کپ اس کے آگے کیا۔۔

شہریار نے سر اُٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔۔

کافی پی لیں ورنہ کچھ دیر مین سر میں درد شروع ہو جائے گا۔۔ عبیرہ کپ اسے پکڑا کر واپس صوفے پر آ کر بیٹھ گئی۔۔۔

شہریار نے ایک دفعہ کافی کو اور دوسری دفعہ عبیرہ کو دیکھا۔ جو اپنے ڈاکومینٹس فام کے ساتھ چپکا رہی تھی۔ وہ دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔۔

ان دونوں کے درمیان بس بچوں کے ریلیٹڈ بات ہوتی تھی۔ اس میں بھی شہریار ٹھیک سے جواب نہیں دیتا تھا۔ عبیرہ بس اپنا فرض پورا کر رہی تھی۔ وہ بچون کا پورا خیال رکھتی۔ وہ ان سے بہت اٹیچ ہو چکی تھی۔ وہ شہریار کا ہر کام کر دیتی تھی۔ پہلے پہلے تو شہریار نے ایک دو دفع ڈانٹا لیکن عبیرہ بھی اپنی ضد میں لگی رہی۔ اب وہ کچھ نہیں بولتا تھا۔۔۔

****

اگلی صبح شہریار تیار ہو کر آفس جانے کے لیے تیار ہوا۔۔۔

شہریار آپ یہ یونی میں سبمیٹ کروادیں گے۔۔وہ جیسے ہی وہ جانے لگا عبیرہ نے روک کر فام والی فائل شہریار کو دیا۔۔۔

یہ کیا ہے شہریار نے فائل پکڑتے ہوئے پوچھا۔۔

فام ہے میں نے کل عبیرہ کا یونی میں ایڈمیشن کروادیا تھا۔تم جما کروادو تاکہ وہ کل سے جوائن کر سکے۔فرحان صاحب کھانا کھاتے ہوئے بولے۔۔۔

شہریار نے فائل پکڑلی اور باہر کی طرف چلا گیا۔۔۔

ویسے ماموں آپ نے اچھا نہیں کیا آپ مجھے اپنے کھڑوس بیٹے کے ساتھ چھوڑ کر خود امریکہ جارہے ہیں وہ بھی دو مہینے کے لیے۔۔۔عبیرہ ان کے پاس کرسی پر آکر بیٹھی۔۔

تو بیٹا جی وہ کھڑوس تمہارا شوہر ہے۔

کیسا شوہر ڈھنگ سے بات تو کرتے نہیں۔ مجھے دیکھتے ہی ان کے چہرے پر بارہ بج جاتے ہیں۔ عبیرہ فرحان صاحب کے اچانک اتنی دور جانے پر خفا تھی۔۔۔

ہاہاہا بالکل جھلی ہو۔۔ اپنے ماموں کی ایک بات مانوں گئی۔ فرحان صاحب بولے۔۔۔

بالکل مانوں گی آپ حکم کریں۔ عبیرہ مسکرائی۔۔

بیٹا میں جانتا ہوں شہریار غصے والا ہے۔ پر وہ ایسا بالکل نہیں تھا وہ تو بہت ہنس مکھ تھا لیکن جب سے اس کی شادی نیلم سے ہوئی وہ بہت بدل گیا۔۔
اور طلاق کے بعد تو وہ ہر وقت غصے میں رہتا تھا۔ میں کل بہت خوش ہوا جب وہ بچوں کے ساتھ اتنی دیر بیٹھا اور ہنسا۔
عبیرہ تمہیں اب شہریار سے ڈرانا نہیں ہے۔ اگر وہ تمہیں ڈانٹے تو دوٹوک جواب دو۔ اس پر حق جتاؤ۔۔ اس سے باتیں کیا کرو۔ تمہیں شہریار کی خود پر بنائی ہوئی دیوار کو توڑنا ہو گیا۔۔ اسے اپنے ہونے کا احساس کرانا ہو گا۔۔ تبھی وہ تم سے محبت کر پائے گا۔۔ فرحان صاحب اسے سمجھا رہے تھے۔۔۔

میں جانتی ہوں ماموں جب ایک انسان اندر سے بالکل ٹوٹ چکا ہو تو وہ جلد کسی پر بھروسہ نہیں کر پاتا۔مجھے ان کا بھروسہ ان کا پیار جیتنے کے لیے جو بھی کرنا پڑے میں وہ سب کروں گئی۔ آپ بس پریشان نا ہوں۔۔ عبیرہ مسکرا کر بولی۔۔۔۔

شاباش تم میری سمجدار بیٹی ہو۔۔ فرحان صاحب نے اس کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرا۔۔۔

چلیں میں آپ کی پیکنگ کر دیتی ہوں۔۔ عبیرہ کہتی ہوئی ان کے کمرے میں چلی آگئی۔۔۔

یا اللہ مین نہین چاہتا ایک یتیم بچی میرے بیٹے کی وجہ سے غم جھیلے بس ان دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے محبت پیدا کر دے۔۔ فرحان صاحب نے دل سے دعا کی۔۔۔۔

★✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲★✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲★✲✲✲✲✲✲

شہریار سیدھا آفس آیا۔اس نے ہاتھ میں پکڑی فائلز ٹیبل پر رکھیں۔تب اس کی نظر عبیرہ والی فائل پر پڑی۔۔۔

شیٹ یہ تو جمع کروانی تھی۔شہریار نے اپنی سیکٹری کو اندر بلوایا۔۔۔

یہ کسی کو بول کر یونی میں جمع کر ودو۔۔اسنے فائل اپنی سیکٹری کو دی۔۔۔۔

سیکٹری فائل کے کر باہر آئی۔۔۔اور ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔۔۔

کیاہوا مس کوئی کام تھا فاہد اسکے پاس پہنچا۔۔
ہاں وہ سر نے یہ فائل یونی جمع کروانے کو کہا ہے۔۔پر کون جاے گا؟؟وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔۔۔

مین کروادیتاہوں۔فاہد نے فائل اسکے ہاتھ سے لے لی۔۔۔وہ فایل دے کر چلی گئ۔۔

فاہد فائل کو لیے اپنے کیبن میں آیااور فائل کو کھول کر دیکھنے لگا۔۔

اووتو مس عبیرہ یہ ہے تمہارانمبر بری چلاق نکلی نمبر بدل لیا۔۔فاہد نے جلدی سے نمبر نوٹ کیااوت فائل پکڑے آفس سے باہر نکلا۔۔۔

اس نے فائل یونی جمع کروائی۔اور پھر اپنی میڈم سے ملنے اس کے گھر چلا گیا۔۔۔

یہ گھر زیادہ برا نہیں تھا ایک چھوٹا سا اپاٹمنٹ تھا۔۔

وہ اندر آیا تو سامنے صوفے پر دو لڑکیان بیٹھی ہوئیں تھین۔۔

شکر ہے تم آگے۔۔ چلو جلدی بیٹھو پلین ڈسکیس کرنا ہے۔شمائلہ بولی۔۔

جی بالکل فاہد فوراً سامنے رکھے صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

مجھے شمائلہ کا تو پتہ ہے لیکن آپ کا نام نہیں جانتا۔۔وہ سامنے بیٹھی دوسری لڑکی سے مخاطب ہوا۔۔

میں نیلم ہوں۔میں شہریار کی پہلی بیوی تھی۔سامنے بیٹھی لڑکی بولی۔۔۔۔

فاہد میں نے ہی تمہیں اس آفس میں مینیجر کی پوسٹ دلوائی ہے۔ تمہیں بس وہاں کسی بھی طرح اپنی جگہ برقرار رکھنی ہے۔شمائلہ جوس کا گلاس اُٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔

ہم تینوں کا ایک ہی مقصد ہے۔مجھے شہریار کی کمپنی چاہیے اس کی پراپرٹی چاہیے۔جب سے میں نے اس سے طلاق لی ہے۔۔کچھ دیر تو اچھے پراجیکٹ ملے پر ابھی کوئی اچھا پراجیکٹ نہیں ملتا بس میں نے یہی فیصلہ کیا ہے۔مجھے ہر حالت میں شہریار کی کمپنی چاہیے۔۔نیلم بولی۔۔۔

دیکھو فاہد نیلم کو پراپرٹی چاہیے اور مجھے شہریار
تم بس کسی طرح اس عبیرہ کے شہریار کے گھر اس کی زندگی سے باہر نکال دو۔۔قدم سے تجھے مالا مال کر دیں گے۔۔تمہاری ہر مشکل دور ہو جائے گئی۔۔تم راتوں رات امیر ہو جاؤ گے۔۔۔شمائلہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔

تم دونوں بے فکر رہو۔میرے پاس بہت اچھا پلین ہے۔۔
مجھے بس ایک مہینے کا وقت چاہیے میں تم دونوں کی ہر دلی خواہش پوری کر دوں گا۔۔انفیکٹ میں نے اپنا پہلا داؤ چل دیا ہے۔پر کچھ ایڈوانس چاہیے۔فاہد اپنے مطلب کی بات پر آیا۔۔

نیلم نے اپنے بیگ سے پانچ لاکھ نکال کر سامنے ٹیبل پر رکھے۔۔۔۔

واؤ تھینک یو فاہد نے فٹ سے سارے پیسے پکڑ لیے۔

اچھا اب مین آفس چلتا ہوں۔۔زیادہ دیر باہر نہیں رہ سکتا۔۔فاہد پیسے اپنے بیگ میں رکھتے ہوئے بولا۔اور اُٹھ کر باہر چلا گیا۔

اس لڑکے پر اعتبار کرنا کیا مناسب رہے گا۔۔نیلم نے شمائلہ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔

یہ عبیرہ کا بوائی فرینڈ تھا۔شادی سے کچھ دن پہلے ہی ان کا بریک اپ ہوا تھا۔میرے ہاتھ میں عبیرہ کا وہ راز ہے جو اس کے گھر والوں کو بھی معلوم نہیں تھا۔۔بس تم دیکھتی جاؤ میں کیا کرتی ہوں شمائلہ شیطانی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے بولی۔۔۔

واہ پر تجھے اس کا پتہ کیسے چلا۔۔۔نیلم نے اپنے ذہین مین آیا سوال پوچھا۔۔

بس چل گیا۔تم اتنی گہرائی میں مت جاؤ۔۔مین بھی چلتی ہوں۔آفس پہنچنا ہے۔۔شمائلہ اپنا بیگ اُٹھا کر کھڑی ہو گئی۔اور نیلم سے مل کر چلی گئی۔۔

****

نور اور عمیر آجکل سکول نہیں جا رہے تھے۔لیکن عبیرہ کا ارادہ انہیں کل سے سکول بھیجنے کا تھا۔۔آج تو فرحان صاحب جا رہے تھے۔اور انہیں چھوڑنے

سب جارہے تھے۔۔۔

علینہ دوپہر کو ہی ہادی کو لے کر آچکی تھی۔اسے صبح ہی فرحان صاحب نے فون کر کے بتایا تھا۔وہ مل کر جاچکی تھی۔۔۔

شہریار آج ٹائم سے گھر واپس آگیا تھا۔۔فرحان صاحب تیار ہو چکے تھے۔۔۔کچھ دیر میں سب انہیں ایرپوٹ چھوڑنے جانے والے تھے۔۔۔

شہریار کمرے میں چینج کرنے آیا۔۔تو عبیرہ کو اپنے کاموں مین مصروف پایا۔وہ شہریار کے کپڑے نکال کر بیڈ ہر رکھ رہی تھی۔۔

شہریار کی نظر اس کے بالوں پر پڑی۔۔جو شائد ابھی گیلے تھے۔وہ بلو کلر کی قیمض شلوار میں ملبوس تھی۔۔ڈوپٹہ ایک طرف کندھے پر لٹکا ہوا تھا۔۔۔

شہریار اس کا بھرپور جائزہ لیتے ہوئے اند آیا۔۔۔۔

آپ نہا کر فریش ہو جائیں میں نے کپڑے نکال دیے ہیں۔۔تب تک میں دوسری چیزیں نکالتی ہوں۔۔ عبیرہ اپنے پاؤں میں جوتی پہنتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار اسے اگنور کرتا واشروم میں چلا گیا۔۔۔
جب وہ واپس آیا۔تب تک عبیرہ کمرے سے جا چکی تھی۔۔۔اس کی نظر بیڈ پر رکھی چیزوں پر پڑی کو اسے ضرورت تھی سب وہاں رکھی ہوئیں تھیں۔۔۔۔۔۔

شہریار جلدی جلدی تیار ہو کر نیچے آیا۔۔۔
سب فرحان صاحب کو چھوڑنے ایئرپوٹ چلے گے۔۔۔۔

ایک گھنٹے میں سب ایرپوٹ پر پہنچ گے۔۔۔ فرحان سب سے مل رہے تھے۔۔وہ ملتے ہوئے شہریار کے پاس آئے۔۔۔

میں اپنی بچی کو تمہارے حوالے کر کے پردیس جا رہا ہوں۔خبردار جو تم نے اسے ڈانٹا۔میری ایک بات یاد رکھنا۔وہ بچی تمہارے نکاح میں ہے۔۔تمہاری ذمہ داری ہے۔۔یہ لفظ بہت برے ہیں اگر تم سمجھ جاؤ۔۔فرحان صاحبا سے گلے سے لگاتے ہوئے اس کے کان میں بولے۔۔۔۔

داداجان نور اور عمیر روتے ہوئے فرحان صاحب کے گلے لگے۔۔۔۔

میرے بچوں میں جلد واپس آجاؤں گا۔۔ فرحان صاحب انہویں گلے سے لگاتے ہوئے بولے۔۔۔

پاپا پاٹائم ہو گیا ہے شہریار عمیر کو ان سے الگ کرتے ہوئے بولا۔۔۔ عبیرہ نے نور کو پکڑا۔۔۔ دونوں بہت زیادہ رو رہے تھے۔۔۔

فرحان صاحب سب سے مل کر اندر چلے گے۔۔۔۔

چلو سب بیٹھو گاڑی میں شہریار ان سب کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھا۔۔

عبیرہ اگلی سیٹ کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گئی۔ نور اس کی گود میں تھی عمیر بھی روتے ہوئے اس کے پاس آ گیا۔۔۔

اتنے برے ہو کر تم دونوں رو رہے ہو داداجان جلدی ہی واپس آجائیں گے۔۔ چپ کر جاؤ عبیرہ دونوں کو چپ کروانے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی۔ مگر وہ روئے ہی جا رہے تھے۔۔۔

شہریار آپ مجھے آئس کریم کھلا دیں۔۔روتے ہوئے بچون کو تو آئس کریم کھلائی ہی نہیں جاتی۔۔عبیرہ شہریار کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

شہریار اسے اتنا فرینک دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔

عبیرہ جانتی تھی دونوں آئس کریم کے نام پر دو منٹ میں چپ ہو جائین گے۔۔۔

آئس کریم میں تو نہیں رو رہی تو مجھے ملے گئی۔عمیر رو رہا ہے اسے نہیں ملے گئی۔۔۔نور اپنے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔

میں کب رو رہا ہوں۔ جھوٹی عمیر اپنے آنسوں صاحب کرتے ہوئے بولا۔۔

اوکے اوکے شہریار آپ مجھے اور میرے بچوں کو آئس کریم کھیلا دیں۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار کو وہ ایک پل کے لیے اپنے بچوں کو اصلی ماں لگی۔۔جو ان کے رونے پر انہیں بہلاتی ہے۔۔جو ان کی چھوٹی سی چوٹ پر ان سے بھی زیادہ خود روتی ہے۔۔جو اپنے بچوں کی بیماری میں ساری ساری رات اُٹھی ہے۔۔۔۔یہ سب شہریار کو عبیرہ میں نظر آیا۔

اس نے آئس کریم پالر کی طرف گاڑی موڑلی۔۔۔

تینوں کے لیے آئس کریم لینے وہ دوکان کے اندر چلا گیا۔۔ آئس کریم لے کر وہ واپس گاڑی میں آیا۔۔

بابا آپ نے نہیں کھانی۔ عمیر شہریار کی طرف دیکھ کر بولا۔۔

نہیں تم کھاؤ شہریار نے مسکرا کر کہا۔۔۔

کھالیں میٹھی ہوتی ہے۔ کڑوی نہیں ہوتی۔۔ عبیرہ شرارت بھری نظروں سے شہریار کی طرف دیکھ کر بولی۔۔اور ایک چمچ آئیس کریم اس کی طرف بڑھائی۔۔۔

نہین مجھے کڑوی چیزیں ہی پسند ہیں تم میٹھی کھاؤ۔۔ شہریار اس کی شرارت سمجھ چکا تھا۔وہ اسی کو کڑوا کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

تینون کے کھالینے کے بعد شہریار نے گاڑی گھر کی طرف بڑھادی۔۔رستے میں عمیر اور نور عبیرہ کی گود میں ہی سو چکے تھے۔۔

آپ کو پتہ ہے بچپن میں نا میں جب بھی روتی۔ ابو مجھے اسی طرح آئس کریم کا لالچ دے کر چپ کروا لیتے تھے۔۔ موحد بھائی مجھے آئس کریم کے نام پر اپنے سارے کام کروا لیتے تھے۔ عبیرہ سامنے شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار نے اس کے لہجے میں محرومی دیکھی۔۔۔

شہریار یہ دنیا یتیم بچوں کے لیے بہت بری ہے۔ بہت بری ہے۔ اگر کسی بچے کے ماں یا باپ زندہ نا ہوں۔ تو اس کے اندر وہ وہ محرومیاں آ جاتی ہیں۔۔ جو آپ سوچ بھی نہیں سکتے۔
جب میں آپ کے گھر میں آئی تھی۔ مجھے نور اور عمیر کے اندر وہی محرومیاں دیکھائی دیں۔ جو میرے اندر رہا کرتیں تھیں۔۔ عبیرہ کھوئے ہوئے لہجے میں بول رہی تھی۔۔ اور شہریار ہمہ تن اسے سن رہا تھا۔۔۔

آپ شائد مجھے غلط سمجھتے ہوں آپ کو شائد بچوں کے ساتھ میرا رویہ ڈرامہ لگے لیکن میں بس ان کو ایک ماں کا پیار دے رہی ہوں۔ بس آپ انہیں ایک باپ کی توجہ دے دیا کریں۔ یہی ان کی تربیت کے دن ہیں۔ جو وہ آج سیکھیں گے وہی وہ آگے کی پوری زندگی کریں گے۔۔ عبیرہ دونوں کے سروں پر بوسہ دیتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار اس کی باتوں کی گہرائی کو محسوس کر سکتا تھا۔ اسے اپنے کچھ دن پہلے کہے جانے والے الفاظ یاد آ گے۔۔ عبیرہ کو لگا وہ ڈانٹ نا دے پر وہ اسے گہری سوچ میں گم دیکھ کر چپ ہو گئی۔۔۔

گھر بھی آ گیا۔۔۔ نور اور عمیر کو کمرے میں سُلا کر عبیرہ کیچن میں آ گئی۔۔ جلدی سے کھانا بنایا۔۔ اور ٹیبل پر لگایا۔۔

شہریار ٹیوی لاونج میں بیٹھا کسی دوست سے بات کر رہا تھا۔۔۔

بس تو کل میرے گھر دعوت پر آ رہا ہے۔۔ یہ فائنل ہے۔ سالے اتنے سالوں بعد بات ہو رہی ہے۔۔ بھابھی اور بچوں کو بھی لے کر آنا۔۔۔ شہریار ہنستے ہوئے اس سے باتیں کر رہا ہے۔۔

اوکے ڈن میں آجاؤں گا۔۔۔۔۔ ارحم کہتا ہو فون بند کر دیا۔۔

شہریار مسکراتا ہوا کرسی پر آ کر بیٹھا۔ عبیرہ بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

کل میرا دوست اپنے بیوی بچوں کے ساتھ دعوت پر آ رہا ہے۔ میں کھانے کا آڈر دے دوں گا تم گھر کی اچھی سی صفائی کر لینا۔۔ شہریار کھانا کھاتے ہوئے بولا۔۔۔

باہر سے کھانا۔۔ نہیں میں خود بنالوں گئی۔ کتنے لوگ ہوں گے۔۔ عبیرہ بولی۔۔۔

میں بنالوں گئی۔ آپ بس سامان لا دیجیے گا۔۔ عبیرہ بولی۔۔۔

ٹھیک ہے پر ہاں تم اپنا لباس تھوڑا سا اچھا پہننا۔۔ یہ گاؤں والا لباس بالکل مت پہننا۔ شہریار اس کی قمیض شلوار پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

اچھا۔۔ عبیرہ بس اتنا ہی بول پائی۔ اسے شہریار کی یہ بات بالکل اچھی نہیں لگی تھی۔۔۔۔

یونہی خاموشی سے کھانا کھایا گیا۔ شہریار تو اپنا کام لے کر بیٹھ گیا۔۔ عبیرہ عمیر اور نور کے کمرے میں سو گئی۔۔۔۔۔

****

عبیرہ شہریار اور بچوں کو سکول بھیج کر کام کرنے لگ گئی۔۔

وہ سارے گھر کی صفائی کر کے اب کیچن میں لگی ہوئی تھی۔دوپہر کے دو بج چکے تھے۔اور دعوت شام سات بجے تھی۔۔

وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔ تبھی اس کے فون پر کسی کی کال آئی۔

اس نے دیکھے بنا کال اُٹھالی۔

ہیلو کون وہ پیاز کاٹتے ہوئے بولی۔۔۔

ہیلو کون ہے جواب تو دو۔۔۔ عبیرہ دوبارہ بولی۔۔۔ پر آگے سے کوئی جواب نہیں آیا۔۔ عبیرہ نے تنگ آکر کال کاٹ دی۔۔۔۔

وہ اسے اگنور کیے کھانا بنانے لگی۔۔۔۔

****

سر پرسوں رات کو آپ کو اپنی وائف کے ساتھ پارٹی پر جانا ہو گا۔ سر یہ پارٹی بہت ضروری ہے۔ آپ کو اس میں ضرور جانا ہو گا۔ یہ ہمارے پراجیکٹ ملے میں بہت مددگار ثابت ہو گئی۔ اور آپ جانتے ہیں وہ پراجیکٹ ہمارے لیے کتنا ضروری ہے۔۔۔۔ سیکٹری شہریار کے کمرے میں آکر بولی۔۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔۔ تمہیں میں نے کل جو فائل یونی جمع کروانے کے لیے دی تھی۔ شہریار لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلاتے ہوئے بولا۔۔۔

جی سر اور وہاں سے کال آچکی ہے۔ ایڈمیشن ہو چکا ہے۔ سوموار کو جوائن کر سکتے ہیں۔۔ سیکٹری بولی۔۔

ہمم ٹھیک ہے۔ ابھی تم میرے لیے ایک کافی بھیجو۔۔ شہریار مصروف انداز میں بولا۔۔۔

سیکٹری ہاں میں سر ہلاتے ہوئے۔ چلی گئی۔۔۔

عبیرہ کو میں پارٹی میں کیسے لے کر جاؤں گا۔۔ وہ تو ہے ہی ڈفر۔۔ نا پہنے کا ڈھنگ اور نا ہی بولنے کا۔۔ شہریار لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے خود سے مخاطب ہوا۔۔۔۔

****

نور اور عمیر سکول سے واپس آچکے تھے عبیرہ نے انہیں اچھے سے کپڑے پہنائے۔۔ سارا کھانا وہ بنا چکی تھی۔ وہ خود نہانے چلی گئی۔۔

اس نے کالی سادی سی فراق پہنی تھی۔ بالوں کو پونی میں قید کر دیا تھا۔۔ ہلکا سا میک اپ کیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

وہ تیار ہو کر کیچن میں آئی۔۔ بریانی کو دم سے ہٹائے وہ انہیں چیک کر رہی تھی۔۔

(خالہ تو مینے پہلے ہی نوکری چھوڑ کر اپنے برے بیٹے کے ساتھ چلی گئی تھی۔۔ تب سے عبیرہ اکیلی ہی گھر کا سارا کام سھنمبالتی تھی۔ یہ سب اس کے لیے مشکل نہین تھا کیونکہ اپنے گھر میں بھی وہ سب کام اکیلے ہی کرتی تھی۔)

ابھی بھی وہ کھیر کو آخری ٹچ دے ری تھی۔۔ نور اور عمیر باہر لان میں کھیل رہے تھے۔۔۔

شہریار اچکا تھا وہ اپنے کمرے سے تیار ہو کر کیچن کی طرف آیا۔۔۔۔

کیچن میں عبیرہ کو جلدی جلدی ہاتھ چلاتے دیکھ وہ اس کے قریب آیا۔۔۔

سب بن گیا۔۔ وہ اس کے قریب ہو کر بولا۔۔۔

آہ عبیرہ جو اپنے دھیان میں کام کر رہی تھی۔ اتنی پاس سے آواز سن کر ایک دم ڈر گئی۔۔

آپ نے توڑ ا ہی دیا۔۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا میں بھوت ہوں جو تم اتنی ڈر گئی۔۔ شہریار اسے دیکھتے ہوئے بولا۔

ایسی بات نہیں جب آپ یوں پاس آکر بولین گے توڈروں گئی نا عبیرہ کھیر میں چمچ ہلاتے ہوئے بولی۔۔

ایسی بات مت کہو۔ ابھی پاس تو میں ایا ہی نہین تو ڈر کس بات کا۔۔۔ شہریار دو معنی انداز میں بولا۔۔۔

عبیرہ کا ہاتھ کھیر کے چمچ کو ہلاتے ہوئے ایک پل کے لیے روکا۔۔ اس نے شہریار سے نظریں چرائیں۔۔۔

ہمم اچھے سے پیش آنا مجھے کسی بات میں گواروں والا لہجہ نہین چاہیے وہ اپنے آپ کو کمپوز کرتے ہوئے بولا۔ اور باہر چلا گیا۔۔۔

گواروں والا لہجہ حد ہے۔ مجھے تو خود سب سے برے گوار لگتے ہیں وہ خود سے بربرائی۔۔۔ تبھی باہر سے آوازیں آنے لگیں۔۔۔

عبیرہ چولہا بند کرتی باہر آگئی۔۔

باہر شہریار ہنستے۔ ہوئے اپنے دوست ارحن سے مل رہا تھا۔

سالے ایسا باہر گیا۔ مُڑ کے دیکھا ہی نہیں۔ ارحم اسے مکہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاہاہا تو ملا تو تھا کچھ سال پہلے اب ایسا بھی مت بول۔۔ دو تین دفعہ مل چکا ہوں۔ شہریار قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔۔۔
عبیرہ مسکراتے ہوئے باہر آئی اور ارحم۔ کی بیوی آمنہ سے ملی۔۔۔

پرے ہٹ میں بھابھی سے مل لو۔۔ ارحم اسے پیچھے کرتا ہوا عبیرہ کی طرف بڑھا۔۔۔

السلام علیکم بھابھی جی۔۔ کیسی ہیں آپ ویسے مجھے حیرانگی ہو رہی ہے۔ آپ نے اس اکڑو سے شادی کیسے کرلی۔
وی عبیرہ کے پاس آکر فرینک انداز میں بولا۔۔

وعلیکم السلام عبیرہ بس اتنا ہی بولی۔۔۔

ویسے بھابھی ایک بات بتاتا ہوں۔۔ ہمارے گروپ میں پانچ ممبر ہوتے تھے۔۔ تین لڑکے اور دو لڑکیاں جو یہ رہیں اور گروپ مین سب سے کھڑوس صرف اور صرف آپ کا شوہر ہی تھا۔۔ ارحم بولا۔۔

میں سمجھ سکتی ہوں وہ واقعی میں کھڑوس ہیں۔ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

عبیرہ بہت اچھے سے ملی۔ وہ امنہ سے جلدی کھل مل جانے والے تھے۔۔ شہریار ارحم۔ اور آمنہ کے ساتھ ٹیوی لاونج میں بیتھک باتیں کر رہے تھے۔۔ ان کے قہقہوں کی آوازیں کیچن تک آرہیں تھیں۔۔۔

عبیرہ کول ڈرنک لے کر ٹیوی لاونج میں آئی سب کو سرو کرنے کے بعد وہ واپس جانے لگی جب ارحم کی بیوی بولی۔۔

عبیرہ یہی بیٹھو۔ ہمارے پاس اس نے عبیرہ کو اپنے پاس بیٹھا لیا۔۔۔

بھابھی ایک بات بتاتا ہوں۔۔ آپ کو پتہ ہے آپ کے شوہر کا پہلا پیار کون تھا۔ ارحم کھڑا ہو کر سامنے آیا۔۔۔

کون؟ عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔ شہریار نے وہاب کو گھورا۔۔

تو سننیے ہم دونوں بچپن سے لے کر ایک ساتھ پڑھے ہیں۔۔ آپ کے شوہر کا پہلا پیار ہماری کمسٹری والی ٹیچر تھیں۔اور یہ بندہ گھنٹوں ہاس ٹیچر کے گھر کے نیچے کھڑا رہتا تھا۔۔۔ ارحم ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

یہ کھڑوس ایسا بھی تھا بری بات ہے۔۔ عبیرہ حیران ہوئی۔۔

ارحم سالے چپ کر کے بیٹھ جاورنہ میں بہت برا کروں گا۔ شہریار اسے کوشن مارتے ہوئے بولا۔۔

چاروں آپس میں باتیں کرنے لگے

۔۔۔کافی خاشگوار ماحول بن چکا تھا۔۔۔

عبیرہ اُٹھی اور کھانا لگانے لگی۔ تھوڑی دیر بعد سب کھانا کھا رہے تھے۔۔۔

عبیر ک بھی ساتھ ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

واہ بھابھی کیا بریانی بنائی ہے۔میری بیوی کو تھوڑی سی عقل دے دیں اسے کچھ بھی بنانا نہیں آتا ہے۔۔۔ ارحم بریانی کھاتے ہوئے بولا۔۔۔

کتنا برا جھوٹا ہے۔۔پہلے تو بھابھی کے کھانوں کی برہ تعاریفیں کر رہا تھا۔۔اب برا ایاں نکالا لنے لگ گیا۔۔یقیناً بھابھی کھانا بنا تین ہوں گئی۔ لیکن تو سب کھا جاتا ہو گا جیسا ابھی لگا ہوا یے۔۔شہریار اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔۔

ٹھیک ہے میں نہین کھاتا تو اپنا کھانا اپنے پاس رکھ ارحم روٹھے ہوئے انداز۔میں بولا۔۔۔

کیا کہ رہے ہیں شہریار۔۔ارحم بھائی آپ کو جتنا کھانا ہے کھائے۔۔عبیرہ شہریار کو گھورتے ہوئے بولی۔۔

میں بس بھابھی کے کہنے پر کھا رہا ہوں۔وہ دوبارہ کھاتے ہوئے بولا۔۔

عبیرہ تم کھاؤ ان کے ڈرامے تو چلتے رہتے ہیں۔۔آمنہ بولی۔۔۔

ماما تبھی نور روتے ہوئے اندر آئی۔وہ عمیر اور ماہین رخسار کے ساتھ باہر کھیل رہی تھی۔۔۔

کیا ہوا عبیرہ کھانا ادھورا چھوڑتے ہوئے اُٹھی اور اسے گود میں لیا۔۔۔

میرا ہاتھ درد کر رہا ہے۔۔عمیر نے مارا ہے۔۔نور روتے ہوئے بولی۔۔۔

عمیر آپ نے کیوں مارا پتہ ہے نانور کے ہاتھ پر چوٹ لگی ہوئی ہے۔۔ عبیرہ اسے ڈانٹتے ہوئے بولی۔۔۔

میں ابھی دوائی کھلا دیتی ہوں۔۔ عبیرہ اسے لیے چپ کرواتے کیچن میں لے آئی اسے دوا دے کر باہر لے آئی۔۔

میں نے دوائی دی ہے۔۔میں اسے سلا کر آتی ہوں۔۔وہ ان کے پاس آکر بولی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔امنہ بولی۔۔۔

سبھی نے کھانا کھایا۔۔ عبیرہ اسے سلا کر آگئی۔۔برتن اُٹھا کر کیچن میں رکھے اور واپس ان کے پاس آگئی۔

یاد گیارہ بج چکے ہیں اب ہمیں چلنا چاہے۔۔بچوں نے کل سکول بھی جانا ہے۔۔ارحم کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ شہریار کے گلے لگا۔

عبیرہ دو کھڑی آمنہ سے باتین کرنے لگی۔اتنی دیر میں ہی ان کی دوستی ہو چکی تھی عبیرہ اس سے نمبر لے رہی تھی۔۔۔

ایک بات بولوں گا دوست۔۔تجھے ہیرا ملا ہے۔۔اسکی قدر کرنا مجھے احساس ہوا ہے۔تو بھابھی سے بات تک نہیں کرتا۔انہیں دیکھ ان میں بالکل آنٹی والی جھلک نظر آتی ہے۔۔ مخلص ہر کسی کے بارے میں سوچنے والی۔ارحم اس کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔

ضروری نہیں جو دیکھ رہا ہو وہی سچ ہو اچھی تو نیلم بھی تھی۔۔شہریار اس کی طرف دیکھ کر بولا۔۔

شہریار تو نیلم جیسی سلفیش لڑکی کو عبیرہ جیسی لڑکی سے کمپیر کر رہا ہے۔۔اپنے بچوں کو دیکھ اتنے مہینوں میں کیسے عبیرہ کے کلوز ہو چکے ہیں۔نور کو چوٹ ہر درد ہوا تو وہ تیرے پاس نہیں بلکہ عبیرہ کے پاس آئی۔۔تجھے اتنی سی بات سے سمجھ جانا چاہیے۔۔وہ کتنی اہم ہو چکی ہے۔۔وہ بہت اچھی ہے۔۔۔ارحم اسے سمجھاتے ہوئے بولا۔۔۔

بس پڑ لیے اپنی بھابھی کی شان میں قصیدے تو چل شہریار چڑتے ہوئے بولا۔۔۔

سالے سمجھ جا قدر کر عبیرہ کی ورنہ ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔۔۔ارحم کہتا ہوا باہر کی طرف بڑھا۔۔

وہ سب سے مل کر گاڑی میں بیٹھے۔۔اور چلے گے۔۔

عبیرہ عمیر کو سلانے کمرے میں آئی۔

شہریار باہر گارڈن میں چلا گیا۔۔۔

وہ گہری سوچوں میں گم واک کر رہا تھا۔۔اس کی سوچ کا مرکز عبیرہ کی ذات بنی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

شہریار ایک کیفے میں بیٹھا مسٹر حماد کے ساتھ پروجیکٹ کے سلسلے میں میٹنگ کر رہا تھا۔یہ وہی پروجیکٹ تھا۔جس سے ان کی کمپنی کا فائنشنلی سٹیٹس بہتر ہو جاتا۔شہریار اس پروجیکٹ کو کسی بھی قیمت میں حاصل کرنا چاہتا تھا۔۔۔

دیکھو شہریار مجھے تمہارا یہ پلین بہت پسند آیا ہے۔میں یہ پروجیکٹ تمہاری کمپنی کو دینے کے لیے تیار ہیں۔مجھے خوشی ہوئی تم فرحان صاحب کے بیٹے ہو۔اور کافی ٹیلنڈیڈ بھی ہو۔۔۔وہ خوشدلی سے بول رہے تھے۔۔

شکریہ بس آپ بتائے ہم کونٹریکٹ کب سائن کریں۔۔شہریار بولا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

میں نے پہلے ہی تمہیں اپنی پارٹی کا انویٹیشن بھیجا ہے۔۔تم اپنی بیوی کو ضرور لے کر آنا۔وہاں پر سب کپلز ہی ہوں گے۔۔پھر آج پارٹی میں ہی کونٹریکٹ سائین کر لیں گے۔۔وہ مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

جی بالکل ابھی پھر اجازت دیں۔شہریار اپنا فون پکڑتے ہوئے اُٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

حماد صاحب اس سے ملے شہریار کیفے سے باہر نکل آیا۔۔۔۔۔۔

****

میں عبیرہ کو کیسے پارٹی میں لے کر جا سکتا ہوں۔وہ تو میری ناک کٹوادے گئی۔شہریار گاڑی میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔۔۔

وہ گاڑی آفس کی طرف موڑ گیا۔۔۔آفس میں داخل ہوتے ہی اس کا سامنہ شمائلہ سے ہوا وہ بری بے پرواہی سے اپنی سیٹ پر بیٹھی چائے پی رہی تھی۔۔۔

شہریار نے ترچھی نظروں سے سارے سٹاف کو دیکھا سب شہریار کے غصے سے واقف تھے۔سب کام میں مصروف ہو گے۔۔سوائے شمائلہ کے شہریار اس کے کیبن کی طرف آیا۔۔۔

میرے آفس میں آؤ۔۔وہ اس کے پاس کھڑا ہو کر سخت لہجے میں بولا۔۔۔

شمائلہ ڈر کے مارے اچھلی پر تک وہ اپنے آفس میں چلا گیا۔۔شمائلہ بھی بھاگ کر اس کے آفس میں آئی۔

تم یہاں انٹرنشپ کرنے آئی تھی۔ایک مہینہ پورا ہو چکا ہے۔تمہاری انٹرنشپ کا وقت ختم ہو چکا ہے۔۔
تم کل سے آفس میں نہیں آؤ گئی۔شہریار اپنا کوٹ اتار کر سائد پر ٹانگتے ہوئے بولا۔۔۔

لیکن شہریار مین تمہارے آفس میں کام کرنا چاہتی ہوں۔شمائلہ ٹینشن میں آ گئی۔۔

تمہارے پاپا کا آفس ہے وہاں جا کر کام کرو۔۔ تمہیں میں نے ان کے کہنے پر انٹرنشپ کی اجازت دی تھی۔۔کل
سے تم آفس نہیں آؤ گئی مجھے اپنے آفس میں بے کار لوگ نہیں چاہیے شہریار اپنا لیپ ٹاپ کھولتے ہوئے بولا۔۔

شہریار مین تمہاری کزن ہوں تم مجھے بے کار کہہ رہے ہو۔وہ دکھ بھرے لہجے میں بولی۔۔۔

تمہیں شائد ایک بار میں سمجھ نہیں آتی۔۔جاؤ یہاں سے مجھے کام کرنا ہے۔۔وہ سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے
بولا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

شمائلہ اپنی اتنی بے عزتی پر دانت پیستی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

****

عبیرہ ٹیوی لونج میں بیٹھی ٹیوی دیکھنے میں مصروف تھی جب اس کے موبائل پر بیپ ہوئی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

عبیرہ نے موبائل ہاتھ میں لیا تو اس پر میسج شو ہو رہا تھا۔۔۔

کیسی ہو میری جان۔۔۔ان نو نمبر سے اس طرح کا میسج پڑھ کر عبیرہ ایک پل کو شاک ہو گئی۔۔۔

کون؟؟؟عبیرہ نے رپلائی کیا۔۔۔۔

ہاہاہاہامیری جان تمہارا عاشق اگے سے رپلائی آیا۔۔۔

عبیرہ کے ہاتھ پاؤں پھول گے۔

کیا بکواس ہے کون ہو تم؟؟؟عبیرہ نے اپنا آپ سھنمبالتے ہوئے میسج کیا۔۔۔

کیا جان اتنی جلدی بھول گئی۔فاہد ہوں جس سے تم بے پناہ پیار کرتی تھی۔۔آگے سے میسج آیا۔۔۔

عبیرہ ایک دم صوفے سے اچھلی۔۔اس نے جلدی سے نمبر بلاک کیا اور موبائل آف کر دیا۔۔۔

یااللہ اب یہ فاہد کہاں سے آگیا۔۔عبیرہ اپنے چہرے پر آئے پسینے کو پونچھتے ہوئے بولی۔

تبھی لین لائن پر کال آئی۔۔عبیرہ کے چہرے کی ہوائیاں اُڑ گئیں۔۔

وہ فون نہین اُٹھانا چاہتی تھی۔۔۔لیکن مسلسل تین دفعہ کال آنے پر مجبورن اسے کال اُٹھانی پڑی۔۔۔

ہیلو۔اس نے گھبراتے ہوئے کہا۔۔۔

کہاں تھی تم کب سے فون کر رہا ہوں اور موبائل کیوں آف ہے۔۔آگے سے شہریار غصے سے بولا۔

عبیرہ کی جان مین جان آئی۔۔۔

وہ میں کیچن میں گھی اس نے بہانا بنایا۔۔۔

سنورات کو ہم نے پارٹی پر جانا ہے۔۔ابھی میں ڈریس اور میک آرٹسٹ کو بھیج رہا ہوں۔وہ شام پانچ بجے تک آ جائے گئی۔۔وہ آ کر تیار کر دے گئی۔۔شہریار بولا۔۔۔

پارٹی مجھے نہیں جانا عبیرہ پارٹی کا نام سن کر ہی پریشان ہو گئ۔۔۔

میں نے کوئی ایس کیوز نہیں سنا تم تیار رہنا میں آٹھ بجے تک پہنچ جاؤن گا۔۔شہریار نے بنا اس کی بات سنے کال کاٹ دی۔۔۔

عبیرہ پریشان سی صوفے پر بیٹھ گئی۔وہ فاہد کے بارے میں سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔۔۔۔

شام تک دو لڑکیاں آ چکیں تھیں۔

عبیرہ ساڑھی کو دیکھکے کافی پریشان ہو گئی۔اس کے بازو چھوٹے چھوٹے سے تھے۔اور پیچھے سے گلا بھی تھوڑا ابرا تھا۔۔

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی وہ پہن لی۔۔۔ایک گھنٹے تک وہ باکل تیار ہو چکی تھی۔میک آرٹیسٹ تیار کر کے جا چکین تھیں۔۔۔

عبیرہ اپنا آپ شیشے مین دیکھ کر بہت گندھا محسوس کر رہی تھی۔۔۔وہ اس وقت بلو ساڑھی میں ملبوس تھی۔۔جس کی آستین بہت چھوٹی تھیں۔جس میں اس کے سفید بازو نظر آرہے تھے۔۔کمر پر تو اس نے بول بول کر بال کھلے چھڑوائے تھے۔۔۔جس سے پیچھے کا برا اگلا چھپ گیا تھا۔۔۔

اسے اس طرح کے ڈریس بالکل پسند نہیں تھے۔وہ تو ہمیشہ اپنے آپ کو چادر کے اندر ڈھکے رکھتی تھی۔۔۔

وہ سر جھٹکتی الماری کی طرف بڑھی شہریار کے کپڑے نکال کر ایک طرف رکھے۔

نور اور عمیر دوپہر میں ویک اینڈ کے لیے علینہ کے گھر چلے گے تھے۔انہوں نے کل واپس آنا تھا۔۔۔۔

عبیرہ کو شہریار کی گاڑی کا ہان سنائی دیا۔۔اس طرح کے لباس میں اسے بہت شرم محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

شہریار ہاتھ مین بیگ لے کر اندر آیا۔۔۔

تم تیار ہو وہ کمرے میں داخل ہوتے مصردف اندر میں بولا۔۔عبیرہ کا منہ دوسری طرف تھا۔

ہان تیار ہوں وہ ناچاہتے بھی پلٹی۔۔

شہریار کی نظر جیسے ہی اس پر پڑی وہ دم بخود اسے دیکھے گیا۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔عبیرہ اتنی پیاری لگے گئ۔۔۔

عبیرہ گھبڑا کر اپنے بال ٹھیک کرنے لگی۔وہ آپ کے کپڑے میں نے واشروم مین رکھ دیے ہیں آپ تیار ہو جائیں۔۔عبیرہ گھبڑاتے ہوئے بولی۔۔۔وہ شہریار کی نگاہوں کی تپش محسوس کر رہی تھی۔۔۔

شہریار نے اپنی نگاہوں کا ذاویا بدلہ اور اپنے آپ کو کمپوز کر تا وہ واشروم مین گھوس گیا۔۔۔
عبیرہ صوفے پر بیٹھ گئ۔۔۔

شہریار چینج کر کے کمرے میں آیا۔اور شیشے کے سامنے کھڑا اپنے بال بنانے لگا۔۔۔

شہریار مجھے ایک بات کرنی تھی۔۔عبیرہ اپنی انگلیاں مڑوتی ہوئی بولی۔۔۔

بولو۔۔شہریار شیشے سے اس کی حرکتیں نوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ مجھے یہ ڈریس بہت انکمفرٹیبل فیل ہو رہا ہے۔کیامین کوئی اور ڈریس پہن لوں۔۔عبیرہ کھڑی ہو کر اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔

کیا خرابی ہے اس میں اچھا خاسہ تو ہے۔مجھے نااب یہ فالتو کی باتین نہین سننی جلدی سے نیچے آجاؤ۔
پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے۔۔شہریار اپنا موبائل پاکٹ میں رکھتا ہوا بولا۔اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔

عبیرہ ناچاہتے بھی اس کے ساتھ چل دی۔
دونوں ایک گھنٹے کے بعد پارٹی کی لوکیشن پر پہنچے۔۔۔
وہ ایک بہت برا فام ہاؤس تھا شہریار اسے ساتھ لیے اندر داخل ہوا۔۔۔

عبیرہ آج میں بہت برا پروجیکٹ سائن کرنے والا ہوں۔تو تم وہاں ایسی کوئی حرکت مت کرنا جس سے مجھے شرمندہ ہونا پڑے۔۔شہریار اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لے کر آگے بڑھتے ہوئے بولا۔

عبیرہ کنفیوز سی ہوتی اس کے ساتھ چلے جارہی تھی۔

ہیلو شہریار حماد صاحب کے پاس آکر بولا۔۔۔

ویلکم ویلکم میں اس کی بات کر رہا تھا یہ ہی شہریار ہے۔حماد صاحب مسکراتے ہوئے اپنی کولیگ سے بولے۔شہریار ان سے بھی ملا۔۔۔

یہ میری وائف عبیرہ شہریار نے اس کا تعارف کروایا۔

ماشااللہ بہت پیاری جوڑی ہے۔حماد صاحب کی بیوی پاس آکر بولی۔عبیرہ مسکرادی۔۔۔

ہیلو مسزِ حماد کیسی ہیں۔ تبھی شہریار کو اپنے پاس سے ایک آواز آئی۔۔زندگی میں اسے اس آواز سے زیادہ نفرت آج تک کیسی سے نہیں تھی۔وہ آگے برھ کر ان سے مل رہی تھی۔۔

عبیرہ نے جب اس کا چہرہ دیکھا وہ شاک میں آگئی۔۔وہ اور کوئی نہیں بلکہ نیلم تھی۔۔۔
اس نے اپنے ساتھ کھڑے شہریار کی طرف دیکھا۔وہ سپاٹ چہرہ لیے کھڑا تھا۔

عبیرہ تم میرے ساتھ آجاؤ۔۔۔مسزِ حماد اسے ساتھ لیے دوسری طرف چلی گئیں۔حماد صاحب ایکسیوز کر کے کسی سے بات کرنے چلے گے۔۔۔

کیسے ہو میرے ایکس ہز بینڈ نیلم اپنے بال جھٹکتے شہر یار سے مخاطب ہوئی۔۔۔

ایس کیوزمی مجھے فالتو لوگوں سے بات کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں۔۔ شہر یار سخت لہجے میں کہتا ہوا۔۔۔

اُو ایسا مت کہو۔شاید تم بھول رہے ہو میں تمہارے دو بچوں کی ماں ہوں۔ نیلم مسکراتے ہوئے بولی۔۔

وہی بچے جنہیں تم روتا ہوا چھوڑ کو چلی گئی تھی۔۔ اور مجھ سے دوبارہ مخاطب ہونے کی کوشش مت کرنا۔۔ ورنہ اس بھری محفل میں اتنا بے عزت کروں گا کسی کو منہ دیکھانے کے قابل نہیں رہو گئی۔۔ شہر یار غصے سے اسے کہتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔۔۔۔

عبیرہ دور کھڑی باتیں کر رہی تھی۔جب اس کی نظر شائلہ پر پڑی۔وہ شہر یار کے پاس کھڑی تھی۔ کیونکہ آج پروجیکٹ سائن ہونا تھا۔تو آفس کے کچھ لوگ بھی انوائٹیڈ تھے۔۔۔ شائلہ اپنے ڈیڈ کے ساتھ اس پارٹی میں آئی تھی۔۔یہاں کافی مشہور مشہور کمپنی کے لوگ آئے ہوئے تھے۔۔

بہت ہی ہائی کلاس پارٹی تھی۔ عبیرہ نے گردن گھومائی تو اس کی نظر ایک طرف لگی شراب پر پڑی۔۔اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

Urdu Novels Ghar

ہیلو مسز شہریار وہاں ہمارا ٹھیک سے تعارف نہیں ہوا۔۔میں بے سوچا یہاں بات کر لوں۔ نیلم اب عبیرہ کے پاس آکر بولی۔۔ عبیرہ ایک دم چونکی اور اسکی طرف دیکھا۔۔۔

لیکن میں آپ کو اچھے سے جانتی ہوں آپ ماڈل ہیں۔۔ عبیرہ اسکی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

پر تم شائد یہ بھول رہی ہو میں تمہارے شوہر کی پہلی بیوی تھی۔۔اور میں اس کے دو بچوں کی ماں بھی۔۔ نیلم اتراتے ہوئے بولی۔۔

ویل آپ نے خود ہی مان لیا آپ میرے شوہر کی بیوی تھیں۔ آپ ان کا ماضی تھیں۔اور میں ان کا حال ہوں۔۔اور رہی بچوں کی بات تو ان کی ماں صرف میں ہوں اور کوئی نہیں۔۔ عبیرہ سخت لہجے میں بول کر نیلم کے چاروں شانے چت کر گئی۔۔۔

یہ تو وقت ہی بتائے گا کہ کیا ہوتا ہے۔۔ تم اس کی بیوی رہتی بھی ہو کہ نہیں۔۔ نیلم۔ طنزیہ انداز میں کہتی وہاں سے نکل گئی۔۔۔

عبیرہ اب تک اس کی بات نہیں سمجھی تھی۔

Urdu Novels Ghar

ایسی عورتوں کو صرف اگنور کرنا چاہیے۔ یہ کبھی نا تو خود خوش رہتیں ہیں اور نا ہی دوسروں کو خوش رہنے دیتی ہیں۔۔ تبھی عبیرہ کو اپنے بگل میں مسز حماد کی آواز آئی۔۔۔

تم اس کو اگنور کرو اور آؤ مین تمہین اپنی دوستوں سے ملواتی ہوں۔۔ مسز حماد عبیرہ کو لیے ایک طرف آ گئیں۔۔۔ عبیرہ کو وہ عورت اچھی لگی۔۔۔

ایس کیوز می لیڈیز اینڈ جینٹر مین میں آپ سب سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا کہ آپ لوگ جانتے ہیں یہ پارٹی میری بیٹی کی بی کام میں بوڈ میں پہلی پوزیشن لینے کی خوشی میں رکھی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے آپ سب کو یہ بتاتے ہوئے بہت خوشی ہو گئی۔۔ کہ ہماری کمپنی مسٹر شہریار کی کمپنی کے ساتھ ہماری کمپنی کا سب سے بڑا پروجیکٹ کرنے والی ہے۔۔۔ اس پروجیکٹ کا کنٹریکٹ ہم آج اور ابھی سائن کرنے والے ہیں۔ مسٹر حماد مائک پکڑے بول رہے تھے۔۔۔۔

سامنے ٹیبل پر ایک فائل رکھی ہوئی تھی۔ اس پر اب سے پہلے حماد صاحب نے اور پھر شہریار نے سائن کیے۔ چاروں طرف سے تالیوں کی بھرپور آواز آئی۔

حماد صاحب نے میوزک آن کروا دیا۔ وہاں پر سب لڑکے لڑکیاں آپس میں ڈانس کرنے لگے۔۔۔۔۔

عبیرہ ایک طرف کھڑی دیکھ رہی تھی۔ کہ شہریار بھی کسی لڑکی کے ساتھ ڈانس کر رہا تھا۔ اسے بہت غصہ آ رہا تھا۔

ہائے پرٹی لیڈی کیا تم یہاں اکیلے اکیلے کیا کر رہی ہو چلو آؤ ڈانس کرتے ہیں۔۔ عبیرہ کو اپنے پاس سے ایک آواز آئی۔ اس نے مڑ کر دیکھا تو ایک لڑکا کھڑا تھا۔۔ جو بہت عجیب سے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔۔

نو تھینکس عبیرہ نے اتنا بول کر واپس منہ موڑ لیا۔۔۔

اُووو نخرے پر جب حُسن ہو تو نزاکت آ ہی جاتی ہے۔۔ چلو نا میرے ساتھ کوئی پاٹنر نہیں تم بھی اکیلی کھڑی ہو چلو ڈانس کرتے ہیں۔۔ وہ عبیرہ کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔۔

عبیرہ کو کیسے کرنٹ لگا اس نے جھٹ سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔۔

خبردار جو اب مجھے چھونے کی کوشش کی۔ دور رہو۔۔ وہ غصے سے بولی۔۔۔

اور یلیکس بے بی یو لونگ پرٹی۔اسی لیے میں تمہارے پاس آیا۔۔تم پر یہ ساڑھی بہت اچھی لگ رہی ہے۔۔اور تمہارے یہ گورے بازو۔۔۔۔وہ عبیرہ کے بازوں کو دوبارہ ہاتھ لگانے لگا جب درمیان میں ہی کیسی نے اس کا ہاتھ جکڑ لیا۔۔۔

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے بیوی کو ہاتھ لگانے کی۔۔شہریار اس کا بازو مڑورتے ہوئے بولا۔۔اور سیدھا اس کی ناک پر مکہ مار دیا۔۔سب ان کی طرف متوجہ ہونے لگے۔۔۔

شہریار چھوڑیں عبیرہ نے اسے دور کرنا چاہا۔۔شہریار نے سخت نظروں سے دیکھ تو وہ چپ ہو گئی۔

جب اپنی بیوی کو چھوڑ کو دوسری لڑکیوں کے ساتھ ڈانس کرو گے۔تو میں پوچھوں گا نہیں۔۔وہ لڑکا اپنے ناک پر ہاتھ رکھ کر بولا۔۔

چپ سالے تجھے جان سے ماڑ دوں گا شہریار اسے مارنے آگے بڑھا تبھی کچھ لوگوں نے آ کر چھڑوایا۔۔

وہ لڑکا اپنی جان بچا کر وہاں سے بھاگ گیا۔۔
حماد صاحب ہمیں اب اجازت دیں شہریار ان سے کہتا ہوا عبیرہ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکل گیا۔وہ انتہائی غصے میں تھا۔۔۔

شہر یار اسے لیے گاڑی کی طرف بڑھا۔۔اسے آگے بیٹھا کر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر آ کر بیٹھا۔۔۔

اس کی ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کو ہاتھ لگانے کی وہ غصے میں گاڑی کی سپیڈ بڑھاتے ہوئے بولا۔۔۔

جیسے آپ کی ہمت ہوئی کیسی اور کی بیوی کو ہاتھ لگانے کی عبیرہ طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔۔

واٹ میں نے کس کی بیوی کو ہاتھ لگایا۔ شہریار عبیرہ کی بات پر شاک ہو گیا۔۔۔

بس کریں میرا منہ مت کھلوائیں۔۔ عبیرہ شیشے سے باہر دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں تم اپنا منہ کھولو بتاؤ بولو۔۔۔ شہریار گاڑی ایک سائیڈ پر روکتے ہوئے بولا۔۔وہ جگہ پوری سنسان تھی۔۔۔

شہریار ابھی میں بہت ڈسٹرب ہوں۔ گاڑی چلائیں۔۔ عبیرہ اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے بولی۔۔۔

بالکل بھی نہیں تم پہلے مجھے بتاؤ میں نے ایسا کیا شہریار گاڑی کو بند کرتے ہوئے بولا۔

تو بیٹھیں رہیں۔۔ عبیرہ غصے سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتے ہوئے بولی۔۔

واٹ دی ہیل شہریار غصے سے کہتا خود بھی باہر نکلا۔۔۔

جب ہمت نہیں ہے تو بولا کیوں۔بتاؤ۔میں نے ایسا کیا کِیا ہے۔۔۔ شہریار اسے بازو سے پکڑ کر روکتے ہوئے بولا۔۔۔

اگر آپ سننا چاہتے ہو تو سنیے۔۔۔ عبیرہ غصے سے پلٹ کر بولی۔۔۔☺
سننا چاہتے ہیں تو سننے۔ آپ اگر کسی دوسری عورت کے ساتھ ڈانس نا کرتے تو اس لڑکے کی ہمت نا ہوتی مجھ سے بدتمیزی کرنے کی۔ عبیرہ غصے میں بول ی۔۔۔

اوریلی تو تم چاہتی تھی میں تمہارے ساتھ ڈانس کرو۔۔تو بتا دیتی۔۔ شہریار طنزیہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

بالکل بھی نہیں۔۔میں صرف یہ بول رہی ہوں۔اگر آپ کسی کے ساتھ ناچ سکتے ہیں تو آپ کو اتنا غصہ نہیں آنا چاہیے اگر کوئی مجھے اپنے ساتھ ڈانس کرنے کو بولیں۔کیونکہ جس کے ساتھ آپ ڈانس کر رہے تھے وہ بھی کسی کی بیوی تھی۔ عبیرہ بولی۔۔

اچھا تو تم یہ چاہتی ہو اگر میرے سامنے میری بیوی کو کوئی چھیڑے تو مجھے ہاتھ میں چوڑیاں پہن کر بیٹھ جانا چاہیے اب اب وہ میرے سامنے آ جائے تو اس سالے جا قتل کر دوں۔۔ شہریار نے غصے سے اپنے ہاتھ کا مُکہ گاڑی کے سامنے والے شیشے پر دے مارا۔ شیشہ ایک طرف سے کریک ہوا اور شہریار کے ہاتھ پر لگ گیا۔۔ خون نکل آیا۔۔

بس آپ یہی کر سکتے ہیں اور بیوی کیا آپ نے آج تک مجھے بیوی مانا ہے۔۔ ارے بیوی تو چھوڑو آپ نے تو مجھے اپنی کزن ہونے کی حسیت تک نہیں دی۔

جس دن سے میری آپ کے ساتھ شادی ہوئی ہے۔ اس دن سے آپ مجھے صرف اور صرف بے عزت کرتے آ رہے ہیں۔ میں نے کبھی شکوہ نہیں کیا۔ اگر مجھے بچوں کے ساتھ پیار ہے تو اس کو بھی آپ غلط سمجھ کر مجھے انسلٹ کرتے رہے۔ عبیرہ کی آواز میں غم غصہ تھا اور شہریار شاک سا اسے سن رہا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی بس عبیرہ کی آواز گونج رہی تھی۔۔

اور آج میں نے آپ کو بولا تھا نا کہ مجھے یہ لباس نہیں پہنا۔ لیکن پھر بھی آپ نے زبردستی اپنا حکم مجھ پر لاگو کیا۔۔ عبیرہ اپنی ساڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

اس میں غلط کیا ہے۔میرے سرکل میں ہر لڑکی اس طرح کی ڈریسنگ کرتی ہے تو پھر تمہیں کیا مسلہ ہے۔۔۔ شہریار اپنے ہاتھ کو جھٹکتے ہوئے بولا۔اس کے ہاتھ سے خون نکل کر زمین پر گڑ رہا تھا۔۔۔ عبیرہ نے اس کے ہاتھ سے نظریں چُرا کر اس کی طرف دیکھا جو اس کے جواب کا منتظر تھا۔

ٹھیک کہا آپ کے سرکل کی ہر لڑکی اس طرح کی ڈریسنگ کرتی ہے۔پر میں آپ کے سرکل کی لڑکی نہین ہوں شہریار میں اپنے آپ کو دوسروں کے سامنے نمائش میں نہیں لاسکتی۔عبیرہ نم لہجے میں بولی۔۔۔۔

آپ نہیں سمجھ سکتے۔مجھ سے نہیں برداشت ہوتا آپ کا یہ روڈبی ہیویر۔مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے میں آپ کے گھر پر پڑا کوئی شو پیس ہو جیسے آپ جس چاہے توڑ دیتے ہیں پھر واپس الفی لگا کر جوڑ لیتے ہیں شہریار اتنا مت توڑیں کہ کل کو وہ الفی سے بھی جُڑ نا پائیں۔۔ عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔بنا اس کی طرف دیکھے وہ گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔۔۔

شہریار حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔وہ پلٹ کر اپنی سیٹ پر آکر بیٹھا اور گاڑی چلادی۔۔۔

عبیرہ شیشے سے باہر منہ کیے اپنی آنکھوں سے نکلنے والے آنسوں کو روک نہیں پارہی تھی۔۔وہ دھندلی آنکھوں سے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

شہریار نے اس کی طرف دیکھا۔وہ باہر دیکھ رہی تھی۔۔شہریار کی نظر اس کے بازوں اور پچھلے برے گلے پر پڑی۔۔وہ ٹھیک سے سمجھ گیا عبیرہ کیا کہنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔۔

یونہی گھر بھی آ گیا۔ عبیرہ بنا اس کی طرف دیکھے گھر کے دروازے سے اندر چلی گئی۔

شہریار باہر نکلا اور اندر کی طرف بڑھا۔۔وہ اپنے کمرے میں آیا اسے عبیرہ واشروم سے کپڑے تبدیل کر کے نکلتی ہوئی نظر آئی۔۔۔

عبیرہ کی نظر اس کے ہاتھ پر پڑی جہاں خون جم چلا تھا۔۔۔
شہریار اسے اگنور کیے اپنے کپڑے لے کر اندر چینج کرنے چلا گیا۔۔
وہ چینج کر کے کمرے میں آیا۔تو اسے کمرہ خالی ملا۔۔وہ بیڈ پر آ کر بیٹھ گیا۔۔اور اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا۔۔۔
تبھی عبیرہ اپنے ہاتھ میں فسٹ ایڈ باکس لیے کمرے میں آئی۔۔۔اور اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے اس پر مرحم پٹی کرنے لگی شہریار نے بھی اسے نہیں روکا۔۔۔

آپ کا سب سے برا دشمن آپ کا غصہ ہے۔ آپ جب غصے میں ہوتے ہیں تب آپ یہ نہیں جانتے آپ کیا کر رہے ہیں۔

آپ کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے ایک بات ضرور پتہ چلی ہے۔۔ عبیرہ پٹی کرتے ہوئے بول رہی تھی۔۔ شہریار نے ایک پل اس کی طرف دیکھا۔۔

آپ اپنی زندگی کی ہر کمزوری کو اس غصے کے پیچھے دبانا چاہتے ہیں۔ آپ ابھی تک اپنے ماض ی سے نکل نہیں پائے۔ آپ غصہ تو کرتے ہیں۔ لیکن آپ کے اندر ایک ڈرا ہوا انسان رہتا ہے۔ عبیرہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔۔۔ پٹی تو وہ مکمل کر چکی تھی۔۔
وہ شہریار کو حیران چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

شہریار کافی دیر ویسا ہی بیٹھا رہا اور اس کی باتوں کو سمجھنے کی کوشش کرتا رہا۔۔۔

****

وہ رات کافی دیر تک بالکنی میں بیٹھا سگرٹ پر سگرٹ پیتا رہا۔ اسکی سوچ کا مرکز اس وقت صرف اور صرف عبیرہ کی ذات بنی ہوئی تھی۔ وہ آج ہوئی باتوں کو سوچ رہا تھا۔۔۔

تھک ہار کر وہ اُٹھا اور اندر کمرے میں آیا۔ تبھی اس کی نظر عبیرہ کے وجود پر پڑی جو سمٹی ہوئی صوفے پر لیٹی ہوئی تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔اور خاموشی سے بنا آواز کیے اس کے پاس زمین پر بیٹھ گیا۔۔۔

تم نے سچ کہا۔۔میں اپنے غصے میں اپنی کمزوریوں کو چھپانے کی کوشش کرتا ہوں۔۔تم مجھے پہچان گئی۔میں ایک ڈرا ہوا بے بس انسان ہوں۔جیسے اس بات کا ڈر ہے۔اگر اس نے تمہارے لیے اپنے دل کے دروازے کھول دیے۔اور اگر تم اس کے دل پر تو تم بھی نیلم۔کی طرح میرے وجود میرے بھروسے میرے پیار کے ٹکڑے ٹکڑے نا کر دو۔۔
جسے اس بات کا ڈر یے۔کہی تم بھی مجھے دھوکہ نا دے دو۔میں تمہیں اپنے دل کی سلطنت پر حکمرانی کی آجازت نہیں دے سکتا۔۔شہریار اسے دیکھے ہوئے آہستہ سی آواز میں بولا۔۔۔

اور وہی صوفے پر سر ٹکا کر بیٹھ گیا۔۔۔اور وہی اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔

****

عبیرہ کی آنکھ نماز کے وقت کھولی وہ جیسے ہی اُٹھنے لگی۔۔اسے پاس شہریار بیٹھا بیٹھا سویا نظر آیا۔۔۔

عبیرہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

سوئے ہوئے بہت معصوم لگ رہے ہیں لیکن اصل میں بہت کھڑوس ہیں وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

وہ اُٹھ کر بیٹھی۔ شہریار اُٹھیں بیڈ پر چلے جائیں۔۔ عبیرہ نے اسے کہا۔ پر وہ ہلا تک نہیں۔۔۔

شہریار عبیرہ نے اس بار اسے کندھے سے ہلایا۔ تو اسے 8_ + *7@ شہریار کا جسم بہت گرم لگا۔۔

عبیرہ نے جلدی سے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا تو اسے وہ حد سے زیادہ تپا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

یا اللہ انہیں اتنا بخار شہریار اُٹھیں بیڈ پر چلیں۔۔ عبیرہ نے اس پکڑ کر ہلایا۔ شہریار نے اپنی آنکھیں کھولنے کی ناکام کوشش کی عبیرہ اسے بری مشکل سے بیڈ تک لائی۔۔۔

اب کیا کروں۔ وہ پریشانی سے ادھر اُدھر چکر لگانے لگی۔

وہ بھاگتی ہوئی باہر آئی اور ٹیوی لاونج میں رکھے فون کے پاس پڑی ڈائری سے ڈاکٹر کا نمبر نکال کر ڈاکٹر کو فون کرنے لگی۔۔۔

ڈاکٹر سے بات کرنے کے بعد وہ کیچن مین ائی اور ٹھنڈا پانی اور ساتھ میں کپڑا لے کر وہ جلدی جلدی کمرے میں آئی۔۔۔

شہریار نیم بے ہوشی میں کچھ بڑبڑا رہا تھا۔۔
عبیرہ اس کے پاس بیٹھی اسے پانی کی پٹیاں کر رہی تھی۔۔۔

وہ سورت پڑ کر شہریار پر پھونک مار رہی تھی۔۔

وہ بہت زیادہ پریشان ہو گئی۔۔۔

ایک گھنٹے بعد جا کر اشہریار کا بخار تھوڑا سا کم ہوا۔ لیکن اسے ہوش ابھی بھی نا ایا۔۔۔ عبیرہ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی ابھی تک ڈاکٹر بھی نہیں آیا تھا۔

اف اگر مجھے گاڑی چلانی آتی تو مین کب کی انہیں ہسپتال لے کر چلی جاتی۔۔ عبیرہ پریشانی سے ماتھا مسلتے ہوئے بولی۔۔۔

تبھی باہر گاڑی رکنے کی آواز آئی۔۔

عبیرہ باہر آئی تو ڈاکٹر آتے ہوئے دیکھائی دیے۔ ڈاکٹر حنان ان کے فیملی ڈاکٹر تھے۔۔ عبیرہ انہیں لیے کمرے میں آئی۔۔۔

ڈاکٹر حنان نے شہریار کا چیک اپ کیا۔ انہوں نے شہریار کو بوتل لگائی۔۔

بیٹا میں نے چیک اپ کر لیا ہے بہت کمزوری ہو گئی تھی میں نے بوتل لگا دی ہے۔کچھ ہی دیر میں ہوش بھی ا جائے گا۔۔

تم شہریار کو کچھ کھلا کر یہ دوائی دے دینا۔۔ تم نے بہت اچھا کیا جو ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کیں۔۔اب بخار بہت کم ہے۔۔پھر بھی اگر کوئی مسلے والی بات ہو تو مجھے فون کر دینا حنان صاحب اپنا باکس بند کر کے اُٹھ کھرے ہوئے۔۔

عبیرہ انہیں گاڑی تک چھوڑ کر واپس کمرے میں آئی۔۔۔

عبیرہ اس کے پاس آ کر بیٹھ گئی۔

آپ یوں خاموش اچھے نہیں لگتے آپ صرف بولتے ہوئے اچھے لگتے ہیں۔ عبیرہ کو شہریار کی یہ حالت دیکھ کر رونا آ رہا تھا۔۔

مجھے آپ سے نفرت کرنے کے بہت موقعے ملے پر پتہ نہیں کیوں آپ میرے دل کے بہت اندر بس گے۔ آپ کے درد کو اب میں خود اپنے اندر محسوس کر سکتی ہوں۔۔ عبیرہ اس کے سینے سے لگ گئی اور نم آنکھوں سے بولی۔۔۔

احساس ہونے پر وہ جلدی سے پڑے ہٹی شہریار کو اسی طرح لیٹے دیکھ کر وہ اُٹھی اور واشروم میں چلی گئی۔۔

شہریار نے اپنے آنکھیں کھول لیں۔۔جب وہ باہر گئی تھی۔ تبھی اسے ہوش آچکا تھا پر وہ جان بوجھ کر انکھیں بند کر گیا۔

وہ ماتھے پر بازو رکھے گہری سوچ میں مگن تھا۔۔

عبیرہ باہر نکلی تو شہریار کو جاگے ہوئے دیکھا۔۔

شکر ہے اپ کو ہوش اگیا۔۔میں کچھ لے کر آتی ہوں پھر آپ دوائی کھالینا عبیرہ جلدی جلدی کہتی کمرے سے باہر چلی گئی۔ شہریار گہری نظروں سے اسے تکے جارہا تھا۔۔

شہریار کو دوائی کھلا کر وہ نیچے آگئی۔۔۔گھر کے کام کرنے میں مصروف ہوگئی

ماماما عبیرہ کیچن میں شہریار کے لیے سوپ بنارہی تھی کہ تبھی عمیر اور نور کی آوازیں آنے لگی۔۔۔

میرے بچے عبیرہ نے انہیں گلے سے لگالیا۔ان کے ماتھے چومنے لگی۔۔۔

ماما ہمین پھوپھو کے گھر بہت مزہ آیا۔۔ عمیر خوشی سے بولا۔۔۔

ماما آج بابا گھر ہیں مجھے ان کے ساتھ باسکٹ بال کھیلنی ہے۔انہوں نے وعدہ کیا تھا۔۔عمیر کہتا ہوا شہریار کے کمرے کی طرف بھاگا۔۔

میری بات سنو۔عمیر عبیرہ اسے روکتی رہی لیکن وہ بھاگ گیا۔۔۔

نور جاؤ عمیر کو روکو تمہارے بابا کو بخار ہے وہ سو رہے ہیں انہیں ڈسٹرب مت کرو۔عبیرہ اسے جانے کے لیے بولی۔۔۔

میں ابھی جاتی ہوں نور سن کر کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

عبیرہ باول میں سوپ ڈال کر اسے ٹرے مین رکھے خود بھی کمرے میں آئی۔۔۔

جب وہ اندر داخل ہوئی عمیر شہریار کی گود میں تھا وہ اُٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔۔۔

عمیر ہٹو بابا کو سونے دو ان کو بخار ہے۔۔نور اسے پیچھے ہٹاتے ہوئے بولی۔۔۔

بابا آپ لیٹ جاؤ میں آپ کا سر دباتی ہوں۔۔نور اسے لٹانے لگی۔۔

اُوہو میری پرنسس اتنی بری ہو گئی۔مجھے تو پتہ ہی نہیں چلا شہریار نے اسے گود میں لے لیا۔۔

نور ہٹو مجھے بابا کی گود میں بیٹھنا ہے۔ عمیر نے اسے ہٹانا چاہا۔۔

میرا پرنس بھی میری گود میں آ جائے شہریار نے اسے بھی گود میں بیٹھا لیا۔ اور ان دونوں سے بات کرنے لگا۔۔

عبیرہ کو یہ منظر بہت خوبصورت لگا۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھی۔۔

پر ابھی آپ تینوں یہ سوپ پیو۔۔۔ عبیرہ نے ان کو سوپ پکڑایا۔۔۔۔۔

نو ماما آئس کریم کھانی ہے۔ نور منہ بنا کر بولی۔۔۔

نور میڈم کچھ طاقت والی بھی چیزیں کھالو۔ ورنہ یہ ہاتھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔ عبیرہ اسے خود سوپ پلانے لگی۔۔۔۔

شہریار سپاٹ چہرے سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

****

جی خالہ کیا ہوا آپ نے یوں اچانک کیوں فون کیا عبیرہ رات کو موبائل پر آنے والی کال پر بات کر رہی تھی۔۔۔ بیٹا تم جب کی گئی ہو پلٹ کر دیکھا نہیں ایک دفعہ بھی نہیں۔ آگے سے جواب آیا۔۔

جی خالہ بس فرصت ہی نہیں ملی۔۔ عبیرہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

میں نے تو یہ بتانا تمہاری ماں اکیلی ہے وہ تمہیں بہت یاد کر رہی ہے۔ اس سے ایک دفعہ مل جاؤ۔۔

کیا اکیلی یہ کیا بول رہی ہیں۔ عبیرہ حیرانگی سے بولی۔۔۔

وہ سب یہی آکر پوچھ لینا مجھے تو فون کرنے کے لیے بولا تھا۔۔ تم کچھ دنوں کے لیے آجاؤ۔۔۔ اگے سے خالہ بولی۔۔۔

ٹھیک ہے خالہ میں کل ہی آجاؤں گئی۔۔ عبیرہ نے کہ کر فون بند کر دیا۔۔

پھر اپنے گھر کے نمبر پر کال کرنے لگی پر کسی بے فون نہیں اُٹھایا۔۔

موحد اور اجالا۔ کے نمبر پر بھی ٹرائی کیا پر دونوں کا نمبر بند تھا۔۔

****

وہ ساری رات پریشان رہی۔ نیند تو آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ عجیب بُرے بُرے وہم ستائے جا رہے تھے۔۔

رات کو دیر سے سونے کی وجہ سے اس کی آنکھ ٹائم پر کھل نا پائی۔ جب وہ اُٹھی تو اس کی نظر سامنے دیوار پر لگے کلاک پر پڑی جہاں گھڑی آٹھ کی سوئی پر تھی۔ وہ ایک جھٹکے سے اُٹھی۔۔

اف خدایا میں اتنی دیر کیسے سوتی رہ گئی۔ وہ جلدی جلدی پاؤں میں چپل ڈال کر کمرے سے باہر کی طرف بھاگی۔۔

جب وہ نیچے آئی۔ تو سامنے شہریار نور اور عمیر کو تیار کر رہا تھا۔ جو کہ اس کے لیے زندگی کا سب سے مشکل کام تھا۔۔

بابا میرے بال کیوں کھینچے جا رہے ہیں۔۔ نور چلاتے ہوئے بولی۔۔ شہریار اس کے بالوں کو کنگھی کر رہا تھا۔۔

بابا ماما کو اُٹھائیں مجھے بھوک لگی ہے۔ عمیر بولا۔۔

ایم سو سو سوری پتہ نہیں میں اتنی دیر کیسے سوتی رہ گئی۔ عبیرہ جلدی جلدی شہریار سے برش لے کر نور کو کھنگھی کرنے لگی۔۔۔

شہریار سکون کا سانس لے کر صوفے پر بیٹھ گیا۔۔
وہ جلدی جلدی ہاتھ چلا رہی تھی۔

عبیرہ نے جلدی سے تینوں کے لیے ناشتہ بنایا۔ عمیر اور نور ناشتہ کر کے اپنے بیگز لیے باہر شہریار کی گاڑی میں بیٹھ گے۔۔۔

شہریار بھی کرسی سے اُٹھا اور جانے لگا۔۔ جب عبیرہ بولی۔۔

وہ شہریار مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو مروڑتے ہوئے بولی۔۔۔
ان انگلیوں پر ظلم ڈھانہ بند کرو اور جلدی بولو کیا بات ہے۔ اور ویسے آج تو تمہاری یونیورسٹی کا پہلا دن تھا تو تیار کیوں نہیں ہوئی؟ شہریار اس کی حرکت پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔

وہ کل رات کو خالہ کا فون آیا تھا۔وہ ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں۔وہ بتا رہیں تھیں اپنی کی طبعیت بہت خراب ہے۔ پتہ نہیں کس بات کی ٹینشن لی ہے۔اوپر سے موحد بھائی اور اجالا بھابھی کا فون بھی نہیں لگ رہا۔۔مجھے بہت ٹینشن ہو رہی ہے۔۔مجھے آج جانا ہے۔۔امی پتہ نہیں کیسی ہوں گئی۔۔شادی کے بعد میں نے ایک دفعہ بھی چکر نہیں لگایا۔۔عبیرہ کی آخر میں آواز نم ہو گئی۔اور آنسوں گالوں پر گر گے۔شہریار غور سے اسے سن اور دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس میں رونے والی کیا بات ہے۔تم دوپہر کو تیار رہنا میں ڈرائیور کو بھیج دوں گا۔وہ تمہیں گاؤں چھوڑ آئے گا۔۔۔۔شہریار اس کے آنسوں سے نظریں چرا کر بولا۔۔

اگر عمیر اور نور کو پتہ چلا کہ میں کچھ دن کے لیے جا رہی ہوں۔تو وہ بھی میرے ساتھ جانے کی ضد کریں گے پہلے ہی ان کی اسٹڈی کا بہت نقصان ہوا ہے۔آپ انہیں ابھی مت بتائے گا۔۔عبیرہ ریلکس ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

ٹھیک ہے شہریار کہتا ہوا آنکھوں پر گلاسس چڑھا کر باہر کی طرف بڑھا۔

****

شہریار آفس آیا گیا۔۔وہ اپنے کاموں میں مصروف ہو گیا۔۔۔

تبھی شمائلہ ازیر صاحب لے ساتھ اندر داخل ہوئی۔۔

شہریار انہیں دیکھتے ہی کھڑا ہو گیا۔۔۔

وہ سلام کرتا ان سے گلے ملنے لگا۔۔

کیا میاں جب سے شادی ہوئی تم تو عید کا چاند ہو گے۔۔وہ روٹھے ہوئے لہجے میں بولے۔۔

ارے نہیں چچا جان ایسی بات نہیں ہے۔وہ پراجیکٹ بہت سارے ہیں تو انہی میں مصروف ہو تا ہوں۔۔شہریار عاجزی سے بولا۔اور انہیں کرسی پر بیٹھنے کو کہا۔

اور خود انٹر کام پر چائے کا آڈر دیا۔۔۔

میں نے سنا تم نے مسٹر حماد کی کمپنی کے ساتھ پروجیکٹ سائن بھی کر دیا۔ازیر صاحب اپنے مطلب کی بات پر آئے۔۔(کیونکہ وہ خود اس پروجیکٹ کو حاصل کرنے میں لگے تھے۔پر آخر میں شہریار نے بازی مار ہی تھی۔۔)

ہاں چاچو پروجیکٹ اچھا لگا تو سائن کر لیا۔ شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔

پر بندہ کوئی مشورہ ہی کر لیتا ہے میں بھی تمہارا اپنا ہوں۔ بھائی صاحب بھی ادھر۔ نہیں۔ مگر تمہیں تو اپنی مرضی چلانے کی عادت ہو چکی ہے۔۔وہ تھوڑا سخت لہجے میں بولے۔

چاچو میرے پاپا کو مجھ پر یقین ہے۔ اور مجھے نہیں لگتا مجھے اپنے بزنس میں کسی کی کوئی رائے لینی چاہیے۔۔میں جو کرتا ہوں خود کرتا ہوں۔ مجھے کسی کے مشورے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ شہریار بولا تو اس کے الفاظ ہی اگلے کو چپ کروانے کو کافی تھے۔۔۔

چھوڑوں ان سب باتوں کو میں ضروری بات کرنے آیا تھا۔ تم شمائلہ کو تھوڑے مہینے اپنی کمپنی میں ٹرین کرو تا کہ کل کو وہ میری کمپنی کو اچھے سے سھنمبال پائے۔۔ازیر صاحب نے شمائلہ کے دل کی بات کی۔۔۔

شہریار نے ایک نظر شمائلہ کو دیکھا۔

چاچو شمائلہ کی انٹرنشپ پوری ہو چکی ہے۔ مجھے نہیں لگتا اب اس کو میرے آفس میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔۔ شہریار نے صاف انکار کر دیا۔۔۔

میرے کہنے پر رکھ لو۔۔ازیر صاحب بولے۔۔۔

چلیں ٹھیک ہے آپ کہتے ہیں تو تین مہینے کی ٹریننگ میں رکھ سکتا ہوں۔اس سے زیادہ نہیں شہریار کو ازیر صاحب کو بار بار منا کرنا اچھا نہیں لگ رہا تھا۔اس لیے اس نے ہاں کر دی۔۔۔۔

چائے آچکی تھی تینوں باتیں کرتے کرتے چائے پینے لگے۔۔۔

ازیر صاحب اور شائلہ اپنے مقصد میں کامیاب ہونے پر مسکرا رہے تھے۔۔
جانے اب یہ دونوں کیا کرنے والے تھے؟؟؟؟؟

****

عبیرہ کب کی تیار ہو کر بیٹھی ہوئی تھی۔اس نے لنچ بنا دیا تھا۔وہ سارا دن بے چین رہی تھی۔دوپہر کے وقت شہریار نے ڈرائیور بھیج دیا تھا۔۔۔

عبیرہ چادر اُوڑھ کر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔پانچ گھنٹے لا سفر تھا۔۔۔

جو عبیرہ کے لیے بہت مشکل تھا۔اسے عجیب سی بے چینی ہو رہی تھی۔جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔۔

بلاآخر سفر ختم ہوا گاڑی عبیرہ کے گھر کے سامنے رُکی۔۔عبیرہ ٹرالی لیے گاڑی سے اتری۔اور دروازے پر بیل دی۔۔۔دو منٹ بعد کسی نے دروازہ کھولا۔۔عبیرہ اندر آگئی۔۔وہ ساتھ والی پروسن تھی۔جس نے اسے فون کیا تھا۔۔۔ڈرائیور اتار کر جا چکا تھا۔۔

خالہ امی کہاہیں۔۔عبیرہ اندازداخل ہوکر بے چینی سے بولی۔۔۔

بیٹا وہ اندر کمرے میں ہیں۔خالہ بولیں۔۔عبیرہ جلدی جلدی نجمہ بیگم کے کمرے میں گئی۔۔۔سامنے بیڈ پر نجمہ بیگم بیٹھیں ہوئیں تھیں۔وہ کافی کمزور لگ رہیں تھیں۔۔

امی کیا ہوا آپ کو عبیرہ بھاگتی ہوئی ان کے گلے لگ گئی۔انہوں نے اپنے کمزور ہاتھوں سے عبیرہ کو اپنے سینے سے لگایا۔۔۔

کچھ نہیں بیٹی یہ تو رخشندہ نے ایوئی فون کر دیا۔
بس یوہنی تھوڑا سا بخار ہو گیا تھا۔نجمہ بیگم بولیں۔۔۔

تھوڑا سا بخار عبیرہ تمہاری ماں جھوٹ بول رہی ہے۔۔ ایک ہفتے سے بستر پر لگی ہے۔ نا دوائی کھاتی ہے۔ نا ڈاکٹر کے پاس جانے کو تیار ہے۔ بس دن بھر ایسے ہی سوچوں میں گم رہتی ہے۔۔ رخشندہ خالہ بھٹ پڑیں۔ وہ نجمہ بیگم کی بہت گہری دوست تھیں۔۔

امی کیا یہ سچ ہے۔ آپ نے وعدہ کیا تھا آپ ہر روز دوائی کھائیں۔ گئی۔۔ عبیرہ ناراضگی سے بولی۔۔

اسکو بات کا بتنگر بنا خوب آتا ہے۔ تم آگئی ہو اب میں جلدی ٹھیک ہو جاؤں گئی۔ نجمہ بیگم پیار سے بولیں۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے پر یہ اجالا بھابھی ابراہیم اور فاحد بھائی کہاں ہیں نظر کیوں نہیں آرہے۔۔ اور بھائی آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر کیوں نہیں گے۔۔ عبیرہ حیرانگی سے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

نجمہ بیگم کے چہرے پر گم کے سائے لہرائے۔۔ جو عبیرہ نے خوب نوٹ کیا۔۔۔

وہ باہر گے ہیں۔ نجمہ بیگم نے جھوٹ بولا۔۔

بس کرو نجمہ اب مزید جھوٹ مت بولوں۔ میں بتاتی ہوں۔ رخشندہ خالہ بولیں۔۔

جھوٹ کیا مطلب خالہ آخر بات کیا ہے۔۔ عبیرہ پریشانی سے بولی۔

۔

بس بیٹا جس دن کی تمہاری شادی ہوئی ہے۔اس سے ایک ہفتے بعد ہی تمہارا بھائی اور بھابھی اپنے بیٹے کو لے کر شہر چلے گے ہیں۔اور آج تک مڑ کر اپنی ماں کو نہیں دیکھا۔اور وہی گم تمہارے ماں کو بستر پر لے آیا۔۔رخشندہ خالہ غم زدہ لہجے میں بولیں۔

کیا اور امی آپ نے مجھے بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا۔۔ عبیرہ روندھے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔ نجمہ بیگم آہستہ آواز میں بولیں۔۔۔

موحد بھائی ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔انہیں اپنی بہن کی نا سہی اپنی ماں تک کی پرواہ نہیں رہی۔۔ عبیرہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔۔

اسے اگر پرواہ ہوتی تو وہ ہمارے ساتھ ہوتا یوں چھوڑ کر نا جاتا نجمہ بیگم غم زدہ لہجے میں بولیں۔۔

اچھا آپ اب پریشان مت ہوں میں کچھ بنا کر لاتی ہوں پھر آپ دوائی کھا کر سو جانا۔۔ عبیرہ نے ان کی طرف دیکھا پھر اپنے آپ کو سھنمبال کر بولی۔۔۔

وہ باہر چلی گئی۔رخشندہ خالہ اس کے پیچھے آئیں۔۔

عبیرہ بیٹی اب تم آگئی ہو تو میں گھر چلی جاتی ہوں۔۔وہ اس کے پاس اکر بولیں۔۔

بہت بہت شکریہ خالہ آپ نے امی کا بہت خیال رکھا۔۔
جب ان کے اپنے ان کے پاس نہیں تھیں۔تو آپ نے غیر ہو کر بھی اپنوں سے بڑھ کر ان کا خیال رکھا۔۔۔عبیرہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے عبیرہ کے سر پر ہاتھ پھرتے ہوئے چلی گئیں۔۔۔

عبیرہ نے کھانا بنایا۔۔اور نجمہ بیگم کو کھلا کر دوائی کھلائی۔۔ان کو سُلا کر وہ بیڈ کی دوسرہ طرف لیٹ گئی۔۔وہ بہت تھکی ہوئی تھی تھوڑی دیر میں ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔۔۔

****

شہریار عمیر اور نور کو سکول سے پِک کر کے جلدی گھر آگیا۔
عمیر اور نور کو جب کا پتہ چلا عبیرہ گھر نہیں ہے۔وہ تب کے رو رہے تھے۔شہریار انہیں چپ کروا کروا کے تھک چکا تھا۔۔

آخر وہ انہیں لیے باہر آ گیا۔ پارک میں لے گیا۔۔ جس سے ان کا دل بھل گیا۔۔ وہ رات کو کھانا کھا کر واپس آئے آتے ہوئے دونوں سو چکے تھے۔۔

شہریار ان دونوں کے لیے بہت پریشان تھا۔۔ وہ انہیں ان کے کمرے میں سُلا کر واپس اپنے کمرے میں آیا۔۔۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا اس کی نظر سامنے الماری پر نظر پڑی۔ جہاں اسے اکثر عبیرہ کھڑی ہوئی نظر آتی۔۔۔

اس نے اپنے بیڈ کو خالی پایا۔ جہاں ہمیشہ اس کے آنے سے پہلے عبیرہ اس کے کپڑے اور دوسری چیزیں رکھ دیتی تھی۔۔۔

وہ سر جھٹکتا آگے بڑھا اور کپڑے نکال کر فریش ہونے چلا گیا۔۔ کچھ دیر بعد وہ نہا کر باہر نکلا۔۔۔

اور لیپ ٹاپ لے کر بیٹھ گیا۔۔

عبیرہ کافی لادو۔دو گھنٹے مسلسل کام کرنے کے بعد آچانک اس کے منہ سے نکلا۔وہ چونکہ اپنے اور سر جھٹکتا نیچے کیچن میں آگیا۔۔کافی بنا کر لے آیا۔۔

ئخ یہ کیا بن گیا۔۔ایک سپ لیتے ہی اس نے کافی سائیڈ ٹیبل پر رکھ دی۔۔وہ بہت بد مزہ بنی تھی۔۔

عبیرہ کے ہاتھ کی مزے کی ہوتی تھی۔بے اختیا اس کے منہ سے نکلا۔۔

اف یہ مجھے بار بار اس کا خیال کیوں آرہا ہے۔وہ اپنے آپ کو کوستہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔۔

دوبارہ اپنا دھیان کام پر لگانے لگا۔پر اب تو توجہ بھٹ چکی تھی۔وہ عجیب چڑ چڑا ہو رہا تھا۔۔

بے اختیاری میں موبائل اُٹھا کر عبیرہ کو کال ملا دی۔۔

عبیرہ نجمہ بیگم کے پاس سوئی ہوئی تھی۔رات کے دو بج چکے تھے جب اچانک موبائل پر کال آنے لگی۔وہ نیند سے جاگی۔ادھر اُدھر ہاتھ مار کر موبائل کو ڈھونڈا بنا دیکھے کال اُٹھالی۔۔۔

السلام علیکم عبیرہ بولی۔۔۔

وعلیکم السلام شہریار نے اپنے سانس اندر کھینچ کر کہا۔جیسے بے چینی کو سکون مل گیا ہو۔۔

عبیرہ شہریار کی آواز سن کر ایک دم بیڈ سے اُٹھی۔۔ نجمہ بیگم کی طرف دیکھا۔جو سوئی ہوئیں تھیں۔وہ اپناڈوپٹہ لے کر کمرے سے باہر نکل آئی۔۔۔

آپ نے اس وقت فون کیاسب ٹھیک تو ہے ناعمیر اور نور تو ٹھیک ہیں نا۔عبیرہ ایک دم بولی۔۔۔۔

لو یہاں میں بے چین ہوں وہاں میڈم کو صرف بچوں کی پڑی ہوئی ہے۔۔ شہریار دل ہی دل میں بولا۔۔۔

وہ ٹھیک ہیں۔میں تو تمہاری خیریت پوچھنے کے لیے کال کی تھی۔شہریار بولا۔۔

ہاں میں تو سات بجے کے قریب ہی پہنچ گئی تھی۔۔ عبیرہ صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

اچھا پھوپھو کیسی ہیں۔وہ ٹھیک ہیں نا۔شہریار نے نجمہ بیگم کے بارے میں پوچھا۔

ہاں ٹھیک ہیں کل ڈاکٹر کے پاس لے کر جانا ہے۔وہاں سارے ٹیسٹ وغیرہ کروانے کے بعد پتہ چلے گا کیامسلہ ہے۔۔ عبیرہ بول

ہمم چلو ٹھیک ہے اللہ حافظ۔۔۔ شہریار نے کہہ کر فون بند کر دیا۔۔۔

عجیب بندہ ہے۔ عبیرہ حیرانگی سے فون کو دیکھتے ہوئے بولی۔ اور اُٹھ کر کمرے میں آگئی۔۔

پتہ نہیں مجھے کیا ہو راہ ہے۔ دوسری طرف شہریار بات کر کے اب خود ہی کو ہی کوس رہا تھا۔۔

****

عبیرہ اگلی صبح اُٹھی سب کام کیے۔ دوپہر میں نجمہ بیگم کو لے کر جانا تھا۔
دس بجے کے قریب فری اس سے ملنے آگئی۔۔ اب وہ دونوں باہر چھوٹے سے لان میں لگے جھولے پر بیٹھ کر چائے پی رہیں تھیں۔۔۔

اور سنا شہریار بھائی کیسے ہیں۔۔ فری چائے پیتے ہوئے بولی۔۔۔

ٹھیک ہیں۔۔ عبیرہ بس اتنا ہی بولی۔۔

عبیرہ تو مجھے خوش کیوں نہیں لگ رہی کیا بات ہے۔ فری پریشانی سے بولی۔۔

خوش ہاہ یہ بہت برا لفظ ہے فری۔ میری زندگی بس عمیر اور نور کے گرد گھومتی ہے۔ اس سے بڑھ کر کچھ نہیں ملا اور شائد ساری زندگی ہی نا ملے۔۔۔۔

وہ کھوئے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

کیوں شہریار بھائی کا رویہ کیا تمہارے ساتھ ٹھیک نہیں۔ فری بولی۔۔۔

فری میری زندگی بہت عجیب ہے۔ میں شہریار کے ساتھ اس کی اچھی بیوی بن کر زندگی گزار رہی ہوں۔ وہ بولی تو اس کے لہجے میں چھپے دکھ کو فری محسوس کر رہی تھی۔۔

کیا ابھی بھی تم فاہد۔۔۔ فری ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

ارے نہیں بالکل بھی نہیں۔ وہ تو میری زندگی کی سب سے بری غلطی تھی۔۔ اور اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے اس گند میں کودنے سے پہلے ہی بچا لیا۔۔ بس اب دعا کرنا وہ عذاب دوبارہ سے میری زندگی میں قدم نا رکھے۔ وہ ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

کیا مطلب کیا ہوا؟؟ کیا اس نے دوبارہ سے کونٹیکٹ کیا۔۔ فری بھی پریشان ہو گئی۔

ہاں۔ پھر عبیرہ نے اس دن والی بات فری کو بتا دی۔۔۔

اللہ یہ فاہد کا بچہ بہت کمینہ ہے۔۔ فری ساری بات سن کر بولی۔۔۔

مجھے ڈر ہے کہیں وہ دوبارہ سے میری بنی بنائی زندگی کو تباہ نا کر دے۔۔۔ عبیرہ کا لہجہ خوفزدہ تھا۔۔

تو اس سب پر دھیان مت دے۔ چل آنٹی کو ہسپتال لے کر چلیں۔ فری نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے کہا۔۔۔

عبیرہ سر جھٹک کر اس کے ساتھ اندر چل دی۔۔

عبیرہ نجمہ بیگم کو لے کر ہسپتال آئی۔۔ فری بھی ساتھ ہی تھی۔۔ ڈاکٹر سے پہلے ہی اپائٹمینٹ لے لی تھی۔۔ اس وقت نجمہ بیگم کے سارے ٹیسٹ ہو رہے تھے۔ نرس انہیں لیے ایک کمرے میں گئی تھی۔ فری اور عبیرہ ایک بینچ پر بیٹھی ہوئیں تھیں۔۔۔

یار بھوک بہت لگی ہوئی ہے۔ تو ایسا کر یہی بیٹھ میں کچھ کھانے کے لیے لے آئی ہوں۔۔ فری اُٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

عبیرہ نے صرف ہاں میں سر ہلایا۔وہ نجمہ بیگم کی وجہ سے پریشان تھی۔۔۔

فری جلدی سے باہر کی طرف بڑھی۔۔۔
ابھی عبیرہ کو بیٹھے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے تبھی اسے اپنے عقب سے آواز آئی۔

ہائے ڈارلنگ کیسی ہے میری جان عبیرہ نے مڑ کر دیکھا تو اسے اپنے بالکل پاس فاہد بیٹھا ہوا دیکھائی دیا۔۔

تم تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔۔وہ ایک دم اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

ارے سوئیٹی میں تم سے ملنے آیا ہوں۔کیا یار ایک بار میں نے نا کیا کر دی تم نے تو جھٹ سے اتنے امیر آدمی سے شادی کر لی۔۔وہ ہنستے ہوئے بولا۔۔۔اور اس کے مقابل کھڑا ہو گیا۔۔۔

تم دفع ہو جاؤ۔مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔عبیرہ اس سے دور ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

ارے روکو میری جان اتنی جلدی تو میں تمہارا پیچھا چھوڑنے والا نہیں۔۔فاہد سے جھٹ سے عبیرہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔۔وہ اندر تک کانپ گئی۔۔اور اپنے ہاتھ کو چھڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

لو چھوڑ دیا فاہد نے ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا۔۔عبیرہ نے جلدی سے اپنے دونوں ہاتھ چادر کے اندر کر لیے۔۔۔

Urdu Novels Ghar

فاہد میں تمہیں آخری دفع بول رہی ہوں میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔ ورنہ میں شہریار کو سب بتا دوں گئی۔ پھر وہ اپنے طور پر تم سے نپٹ لیں گے۔۔۔ عبیرہ اسے وارنگ دیتے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔

ہاہا شہریار تمہارا شوہر جس نے آج تک تمہیں بیوی تک نہیں مانا۔ وہ تمہارا یقین کرے گا۔۔ مس عبیرہ اس خوش فہمی سے نکلو۔ اور یہ جان لو۔ اگر تم نے میرا فون نا اُٹھایا یا آگے سے میرا نمبر بلاک کیا۔ میری کسی بھی بات کو انکار کیا۔ تو پھر میں خود جا کر

تمہارے شوہر کو سب بتا دوں گا۔۔ اور ایسا بتاؤں گا

کہ اسی دن تم گھر سے بے دخل کر دی جاؤ گئی۔۔۔ میرے پاس تمہارے سارے میسجیز ہیں۔۔ وہ سب دیکھا دوں گا۔۔۔ وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔۔۔

عبیرہ کے پاؤں تلے سے زمین نکلی۔

وہ اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتا واپس مڑ گیا۔۔۔ عبیرہ ایک دم بینچ پر بیٹھی۔۔ تبھی فری ہاتھ میں کچھ کھانے کے لیے لیتے ہوئے اسکے قریب آئی۔۔۔

لو کھا لو۔۔ وہ اس کے قریب چیزیں رکھتے ہوئے بولی۔۔

کیا ہوا عبیرہ رو کیوں رہی ہو۔۔ آنٹی تو ٹھیک ہیں۔۔ فری ایک دن اس کے قریب نیچے بیٹھ کر بولی۔۔۔

فری فری فاہد فاہد آیا تھا یہاں۔۔۔۔۔ عبیرہ نے بہ مشکل اپنے الفاظ پورے کیے۔۔۔

واٹ کیا بولا اسنے وہ فوراً بولی۔۔۔۔

عبیرہ نے سب بتادیا۔۔۔ جیسے ان کر فری بھی ڈر گئی۔۔

عبیرہ اسکے بتانے سے پہلے تم بتادو۔ شہریار بھائی ضرور سمجھے گیں۔۔ فری اسے ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔۔۔

نہیں فری۔ وہ کبھی بھی نہیں سمجھیں گے۔۔ انہیں تو پہلے ہی مجھ پر یقین نہیں اس سے کے بعد تو وہ مجھے گھر سے ہی نکال دیں گے۔۔ اگر میرے ماتھے پر طلاق کا دھبہ لگ گیا۔ تو امی تو جی نہیں پائیں گئی۔۔ وہ اپنا سر ہاتھوں پر گرا کر بولی۔۔۔

تبھی نرس ان کے قریب آئی۔۔۔ مس عبیرہ آپ کی امی کے سارے ٹیسٹ ہو گے ہیں۔ بس دو گھنٹے تک ساری رپوٹس مل جائیں گئی تب آپ ڈاکٹر سے مل لیجیے گا۔۔ نرس بول کر چلی گئی۔۔۔

عبیرہ پریشان سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

دو گھنٹے بعد رپورٹس مل گئی۔۔ عبیرہ ڈاکٹر سے ملی۔ڈاکٹر کا کہنا تھا نجمہ بیگم کا دل بہت کمزور ہوتا جارہا ہے۔اور ساتھ میں بی پی ہائی کا بھی مسلہ ہے۔۔وہ ٹینشن بہت زیادہ لے رہی ہیں۔اگر انہوں نے اسی طرح ٹینشن لی تو معملا خطرناک ہوسکتا ہے۔۔۔ عبیرہ ڈاکٹر سے مل کر دوائیاں لے کر وہ گھر آگئیں۔۔۔

شام ہوگئی تھی۔فری اپنے گھر چلی گئی۔عبیرہ پریشان سی کیچن میں کام کرنے لگی۔۔ نجمہ بیگم تھکاوٹ کی وجہ سے آتے ہی سو گئیں۔۔۔

عبیرہ کھانا بناکر فارغ ہوئی تو اپنے لیے چائے لیے وہ ٹیوی کے پاس پرے صوفے پر آکر بیٹھ گئی۔اور آج کے واقع کو سوچنے لگی۔۔۔

تبھی فون کی گھنٹی بجی۔۔ عبیرہ کا دل دھڑک اُٹھا۔۔۔

لیکن فون پر گھر کا نمبر دیکھ کر اسے سکون ملا۔۔۔

عبیرہ نے فون اُٹھایا۔۔۔تو آگے سے نور کی آواز آئی۔۔۔

السلام علیکم ماما نور بولی۔

وعلیکم السلام میری جان عبیرہ خوشدلی سے بولی۔۔۔

ماما آپ نانو کے گھر چلی گئیں۔۔اور ہم سے مل کر بھی نہیں گئیں۔۔۔ آپ کو پتہ ہے عمیر کو آج سکول سے واپس آتے ہوئے اتنا تیز بخار ہو گیا ہے۔گھر میں کوئی بھی نہیں ہے میں نے بابا کو کال کی انہوں نے بولا وہ آ

جائیں گے۔ پر عمیر بہت رو رہا ہے۔۔ وہ روندھے ہوئے انداز میں بولی۔۔۔ عبیرہ کا دل کسی نے مٹھی میں لے لیا۔۔

نور بیٹا آپ فکر مت کرو۔ آپ کے بابا آتے ہی ہوں گے۔۔ وہ ڈاکٹر کو لے کر آئیں گے۔ آپ عمیر کا خیال رکھو میں جلد ہی آجاؤں گئی۔ عبیرہ بولی۔۔۔

ماما جلدی آجاؤ۔ ہمیں آپ کی بہت یاد آرہی ہے۔۔ نور روتے ہوئے بولی۔۔۔

نور میری جان آپ رونا بند کرو میں جلدی آجاؤں گئی۔۔ عبیرہ بول رہی تھی جب نور کی آواز آئی۔۔

بابا آگے وہ فون کو رکھ چکی تھی۔۔۔

عبیرہ عمیر کے لیے پریشان ہو گئی۔۔ وہ شہریار کے نمبر پر کال کرنے لگی لیکن نمبر بند آرہا تھا۔۔۔

****

Urdu Novels Ghar

شہریار ڈاکٹر کو لے کر عمیر کے کمرے میں آیا۔۔ڈاکٹر نے اسے چیک کیا۔اور کچھ دوائیاں دیے کر ڈاکٹر چلا گیا۔۔۔

شہریار نے عمیر کو کچھ کھلا یا اور دوائی دی۔۔۔ عمیر اس کی گود میں سر رکھے سو رہا تھا۔۔۔

نور پاس بیٹھی ہوئی تھی۔وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے عمیر کا سر دبا رہی تھی۔۔

میری گڑیا رو کیوں رہی ہے۔۔۔ شہریار نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے پوچھا۔۔

بابا عمیر کو کچھ ہو گا تو نہیں۔ دیکھیں اسے کتنا بخار ہے نور اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔

بابا ماما کب آئیں گئ۔۔نور بولی۔۔

میری گڑیا وہ ٹھیک ہے بس دوائی لے کر سویا ہے آپ بھی سو جاؤ کل سکول جانا ہے اور اپ کی ماما جلد ہی آ جائیں گئ۔۔۔شہریار نے عمیر کو بستر پر لیٹایا۔اور خود چینج کر کے دونوں کے ساتھ لیٹ گیا۔۔۔دونوں کے سونے کے بعد وہ اُٹھا اور لیپ ٹاپ پر کام کرنے لگا۔۔۔

****

اگلی صبح عبیرہ جلدی اُٹھ گئی۔وہ ناشتہ لے کر نجمہ بیگم کے کمرے میں آئی۔

اور ان کے ساتھ مل کر ناشتہ کرنے لگی۔۔۔

امی میں آج واپس جارہی ہوں۔ عمیر کو بہت بخار ہے۔اور مجھے پتہ ہے شہریار سے وہ سھنمبل نہیں پائے گا۔مجھے جانا پڑے گا۔۔ عبیرہ چائے پیتے ہوئے بولی۔۔۔

چلی جانا۔۔مجھے بہت خوشی ہے تم اپنے گھر خوش ہو۔۔ نجمہ بیگم مسکراتے ہوئے بولیں۔۔۔

اس سے پہلے آپ وعدہ کریں کسی قسم کی ٹینشن نہیں لے گئی۔۔میں نے میڈ کا انتظام کر دیا ہے۔۔اور آنٹی بھی زیادہ وقت آپ کے ساتھ رہیں گئی۔۔ آپ کوئی کام نہیں کریں گئی۔ صرف آرام کریں گی۔۔۔اور کسی قسم کی ٹیشن نہیں لیں گی۔۔ عبیرہ ان کی طرف دیکھ کر بولی۔۔

میں پہلے کب کوئی ٹینشن لیتی ہوں نجمہ بیگم نظریں چُراتے ہوئے بولیں۔۔۔

ادھر دیکھیں۔۔ایک تو آپ ماں باپ نا اپنے بچوں ک نادان سمجھتے ہیں۔۔ آپ کو لگتا ہے مجھ سے جھوٹ بولنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔۔۔امی آپ جس کی ٹینشن لے رہی ہیں۔اسے اگر آپ کی یا میری زرا برابر بھی فکر ہوتی تو آج وہ شہر میں نہیں بالکہ آپ کے ساتھ یہی ہو تا۔۔ عبیرہ تلخیہ انداز مین بولی۔۔

جانتی ہوں۔لیکن وہ ہے تو میرا بیٹا نا میں اسے کیسے بھول سکتی ہوں۔۔اسے اپنی ماں یار نا ہو تو کیا میں بھی بھول جاؤں۔۔ نجمہ بیگم رنجیدہ انداز میں بولیں۔۔

امی بھائی کو جب ہماری یاد آئے گئی وہ خود آ جائیں گے۔آپ پلیز ان کی ٹینشن نا لیں۔۔اس سے آپ کہ ہیلتھ پر اثر پڑے گا۔جو مین برداشت نہیں کر سکتی۔امی میرے پاس ابو نہیں ہیں۔میرے پاس صرف آپ ہیں۔اور پلیز آپ اپنا خیال رکھیں ورنہ اللہ قسم میں یہی رہ جاؤں گئی واپس نہیں جاؤں گئی۔۔ عبیرہ منہ بناتے ہوئے بولی۔۔۔

پگلی تو جانے کی تیار کر میں وعدہ کرتی ہوں بالکل ٹینشن نہی لوں گئی۔۔خوش رہوں گی۔۔ نجمہ بیگم اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولیں۔۔۔

چلیں پھر میرے ساتھ باہر بیٹھیں۔باتیں کرتے ہیں۔گیارہ بجے تک ڈرائیور آجائے گا۔پھر مجھے نکلنا پڑے گا۔۔ عبیرہ انہیں اپنے ساتھ لے کر باہر اگئی۔۔۔دونوں ماں بیٹی نے کافی وقت ساتھ بتایا۔اور خوب باتیں

کیں۔۔دس بجے تک ایک میڈ بھی اگئی۔جو نجمہ بیگم کے ساتھ ہی رہنے والی تھی عبیرہ نے اسے سب سمجھا دیا۔۔

گیارہ بجے کے قریب ڈرائیور آگیا۔۔

امی ڈرائیور آگیا ہے مجھے جانا ہو گا۔۔۔عبیرہ بیگ باہر لاتے ہوئے بولی۔۔۔

نجمہ بیگم نے اسے سینے سے لگالیا۔وہ چادر لے کر باہر آئی تو فری اور رخشندہ خالہ بھی آ گئیں۔۔عبیرہ تینوں سے ملی۔۔

فری اور رخشندہ خالہ آپ دونوں پلیز امی کا خیال رکھیے گا۔۔اگر عمیر کی طبعیت خراب نا ہوتی تو میں کچھ دن اور رکتی۔پر اب مجھے جانا پڑے گا۔۔عبیرہ ان سے ملتے ہوئے بولی۔۔

تم اپنا خیال رکھنا اور کسی قسم کی ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔فری نے اسے سمجھایا۔۔جو عبیرہ کو سمجھ آ گیا وہ فاہد کی بات کر رہی تھی۔۔۔

عبیرہ ان سے مل کر گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔ڈرائیور نے گاری چلادی۔۔ عبیرہ شیشہ نیچے کیے ہاتھ باہر نکال کر بائے کرنے لگی۔۔۔جب سب اسکی نظروں سے اُجھل ہوئے تو وہ اپنا چہرہ اندر کر گئی۔اور اپنی آنکھوں میں آئے آنسوں صاف کیے۔۔۔۔

****

آج نور اکیلی سکول گئی تھی۔ عمیر کا بخار کچھ کم ہوا۔ شہریار نے آفس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔وہ عمیر کو گھر میں اکیلا چھوڑ کر کیسے جا سکتا تھا۔۔۔

نور دو بجے کے قریب گھر آئی تو شہریار اسے عمیر کا خیال رکھنے کا کہ کر خود آفس آگیا۔۔۔اسے عبیرہ کے آنے کا پتہ نہیں تھا۔۔وہ عمیر کو لے کر پریشان تھا اس چکر میں اس نے ڈرائیور کا مس ہونا بھی نوٹ نا کیا۔۔۔

نور عمیر کے کمرے میں آئی تو وہ سویا ہوا تھا۔وہ خود باہر آ کر ٹیوی لگا کر بیٹھ گئی۔وہ کارٹون دیکھنے لگی۔۔۔

چار بجے کے قریب عبیرہ گھر پہنچی۔وہ گاڑی سے سامان نکال کر اندر آئی۔۔نور منہ بنا کر چینل چینج کر رہی تھی۔۔

نور عبیرہ نے اسے پکارہ۔

ماماما نور عبیرہ کی آواز سن کر بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی۔۔ عبیرہ نے جھٹ سے اسے گلے سے لگالیا۔۔اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

اچھاہوا آپ آگئیں۔پتہ میں نے آپ کو کتنا مس کیا۔۔وہ عبیرہ کے گال پر کس کرتے ہوئے بولی۔۔۔

میں نے بھی بہت مس کیا۔۔ عمیر کہاں ہے اس کا بخار اترا۔۔ عبیرہ نے پریشانی سے پوچھا۔

وہ کمرے میں سویا ہوا ہے۔نور بولی تبھی عمیر کے رونے کی آواز آئی۔ عبیرہ اپنی چادر اتار کر صوفے پر رکھتے ہوئے نور کو لیے ان دونون کے کمرے میں آگیی۔ جہاں عمیر بیڈ پر بیٹھارورہا تھا۔۔

عمیر میرے بچے عبیرہ نے اسے جلدی سے اُٹھایا۔اس کا بخار کم تو تھا پر اس کو کمزوری بہت تھی۔۔ عبیرہ اسے لیے باہر آئی۔۔اور اسے چپ کروانے لگی۔۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ چپ ہو گیا۔۔

آپ ہمیں چھوڑ کر چلین گئیں تھیں۔۔وہ منہ بنا کر ناراض لہجے میں بولا۔۔

Urdu Novels Ghar

ایم سوری اب سے نہیں جاؤن گی۔۔اگر گئی بھی تو اپنے یہ دوانمول بچوں کو لے کر جاؤں گئی۔۔عبیرہ دونوں کو ساتھ لگاتے ہوئے بولی۔۔

ماما آپ ہمین لے جاتیں ویسے بھی مجھے گاؤں دیکھنے کا اتنا شوق ہے۔نور بولی۔۔۔

اچھاجی لے جاؤں گی۔پہلے یہ بتاؤ آپ دونون گھر پر اکیلے ہو بابا کہاں ہے۔۔عبیرہ نے شہریار کے بارے میں پوچھا۔۔

وہ تو دوپہر میں آفس چلے گے۔۔میں نے کچھ کھایا بھی نہیں۔۔نور منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔

چلو پھر تم دونوں ٹیوی دیکھو میں جلدی سے کچھ بنالیتی ہوں۔۔عبیرہ ان دونوں کو صوفے پر بیٹھا کر کیچن میں آئی۔۔

وہان کی حالت دیکھ کر اسے غش آئے۔۔سارا کیچن گندہ تھا۔اتنے سارے برتن پڑے ہوئے تھے۔۔اس نے جب غور کیا تو گھر سارا اسے کافی گندہ لگا۔

اف اللہ دو دن میں گھر کو کباڑ خانہ بنا دیا۔۔عبیرہ اپنے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔

پہلے ان دونون کو کچھ کھانے کے لیے دیتی ہوں پھر صفائی شروع کروں گئی۔۔ عبیرہ جلدی سے سوپ بنانے لگی۔۔۔سوپ بنا کر ان دونوں کو پلایا۔۔ عمیر کو دوائی دے کر سلا دیا۔۔ ار خود کیچن میں گھس گئی۔۔ایک گھنٹے کی محنت کے بعد سارا کیچن صاف کیا۔۔نور پاس بیٹھی باتیں سنا رہی تھی۔۔ جیسے عبیرہ مسکراتے ہوئے سن رہی تھی۔اور ساتھ میں جواب دے رہی تھی۔۔۔

اس کے بعد گھر کی تھوڑی بہت صفائی کی۔اور اب نور اور وہ دونوں کیچن میں گھسیں کھانا بنا رہیں تھی۔

عبیرہ بریانی کے ساتھ کسٹڑ بنا رہی تھی۔وہ ہنستے ہوئے نور سے باتیں کر رہی تھی ساتھ میں بریانی کا مثالہ بنا رہی تھی۔۔رات کے آٹھ بج چکے تھے۔۔۔وہ دونوں آپس میں مگن تھیں۔۔۔

شہریار ایک ہاتھ میں آفس بیگ لیے اور دوسری ہاتھ میں کوٹ پکڑے گھر کے اندر داخل ہوا۔۔وہ ایک دم ٹھٹکا سامنے اسے گھر بہت صاف ستھرا نظر آیا۔۔ تبھی اسے نور کی ہنسنے کی آواز آئی۔۔وہ چلتا ہوا کیچن میں آیا۔ وہاں پر کھڑے وجود کو دیکھ کر اسے کافی حیرانگی ہوئی۔۔اور حیرانگی کے ساتھ ساتھ اس کو ایک سکون سا محسوس ہوا۔۔۔

عبیرہ ہنستے ہوئے پلٹی۔نور کسی بات پر کھکھلا رہی تھی۔وہ جیسے ہی پلٹی سامنے دروازے میں کھڑے شہریار کو دیکھ کر وہ چپ ہو گئی۔۔۔

شہریار کو اسے دیکھ کر اپنے اندر سکون اترتا ہوا محسوس ہوا۔وہ اسے دیکھے جا رہا تھا۔۔عبیرہ کنفیوز سی واپس پلٹی۔۔۔

۔۔تم کب آئی۔۔وہ اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے بولا۔۔

چار بجے کے قریب آئی تھی۔۔میں نے صبح ہی ڈرائیور کو بلا لیا تھا۔۔

تم مجھے بلا لیتی میں خود لینے آجاتا۔۔شہریار بے خود ہو کر بولا۔۔

مجھے لگا آپ مصروف ہوں گے۔۔خیر مصروف تو اب بھی ہیں گھر میں عمیر کی طبعیت اتنی خراب تھی۔اور آپ دونوں معصوم بچوں کو گھر مین چھوڑ کر خود آفس چلے گے۔۔اور دوسری بات آپ نے انہیں دو دن کیا کھلایا ہے میں نے سب دیکھ لیا۔۔مجھے سوائے پیزے اور برگر کے ریپر کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔۔اسی وجہ سے میرا بچہ بیمار ہو گیا۔۔عبیرہ غصے سے بولی۔۔

شہریار حیران سا اس کا لہجہ نوٹ کر رہا تھا۔۔

اگر اتنی فکر تھی تو اپنے بچوں کو ساتھ لے کر جاتی۔خود تو مل کر بھی نہیں گئی تھی۔۔شہریار بھی اسی ٹون میں بولا۔۔۔

مجھے لگا آپ لے کر جانے نہیں دیں گے اسی لیے نہیں کر گئی ورنہ کبھی چھوڑ کر نا جاتی۔عبیرہ بھی آگے سے بولی۔۔

شہریار کو اسکی باتیں بری نہیں لگ رہیں تھی باکہ وہ اس کا یوں بیویوں والا انداز دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔۔اسے اس کا یہ روپ اچھا لگا۔۔

اب آپ کھڑے کھڑے وقت ضائع مت کریں اور جا کر فریش ہو جائیں بس آدھے گھنٹے میں کھانا بن جائے گا عبیرہ چیمچ کو ہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار اگنور کرتا کمرے میں آگیا۔۔۔

اس کے جانے کے بعد عبیرہ نے اپنے آپ کو سھنمبالا۔۔

کہی ان کو برا نا لگ گیا ہو۔۔ اگر لگ بھی جائے تو کیا میں کوئی ڈرتی ہوں۔ اور ایک بھی بات غلط نہیں بولی۔۔ وہ۔ خود سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔۔۔۔

نو بجے کے قریب سب نے مل کر کھانا کھایا۔۔۔ عمیر اب کافی فریش لگ رہا تھا۔۔۔

عبیرہ دونوں کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھیلا رہی تھی۔۔ شہریار ان تینوں کو دیکھ کر مسکرا دیا۔۔ اب اسے یہ فیملی پرفیکٹ لگ رہی تھی۔ دو دن سے جو چیز اسے ادھوری لگ رہی تھی۔۔ وہ عبیرہ کا اس گھر میں نا ہونا تھا۔۔ تبھی اسے فرحان صاحب کی بات یاد آئی۔۔

شہریار بیٹا گھر میں عورت کا وجود ہونا بہت ضروری ہوتا ہے۔۔۔ ورنہ گھر سُونا سُونا لگتا ہے۔ اور آج شہریار کو یہ بات سمجھ آ گئی تھی۔۔۔

عبیرہ نے اس کی طرف دیکھا تو اسے یوں مسکراتے ہوئے دیکھ کر اس نے نظریں نیچیں کر لیں۔۔ آج اسے بھی شہریار میں بہت بدلاؤ نظر آیا۔۔۔۔

شہریار کھانا کھا کر کمرے میں آ گیا۔۔ عبیرہ نے بچوں کو ٹیوی لگا کر دیا۔۔۔ عمیر اب بالکل ٹھیک ہو چکا تھا۔۔ سب کام ختم کر کے وہ کمرے میں آئی۔اور کل کے لیے کپڑے نکالنے لگی۔کل اس کا یونی میں پہلا دن تھا۔

شہریار بیڈ پر بیٹھ کر کام کرنے میں مصروف تھا۔پر اس کی نظر بھٹک بھٹک کر عبیرہ پر جا رہی تھی۔۔۔ وہ آج صاف بات کرنا چاہتا تھا۔یا یوں کہو اپنا رشتہ کو نیا موڑ دینا چاہتا تھا۔۔

شہریار آپ کل مجھے یونی چھوڑ دیں گے۔میں واپسی پر آ جاؤں گئی۔۔بس رستے کی سمجھ لگ جائے تو لو کل چلی جایا کروں گئی۔وہ مصروف انداز میں بولی۔۔۔

یہاں آؤ۔شہریار لیپ ٹاپ کو ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

عبیرہ کے ہاتھ کام کرتے ایک پل کے لیے روکے۔۔اس نے ہاتھ میں پکڑا سوٹ صوفے پر رکھا اور اس کے پاس آ کر کھڑی ہوئی۔۔

جی کیا ہوا؟کافی لاؤ۔۔اسے لگا شائد کافی منگوانی ہو۔۔۔
بیٹھو ادھر شہریار نے بازو سے پکڑ کر اسے بیٹھایا۔۔۔

وہ ایک پل کو گھبرا گئی۔۔۔اپنی گھبراہٹ پر قابو پا کر اس نے شہریار کی طرف دیکھا۔۔۔

سمجھ نہیں آرہا بات کہاں سے شروع کروں۔جانتا ہوں تمہارا اور میرا رشتہ کبھی ایسی منزل پر نہیں آیا جہاں ہم دونوں کھل کر بات کرسکیں۔۔لیکن اب شائد ہمیں میچور انسانوں کی طرح فیصلہ لے لینا چاہیے۔۔۔شہریار کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیسے بات کرے۔۔۔۔

عبیرہ کا دل ایک دم دھڑکا۔۔اسے لگا شائد وہ اسے طلاق دینے کی بات کرے گا۔۔یا دوسری شادی کی بات ہو گئی

ایسی کیا بات ہے جو آپ اتنی لمبی تمہید باندھ رہے ہیں۔وہ اپنے ڈر پر قابو پاتے ہوئے بولی۔

عبیرہ مجھے زیادہ گھوما پھیرا کر بات کرنا نہیں آتی۔مجھے لگتا ہے ہمیں اس رشتے کو موقع دینا چاہیے۔ہمیں ایک دوسرے کو اپنا لینا چاہیے۔وہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

عبیرہ حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔وہ آج اس کی سوچ کے بالکل برعکس بولا تھا۔۔

جانتا ہوں تمہارے لیے یہ سب اتنا آسان نہیں ہو گا۔ جس دن سے تم اس گھر میں آئی ہو میں صرف تمہیں دھدکار، ہی ہے۔۔۔ کبھی تمہیں عزت نہیں دی۔ ہر وقت صرف تمہیں بے عزت ہی کیا۔۔ لیکن پتہ نہیں کچھ دنوں سے کیا ہو گیا ہے۔ مجھے تمہاری کمی کھلنے لگی ہے۔۔ تمہاری فکر رہتی ہے۔۔۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ مجھے تم سے اندھی دھند محبت ہو گئی ہے۔۔ ہاں اتنا ضرور کہوں گا مجھے تمہاری عادت ہو گئی ہے۔۔

اور کہتے ہیں محبت سے زیادہ جان لیوا عادت ہوتی ہے۔ وہ اس کی آنکھوں میں اپنی گہری آنکھیں ڈالے سہر زرہ الفاظ بول رہا تھا۔۔۔

اور عبیرہ دم سادھے اس کے الفاظوں کو سن رہی تھی۔۔۔

عبیرہ مجھے تمہاری سادگی، تمارے منفرد انداز، اور تمہارے پاک اور صاف دل نے تماری طرف متوجہ ہونے کیا۔ تمہارا میرے بچوں کو بے حد خلوص سے اپنانا انہیں مجھ سے بھی کئی حد زیادہ پیار اکرنا مجھے تمہاری طرف راغب کر گیا۔۔۔ وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

وہ میرے بھی بچے ہیں۔۔۔ عبیرہ بے ساختہ بولی۔۔

شہریار اس کے بے ساختہ کہنے پر مسکرا دیا۔۔۔

میں اپنے آج تک کیے گے سارے غلط رویوں کے لیے مافعی مانگتا ہوں۔۔ کیا تم مجھے اور بچوں کو اپنانے کے لیے تیار ہو کیا تم میری زندگی کو خوبصورت بناؤ گئی۔۔۔ وہ بولا۔۔ پر آگے سے عبیرہ خاموش تھی۔۔ اس کے دماغ میں ہر وہ بات دوڑ رہی تھی۔ جو آج تک اس کے ساتھ ہوئی تھی۔۔۔

کوئی بات نہیں میں فورس نہیں کروں گا۔۔ جانتا ہوں میرا غلط رویہ بھولنے کے قابل نہیں۔ اس کے لیے تم مجھے جو بھی سزا دو گئی مجھے وہ منظور ہے۔ اور اس سوال کا جواب دینے کے لیے جتنا بھی وقت چاہیے میں تمہیں دیتا ہوں۔ اس کے بعد جو بھی تمہارا فیصلہ ہو گا مجھے وہ منظور ہو گا۔۔۔ تم اگر چاہو گئی تو طلاق بھی دے دوں گا شہر یار ایک پل رک کر بولا۔۔۔۔

عبیرہ کی دھڑکنیں طلاق کے نام پر رُک سی گئیں۔۔
اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی۔ تبھی دروازہ کھول کر عمیر اور نور بھاگتے ہوئے اندر آئے اور فوراً بیڈ پر چڑھ گے۔۔ عبیرہ نے ایک دم ہاتھ چھڑوائے۔۔

بابا یہ بہت گندہ ہے نیچے ڈراونی فلم لگا کر بیٹھا تھا۔ میں نے بہت بولا بدلو لیکن یہ وہی لگا کر بیٹھ گیا۔۔

ہاہاہا اور ماما میں نے اسے ہاؤ کر کے ڈرایا تو یہ ڈر کر بھاگ گئی۔ عمیر ہنستے ہوئے اپنی کارستانی بتانے لگا۔۔۔

اس میں اتنی بری چڑیل تھی۔۔جو سب کو مار رہی تھی۔نور ڈرے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

شیطان کہی کے تم نے میری پرنسس کو ڈرا دیا۔شہریار نے عمیر کے سر پر تھپر مارتے ہوئے کہا۔اور نور کو گود میں لے لیا۔۔۔

بابا میری ٹیم میں ہیں۔اب تمہیں روز ڈانٹ پڑے گئ۔۔وہی بیٹھے نور عمیر جو چڑاتے ہوئے بولی۔۔۔

میری ٹیم میں ماما ہیں۔اگر بابا مجھے ڈانٹیں گے تو ماما انہیں ڈانیٹیں گی۔۔بولو ماما آپ ڈانٹو گئی نا۔۔عمیر عبیرہ کی گود میں بیٹھتے ہوئے بولا۔عبیرہ سٹپٹا گئی۔۔

بولو نا۔۔عمیر پھر بولا۔

ہاں ڈانٹوں گئی۔اب چلو تم دونوں سو جاؤ۔کل صبح سکول بھی تو جانا ہے اگر لیٹ سوئے تو صبح لیٹ ہو جائے گئی عبیرہ جلدی جلدی بول کر جان چھڑواتے ہوئے انداز میں بولی۔اور دونوں کو لے کر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

شہریار نے لمبا سانس لے کر خود کو پر سکون کیا۔ آج ساری باتیں کر کے وہ اچھا محسوس کر رہا تھا اب نا جانے عبیرہ کیا فیصلہ کرنے والی تھی۔۔۔

کافی دیر بعد وہ بچوں کو سُلا کر اندر کمرے میں آئی تو شہریار لیمپ جلا کر لحاف لیے سو رہا تھا۔
کب سے شہریار کی باتیں اس کے دماغ میں گھوم رہیں تھیں۔۔وہی سوچتے سوچتے وہ صوفے پر آکر لیٹ گئی۔۔

****

اگلی صبح وہ سب ناشتہ کر کے شہریار کی گاڑی میں بیٹھے۔

عمیر اور نور کو سکول چھوڑ کر شہریار نے گاڑی عبیرہ کی یونی کی طرف موڑلی۔۔

عبیرہ خاموشی سے کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔۔

تھوڑی دیر بعد گاڑی یونی کے قریب آکر رُکی۔وہ باہر نکلنے جب شہریار نے پکارا۔۔

عبیرہ یہ رکھ لو کام آسکتے ہیں۔میں نے ساری فارمیلٹیز پوری کر دیں ہیں۔شہریار پانچ پانچ ہزار کے چار پانچ نوٹ نکال کر عبیرہ کی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔۔

Urdu Novels Ghar

مجھے ان کی ضرورت نہیں میرے پاس پیسے ہیں وہ عام سے لہجے میں بولی۔۔۔

بیوی ہونے کے ناطے تمہارا حق میری ہر چیز پر ہے۔۔ یہ رکھ لو میں اپنا فرض پورا کر رہا ہوں۔ واپسی پر میں ہی لینے آؤں گا لوکل آنے کی ضرورت نہیں۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔ اور پیسے اس کے ہاتھ میں رکھ دیے۔۔۔

عبیرہ خاموش نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔ بنا کچھ بولے وہ باہر نکلی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ یونی میں داخل ہو گئی۔۔۔۔

شہریار نے جب دیکھا وہ یونی میں داخل ہو چکی ہے اس نے گاڑی آگے بڑھا دی۔

میں عبیرہ کی ذات سے کتنا غافل تھا۔ اللہ پاک نے اسے میری ذمہ داری بنایا تھا۔ اور میں صرف اپنے ماضی میں ہی کھویا رہا۔۔ کبھی اس سے یہ نہیں پوچھا اسے کسی چیز کی ضرورت ہے۔۔۔ وہ خود کو قصوار ٹھراتے ہوئے بولا۔۔۔

****

عبیرہ کلاس کا پتہ لگا کر وہاں آئی۔وہ کئی سالوں بعد اس طرح یونی ورسٹی آئی تھی۔آگے پڑھانا تو بس اس کا خواب ہی رہ گیا تھا۔وہ صرف خواب میں پڑھنے کا سوچ سکتی تھی پر آج حقیقت میں یوں کلاس روم میں بیٹھے اسے بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

ہائے کیا آپ مسسز شہریار ہیں۔تبھی اسے اپنے قریب سے کسی لڑکی کی آواز آئی۔۔۔

عبیرہ نے سر اُٹھا کر دیکھا تو چہرہ جانا پہچانا لگا۔۔

جی میں ہوں پر ایم سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔

ارے کوئی بات نہیں میں اپنا تعارف کروا دیتی ہوں۔میں ہوماہین حماد اور آپ میری پارٹی پر آئیں تھیں۔۔وہ چہکتے ہوئے بولی اور ہاتھ ملانے کے لیے آگے کیا۔۔۔

اُوہاں یاد آگیا عبیرہ نے بھی مسکراتے ہوئے ہاتھ ملا دیا۔۔۔

ٹھینگ گاڈ آپ کو یاد آ گیا ورنہ بہت ٹائم یاد کروانے میں ویسٹ ہو جاتا۔۔ چلو اب سے تم میری دوست وہ اسی کے ساتھ بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

عبیرہ کو حیرانگی ہوئی اتنی جلدی وہ دوست بھی بن گئی۔۔

ویسے مجھے تو یقین نہیں ہو رہا تم شادی شدہ ہو۔
ڈیڈ نے مجھے بہت کہا شادی کر لو شادی کر لو پر مجھے ابھی فل حال اس جھنجھٹ میں نہیں پڑنا۔۔ ویسے میں تمہیں تم بول رہی ہوں تو کوئی پرابلم تو نہیں۔ وہ سوالیہ انداز میں بولی۔۔۔

بالکل بھی نہیں تم مجھے تم بول سکتی ہو۔۔ اور ویسے میں 23 کی ہوں۔ تو اتنی چھوٹی تو نا ہوئی۔۔
عبیرہ کو اس سے باتیں کرنے میں مزہ آ رہا تھا۔۔

ویسے شہریار بھائی بہت اچھے ہیں وہ دو تین دفع
ہمارے گھر آ چکے ہیں وہ بہت سویٹ ہیں۔۔۔ انفیکٹ میری ان سے کافی اچھی دوستی ہو گئی ہے۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

عبیرہ کا دھیان سویٹ لفظ پر اٹک گیا۔

سویٹ اگر اسنے شہریار کو غصے والی حالت میں دیکھا تو جو ابھی سویت سویٹ بول رہی سب بھول جائے گئی عبیرہ سوچتے ہوئے دل مین مسکرائی۔۔۔

خیر چھوڑو۔ چلو کچھ کھاتے ہیں۔ بہت بھوک لگی ہے ماہی اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولی۔۔

میں نے ناشتہ کیا تھا۔۔ عبیرہ بولی۔۔

لیکن مین نے نہیں کیا اور دوست ہونے کے ناطے تمہیں میرے ساتھ جانا ہو گا۔ وہ عبیرہ کا ہاتھ پکڑ کر کینٹین لے گئی۔۔۔

سارا دن وہ عبیرہ کے ساتھ ہی رہی اور اسے اچھی خاصی کمپنی دی۔۔ شہریار نے پرسنلی ماہین کو کال کر کے عبیرہ کے متعلق بتایا تھا۔ ماہین نے عبیرہ کو ایک پل کے لیے بھی بور نہیں ہونے دیا۔۔۔

****

پیپرز تو بن چکے ہیں بس ان پر کسی بھی طریقے سے سائن لینا ہے۔ وہ بھی اس طرح کہ شہریار اسے پڑھے بھی نا اور سائن کر دے۔۔۔ نیلم پیپرز فاہد کو دیتے ہوئے بولی۔۔

ہے ایک طریقے جس سے سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گئی۔۔
جیسے میں بہت اچھا طریقے سے ہتھیار بنا کر یوز کروں گا۔وہ شیطانی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولا۔۔۔

تم بس بکواس کرتے رہنا یہ نا ہو ادھر ہم پلین بناتے رہین ادھر وہ عبیرہ کی بچی سارے گھر پر اور شہریار ہر قبضہ کر جائے۔شمائلہ غصے سے بولی۔۔۔

تو خود بھی کچھ کرو سب میرے اوپر پھینکا ہوا ہے۔اتنی ہمت ہے تو خود کیوں نہیں ان دونوں کا رشتہ خراب کرتی۔۔فاہد بھی جواباً غصے سے بھرپور لہجے میں بولا۔۔

ہاں کر لوں گئی۔۔تم سے تو بہتر ہی پلین کر سکتی ہوں۔۔۔

بس کرو تم دونوں آپس میں لڑنے سے کچھ نہیں ہو گا۔جب ہم تینوں کا مقصد ایک ہے تو یوں لڑنے سے کیا فائدہ ہم تینوں کو مل کر ایسا سولیڈ پلین بنانا
پڑے گا جس سے سب جلدی جلدی ہو جائے۔۔نیلم سوچتے ہوئے بولی۔۔۔

وہ تو ٹھیک ہے ابھی فل حال مین یہ پیپرز سائن کروانے کے لیے کچھ جُگاڑ لگاتا ہوں۔۔فاہد پیپرز لے کر اُٹھا اور کیفے سے باہر نکل گیا۔۔۔

مجھے تو یہ بے کار لگتا ہے بس لمبی لمبی چھوڑ رہا ہے۔۔اس کے علاوہ کچھ نہیں آتا۔۔شمائلہ نیلم سے بولی۔۔۔

تم میں صبر نہیں مجھے یقین ہے جلدی ہی ہم اپنے مقصد تک پہنچے گے۔۔۔۔۔

****

شہریار تینوں کو لے کر شاپنگ مال آ گیا۔۔
شہریار بچے تھکے ہوئے ہیں اوپر سے آپ شاپنگ کروانے لے آئے۔۔وہ کار سے نکلتے ہوئے بولی۔۔

نو ماما ہم بالکل نہیں تھکے اور مجھے تو بہت سارے ٹوائز لینے ہیں۔۔عمیر فوراً بولا۔۔

چلیں میڈم اندر چلتے ہیں۔شہریار انہیں لے کر مال کے اندر آ گیا۔۔۔

عبیرہ کبھی اتنے برے مال میں نہیں آئی تھی۔ابھی بھی وہ تھوڑی کنفیوز ہو رہی تھی۔۔۔

شہریار نے اس کا جھجھکنا نوٹ کیا تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور چلنے لگا۔۔۔

وہ انہیں لیے بچوں والی دکان میں آ گیا۔۔۔
عبیرہ ریلکیس ہو کر دونوں کے لیے کپڑے لے رہی تھی۔اس نے بہت سارے کپڑے پیک کروائے۔۔

شہریار انہیں لیے لیڈیز شاپ میں آیا۔
شہریار میرے پاس پہلے ہی بہت کپڑے ہیں۔ابھی مجھے کچھ نہیں چاہیے اور ویسے بھی یہ بہت مہنگے ہیں۔۔۔ عبیرہ اسکے قریب آ کر بولی۔جو ریک میں لگے کرتوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

تم کیسی بیوی ہو باقیوں کی بیویاں شوہروں کا سارا والٹ خالی کر دیتی ہیں اور ایک تم ہو اپنے ہی کپڑے لینے پر شرما رہی ہو۔۔۔ شہریار نے اسے ڈانٹا۔۔

تو ٹھیک ہے اب مت کہیے گا کتنا بل بنوا دیا ہے۔۔ عبیرہ غصے سے کہتی پلٹی اور کپڑے لینے لگی۔۔۔

شہریار مسکرا کر پلٹا اور عمیر کو لیے باہر آ گیا۔۔نور وہی عبیرہ کے پاس تھی۔۔۔ دونوں کپڑے پسند کر رہیں تھیں۔۔۔

شہریار عمیر کو لیے ٹوائیز کی دکان پر آیا اور عمیر کو بہت سارے ٹوائیز لے کر دینے لگا۔۔

وہ دونوں کھولنے لے رہے تھے۔۔ تبھی شہریار کو اپنے قریب سے آواز آئی۔۔

ارے واہ آج تو مجھے میرے بچے سے خدا نے ملوا ہی دیا۔۔ شہریار کو اپنے پیچھے سے نیلم کی آواز سنائی دی جو عمیر کی طرف دیکھ کر بولی۔ اور اسے اُٹھانے کے لیے آگے بڑھی۔۔۔

خبردار جو میرے بچے کے قریب بھی آئی۔ اپنی حد میں رہو۔۔۔ شہریار سخت لہجے میں بولا۔۔ اور عمیر کو گود مین اُٹھالیا۔۔

تم ایسا نہین کر سکتے یہ میرے بھی بچے ہیں ور ان سے ملنے کا پورا پورا حق ہے۔۔ وہ دوبارہ عمیر کو ہاتھ لگانے لگی۔۔۔

میں نے کہا نا خبردار جو قریب آئی۔۔ اور کس حق کی بات کر رہی ہو۔۔ یاد کرو۔۔ اپنی خواہشات کے لیے تم بچوں کی کسٹڈی مجھے دے چکی ہو۔ کیا ہوا اب خواہشات پوری ہو گئیں جو بچوں کی یاد آ گئی۔ شہریار طنزیہ انداز میں بولا۔۔

میں نے کہانا خبردار جو قریب آئی۔۔اور کس حق کی بات کررہی ہو۔۔یاد کرو۔۔اپنی خواہشات کے لیے تم بچوں کی کسٹڈی مجھے دے چکی ہو۔کیا ہوا اب خواہشات پوری ہو گئیں جو بچوں کی یاد آگئی۔شہریار طنزیہ انداز میں بولا۔۔

تم شائد بھول رہے ہو شہریار کسٹڈی میں لکھا ہے میں اپنے بچوں سے مہینے میں ایک بار مل سکتی ہوں آخر کو ماں ہوں۔وہ کچھ یاد دیلاتے ہوئے بولی۔۔۔

اگر اتنی ہی فکر ہوتی تو معصوم بچوں کو چھوڑ کرنا جاتی۔۔میں نہیں چاہتا یہاں بھرے بازار میں تماشا لگے۔تو دفع ہو جاؤ۔۔شہریار اپنی آواز کو بہ مشکل آہستہ کرتے ہوئے غصے سے بولا۔۔۔عمیر پریشان سا سب دیکھ رہا تھا۔۔۔

مسٹر شہریار زیادہ اُڑو مت۔میں اگر لینے پر آئی تو اپنے بچے عدالت کے ذریعے لے لوں گئی۔اور تم روک بھی نہیں پاؤ گے۔۔۔۔

تم کرلو جو کرنا ہے۔۔شہریار کہ کر عمیر کو لے کر دوسری شاپ کی طرف چلا گیا۔۔۔

اب تو چیلنج بن گیا ہے۔اب میں پراپرٹی اور بچے دونوں تم سے چھین لوں گئی۔نیلم اپنے پاوچ سے موبائل نکال کر کسی کو فون ملاتی مال سے نکل گئی۔۔

شہریار عمیر کو لیے عبیرہ کے پاس آیا۔ عمیر کافی سہما ہوا تھا۔

ماماوہ جلدی سے عبیرہ کو پکارتا اس کی گود میں چلا گیا۔۔

کیا ہوا عمیر عبیرہ اسکا چہرہ اپنی طرف کرتے ہوئے
پوچھا۔ وہ دوبارہ عبیرہ کے گلے لگ گیا۔۔

شہریار دونوں بچے بہت تھک چکے ہیں۔ ویسے بھی بہت شاپنگ ہو گئی۔ چلیں گھر چلتے ہیں۔ عبیرہ عمیر کے بالوں کو سہلاتے ہوئے بولی۔۔۔

پہلے کچھ کھالیتے ہیں پھر گھر چلیں گے۔ شہریار اپنا ماتھا مسلتے ہوئے بولا۔۔ اور نور کو اُٹھا کر بل پے کر کے سارے شاپنگ بیگز گاڑی میں رکھے اور گاڑی کو ریسٹورینٹ کی طرف موڑ دیا۔۔۔

کھانا کھا کر وہ شام پانچ بجے تک گھر واپس آئے۔۔
نور اور عمیر تو فریش ہو کر اپنی کتابیں لے کر بیٹھ گے۔۔۔ شہریار دوبارہ آفس چلا گیا۔

نو بجے کے قریب شہریار گھر آیا۔۔ سب نے مل کر ڈنر کیا۔ عبیرہ نے نور اور عمیر کو سُلا دیا۔ اور خود کیچن کے کام کرنے لگی۔۔۔

وہ کیچن کی کھڑکی سے باہر گارڈن میں دیکھ رہی تھی جہاں شہریار لوہے جے بنے جھولے پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ پریشان نظر آ رہا تھا۔۔۔

عبیرہ دو کپ کافی بنا کر گارڈن میں آ گئی۔

کافی اس نے کافی کا مگ شہریار کے آگے کیا۔۔۔

تمہیں پتہ چل جاتا ہے مجھے کب کیا چاہیے۔۔ شہریار مسکرا کر کپ اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے بولا۔۔

بیوی ہوں پتہ کیوں نہیں چلے گا عبیرہ اس کے برابر میں بیٹھتے ہوئے بولی۔۔

ہاہا چلیں بیوی جی شکریہ وہ کافی کا مگ اوپر کرتے ہوئے بولا۔ عبیرہ نے اسے بہت کم مسکراتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

آپ جب سے شاپنگ سے آئے ہیں تب سے میں نوٹ کر رہی ہوں آپ کچھ پریشان ہیں۔ کیا بات ہے؟

ویسے اللہ نے بیوی کے اندر ایسا کون سا ٹریسر فٹ کیا ہوا ہے جس سے اسے شوہر کے دماغ میں کیا چل رہا ہے وہ پتہ چل جاتا ہے۔۔ شہریار شرارتی انداز میں بولا۔۔۔

اب اس کا مجھے نہیں پتہ آپ کو بتانا ہے تو بتادیں ورنہ رہنے دیں۔وہ سادہ انداز میں بولی۔۔۔

ہمممم آج شاپنگ مال میں نیلم ملی تھی۔۔وہ لمبا سانس لے کر بولا۔۔۔

عبیرہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اچھا کیا بولا عبیرہ نے پوچھا۔۔

کہتی ہے تم سے تمہارے بچے چھین لوں گئی۔شہریار اوپر آسمان کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

واٹ لیکن وہ تو خود چھوڑ کر گئی تھی نا تو ایسے کیسے وہ چھین سکتی ہے۔بالکل بھی نہیں میں بچوں کو کہی نہیں جانے دونوں گئی میں اس نیلم کا سر پھاڑ دوں گئی۔۔۔وہ روندھے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔یہ سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی عمیر اور نور کہی اس سے چھن نا جائیں۔۔

ریلکس عبیرہ ایسا کچھ نہیں ہونے والا۔۔۔وہ ایسا کر بھی نہیں سکتی اگر اس نے دوبارہ کیس اوپن کرنے کی کوشش کی بھی تو بھی اس کا کیس بہت کمزور ہے۔شہریار عبیرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

میں تو پریشان اس لیے ہوں اگر کیس دوبارہ اوپن ہوا تو بچوں کو بہت سفر کرنا پڑے گا۔۔ان کو دوبارہ سے عدالت کے چکر اور طرح طرح کی باتین سنی پڑیں گئ۔شہریار نے اپنی اصل پریشانی بتائی۔۔

اگر اسے پتہ ہے کہ اس کا کیس اتنا کمزور ہے تو مجھے نہیں لگتا وہ کیس کو دوبارہ اوپن کروانی کی بے وقوفی دوبارہ کرے گی۔۔عبیرہ سوچتے ہوئے بولی۔۔

اور ویسے بھی اوپن کر بھی لے تب بھی بچ
ے ہمارے پاس رہیں گے۔تم نے ان مہینوں میں اتنا پیار ان دنون کو دے دیا ہے جو شائد میں پوری زندگی نا دے پاتا۔ویسے ایک بات بتاؤ تم اتنی پیاری کیسی ہو۔میرے اتنے بُرے سلوک پر بھی تم نے بچوں کے پیار میں زرا برابر کمی نہین لائی۔۔شہریار اس کا دھیان بٹانا چاہتا تھا۔

مین یہ نہین کہوں گئ کہ مجھے آپ کا رویہ برا نہیں لگتا تھا۔انفیکٹ مجھے آپ کی باتوں میں ایک ڈرا سہما سا انسان نظر آتا تھا۔جو اپنے غصے میں اپنا ڈر چھپا کر رکھتا ہے۔جیسے ہمیشہ کسی اپنے قریبی کے کھو جانے کا ڈر لگا رہتا تھا۔

آپ نے ہمیشہ مجھے انسلٹ کیا۔ کیونکہ اپ کو ڈر تھا کہی میں بچوں کے ساتھ ساتھ آپ کے دل پر بھی راج نا کر جاؤ۔ عبیرہ کافی پیتے ہوئے مسکراتے ہوئے بولی۔ شہر یار بس اسے دیکھتا رہ گیا۔۔۔

صیح سمجھی تمہین پتہ ہے نیلم میری زندگی کی سب سے بری غلطی تھی۔ میں نے اسے بے انتہا محبت دی۔۔ ہماری پسند کی شادی تھی۔ میں نے اسے زندگی کی ہر آشائش دی۔ میری اتنی محبت کو ایک پل مین روندھ کر وہ برے آرام سے مجھے اور بچوں کو چھوڑ کر چلی گئی۔۔ تمہیں پتہ ہے یہ عمیر اور نور سارا سارا دن روتے رہتے تھے۔ ان دونون کو اگر کسی نے سھنمبالا ہے تو وہ صرف پاپا اور خالہ ہیں۔۔ ان دونوں کی وجہ سے دونوں سھنمبلے ہیں۔ شہر یار آج اپنے دل کی وہ باتیں کر رہا تھا جو آج تک اس کے دل مین دفن تھیں۔۔ عبیرہ بہت غور سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔ اس کے اندر چھپے درد کو محسوس کر رہی تھی۔۔

تم سے اسطرح کے سلوک کی وجہ یہ ہی تھی کل کو اگر تم بھی اسکی طرح دھوکہ دے کر چلی جاتی تو اس دفع نا تو میں سھنمبل پاتا نا عمیر اور نور لیکن تم نے مجھے غلط ثابت کیا۔ مجھے اس بات کو ماننے پر مجبور کر دیا دنیا میں لڑکی نیلم جیسی خود غرض ناشکری دھوکے باز نہیں ہوتی۔ باالکہ کچھ لڑکیاں تمہاری طرح مخلص، بے انتہا محبت پھیلانے والی اور دوسروں کے دلوں کو فتح کر لینے والی بھی ہوتی ہیں۔ شہر یار اسے اپنی انکھوں میں بسائے بول رہا تھا۔ اس کا ہر لفظ عبیرہ کو اپنے دل کی گہرائیوں میں اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔۔

اگر تمہیں میرے الفاظوں پر یقین آرہا ہے تو کیا تم مجھے آج تک کے ہر فعل کے لیے معاف کروگئ؟ شہریار اپنا کافی کا کپ جس میں کافی کب کی ٹھنڈی ہو چکی تھی اسے ایک طرف دکھ کر مکمل عبیرہ کی طرف مُڑا۔۔۔

کروں گئ لیکن میری کچھ دو شرطیں ہیں۔ عبیرہ لڑکھراتے ہوئے لہجے مین بولی۔۔ کہی وہ دوبارہ سے غصہ نا ہو جائے۔۔

بولو۔۔۔۔۔

پہلی شرط ہے آپ کو ہر روز مجھے اور بچوں کو دو گھنٹے دینے پڑیں گے۔

اوکے مائی لوڈ ضرور دوں گا۔۔ شہریار اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔

اور دوسری شرط یہ ہے کہ زندگی میں ہمارے ساتھ کچھ بھی ہو جائے کتنی بھی مشکلات آجائیں آپ صرف اور صرف مجھ پر یقین کریں گے۔ اور کبھی بھی مجھے نہیں چھوڑیں گے۔ عبیرہ نے اپنی سب سے بری شرط بتائی۔۔۔

ایک پاک اور مظبوط رشتے کی پہلی سیڑھی ہی اعتماد اور یقین ہوتی ہے۔۔میں وعدہ کرتا ہوں ہمارے رشتے میں اس چیز کی کبھی کمی نہیں آئے گی۔ لیکن تمہین بھی ایک بات کا خیال رکھنا پڑے گا۔۔ کبھی زندگی میں مجھ سے جھوٹ مت بولنا۔ شہریار نے کہا تو ایک پل کے لیے وہ چپ ہو گئی۔

ایک پل کے لیے اس کا دل کیا شہریار کو فاہد کے بارے میں سب بتا دے پر وہ چپ رہ۔گئی۔۔ ابھی تو ان دونوں کے رشتے میں بہتری ہوئی تھی کیسے وہ پھر سے سب بیگاڑ سکتی تھی۔۔

اوکے کبھی کچھ نہیں چھپاؤں گئی۔وہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

چلو شکر ہے میری بیگم مان گئی۔۔ شہریار مسکرایا۔۔۔
شکر کریں مان گئی ہوں ورنہ مجھے منانا اتنا آسان نہیں ہے وہ اکڑتے ہوئے۔۔۔

ہاہا شہریار کھل کر ہنس دیا۔ عبیرہ نے دل میں اس کی ہنسی اسے طرح برقرار رہنے کی دعا کی۔

آج ان دونون کے درمیان سب ٹھیک تو ہو گیا تھا پر کون جانے جو اتنے وعدے کیے تھے وہ پورے بھی ہو پائیں گے یا نہیں۔۔

****

اگلی صبح جب وہ اُٹھی تو اس کی نظر شہریار پر پڑی جو کہ بیڈ کی دوسری طرف سویا ہوا تھا اس کا رخ عبیرہ کی طرف تھا۔۔

عبیرہ مسکراتے ہوئے اُٹھی۔اور واشروم میں گھس گئی۔۔ فریش ہو کر وضو کیا اور جائے نماز بیچھائی۔۔

نماز پڑ کر اپنے ہاتھوں کو دعا کی نیت سے اُٹھایا۔۔

یا اللہ تیری یہ بندی تیرا شکر ادا کرتی ہے۔یا اللہ ہم دونون نے دل سے اس رشتے کو قبول کر لیا۔۔بس اب تو اس رشتے میں برکت پیدا فرما۔ہم دونوں کے دلوں مین ایک دوسرے کے لیے بے انتہا محبت پیدا کر دے۔۔مجھے اتنی ہمت دینا کہ میں ان سب کو جوڑ کر رکھ سکوں۔۔۔عبیرہ مگن سے اپنے رب سے باتیں کر رہی تھی۔۔دعا پوری کر کے اس نے جائے نماز کو سمیٹا اور کبڈ میں رکھا۔۔اور خود بچوں کے کمرے کی طرف آ گئی۔۔

شہریار کی انکھ کھولی تو کمرے میں عبیرہ نہین تحی اور نیچے سے بچوں کی اور اس کی ملی جُلی آوازیں آ رہیں تھیں۔۔

وہ نہا کر آفس کے لیے تیار ہوا اور نیچے چلا آیا۔۔

جہاں عبیرہ جلدی سے ہاتھ چلاتی ناشتہ بنا کر دے رہی تھی۔۔

واؤاج توپراٹھے بنے ہیں۔ کیوں پرنسس شہریار نور کو اپنی گود میں لے کر کرسی پر بیٹھا۔

عمیر تم کھا کیوں نہیں رہے جلدی سے کھا دیر ہو رہی ہے عبیرہ اسے ڈانٹتے ہوئے بولی۔۔

وہ منہ بنا کر کھانے لگا۔۔ اسے پڑاٹھے بالکل پسند نہیں تھے۔

تم بھی کھا لو یونی نہیں جانا شہریار عبیرہ کو کرسی پر بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔

جانا ہے۔ ان دونوں نے لیٹ کروادی۔۔ کب کی اُٹھا رہی تھی۔ پر دونوں جب رات کو دیر سے سوئیں گے تو صبح کیسے اُٹھیں گے۔۔ عبیرہ جلدی جلدی پڑاٹھا کھانے لگی اور ساتھ میں زبردستی عمیر کو بھی کھلانے لگی۔۔ جو وہ منہ بسور بسور کر کھا رہا تھا۔۔

افرا تفری میں ناشتہ کیا اور جلدی سے تیار ہو کر وہ نیچے گاڑی میں آکر بیٹھی جہاں شہریار نور اور عمیر کے ساتھ پہلے سے انتظار کر رہا تھا۔۔

تم دونوں لنچ فنش کرنا ورنہ میں آج میکرونی نہیں بناؤں گئی۔۔ عبیرہ نے دونوں کو دھمکی دی۔۔۔ وہ جانتی تھی یہ دھمکی کام آجائے گئی۔۔۔

شہریار نے عمیر اور نور کو سکول چھوڑا اور گاڑی یونی کی طرف گھوما دی۔۔

کیا ہو گیا بیگم صبح صبح اتنی پریشان کیوں؟ شہریار نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔۔

سر نے آسائمنٹ دی تھی اور میں بنانا بھول گئی۔وہ منہ پھولا کر بولی۔۔

ہاہاہاہا تم بھی نا یونی جا کر بنا لینا شہریار ہنستے ہوئے بولا۔۔

پتہ نہیں کوشش کروں گئی۔۔اسی طرح باتوں باتوں مین یونی اگئی۔عبیرہ بھاگتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔شہریار بے گاڑی آفس کی طرف موڑلی۔۔۔

****

دوپہر کے دو بجے تھے عبیرہ کلاس لے کر فارغ ہو کر باہر کینٹین کی طرف آئی۔۔

یار بہت بھوک لگی ہے ماہین اپنی کتابیں ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

چلو کچھ آڈر کرو۔۔ عبیرہ نے موبائل نکالتے ہوئے کہا۔۔

ماہین نے برگر آڈر کر دیے۔ تبھی اسے اپنی ایک دوست نظر آگئی وہ اس سے ملنے چلی گئی۔۔

عبیرہ موبائل چلا رہی تھی تبھی اسے ایک ان نو نمبر سے میسج آیا۔۔اس بے دھڑکتے دل کے ساتھ میسج کھولا۔۔

میری رانی کل بارہ بجے ایس این کیفے اجانا بہت اہم بات کرنی ہے۔ویسے بھی تمہارے شوہر کے آفس میں مینیجر ہوں اگر تم نا آئی تو مجھے تمہارا اور میرا رشتہ بتانے میں دو سیکنڈ نہیں لگیں گے۔۔ تمہارا
فاہد۔۔۔
عبیرہ نے جیسے ہی میسج پڑا اس کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔۔۔

یا اللہ فاہد اور وہ بھی شہریار کے آفس میں یہ سب کب ہوا۔۔وہ خود سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔ تبھی ویٹر برگر لے کر آگیا۔۔ماہین بھی اس کے پاس اکر بیٹھ گئی۔وہ اپنے اپ کو نارمل کرنے لگی۔۔ لیکن ابھی بھی اس کے ذہین میں فاہد کا میسج گھوم رہا تھا۔۔۔

جانے اب دونوں کی زندگیوں نے کیا موڑ لینا تھا۔

شہریار آفس آیا۔۔وہ اپنے کیبن میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ آج وہ بہت دنوں بعد خوش دیکھائی دے رہا تھا۔۔

وہ فائلوں کو چیک کر رہا تھا۔۔اور ساتھ ساتھ سائن بھی کر رہا تھا۔جب اس کی نظر ایک فائل پر رکُی۔۔۔

واٹ دی ہیل از دِس وہ حیرانگی سے فائل کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی اس کے فون پر کسی کی کال آئی۔۔

یہ تم کیا کہ رہے ہو میں میں بس ابھی آتا ہوں۔۔شہریار نے جھٹ سے چابی پکڑی اور باہر کی طرف بھاگا۔

ابھی تک یہ بات سارے آفس میں پھیل چکی تھی۔شہریار کی دوسری فیکٹری میں آگ لگ چکی تھی۔جہاں پر بہت سارے لوگ کام کرتے تھے۔۔۔۔

شہریار اگلے آدھے گھنٹے میں فیکٹری پہنچا۔سامنے فیکٹری کے ایک حصے سے آگ نظر آرہی تھی۔شہریار اپنے پاپا کی کمائی سے بنائی گئی اس پہلی فیکٹری کو آگ کی لپیٹ میں دیکھ کر ایک پل کو چکرا کر رہ گیا۔۔۔

فائر برگیڈس آچکی تھی ایمبولینسز بھی پہنچ چکی تھیں۔بہت سارے لوگوں کو نکال کر ایمبولینسز میں پہنچایا جارہا تھا۔۔

یہ سب کیسے ہوا؟ شہریار غصے سے اپنے سامنے کھڑے حسین سے پوچھا۔ جو اس فیکٹری کے ورکرز کا انچارج تھا۔۔

سر میں دوسری طرف کے ورکرز کو دیکھنے گیا تھا۔ لیکن ایک دم آگ لگ گئی۔۔ جس کی وجہ ابھی تک معلوم نہیں۔ وہ کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

کتنے ورکرز وہاں کام کر رہے تھے۔۔ شہریار اپنے غصے کو دباتے ہوئے بولا۔

سر پانچ سو ورکرز کام پر تھے۔

شہریار پریشان سا آگے بڑھا۔ وہاں اندر پھنسے لوگوں کی فیملز کھڑیں تھیں۔ شہریار پولیس کے پاس آ گیا۔۔۔

فیکٹری کا برا حشر ہو چکا تھا۔ ایک طرف لگنے والی آگ پوری فیکٹری میں پہنچ گئی تھی۔

پانچ گھنٹوں کی مسلسل محنت کے بعد بالآخر اگ پر قابو پا لیا گیا۔۔ بہت سارے لوگ زخمی ہوئے سب کو ہسپتال پہنچا دیا گیا۔۔

****

عبیرہ سارا دن پریشان سی رہی۔ یہ پریشانی اسے کھائے جا جا رہی تھی۔ کہ اگر فاہد شہریار کو کچھ بتا دیا تو کیا ہو گا۔۔۔ابھی دونوں کی زندگی سھنبلی ہی تھی وہ کسی قسم بدمزگی نہیں چاہتی تھی۔

وہ پریشانی میں باہر گارڈن میں چکر لگا رہی تھی۔ دور عمیر اور نور کھیل رہے تھے۔۔۔

کیا کروں۔ ویسے میں نے کچھ غلط نہیں کیا مجھے شہریار کو ضرور بتانا چاہیے۔ ورنہ کل کو فاہد مجھے اور زیادہ بلیک میل کر سکتا ہے۔۔۔

وہ پریشانی میں اپنے ہاتھ مسل رہی تھی۔۔ چکر لگا لگا کر جب اس کی ٹانگیں جواب دے گئیں۔ تو وہ سامنے لگے لوہے کے جھولے پر بیٹھ گئی۔۔۔

لیکن کیا شہریار میری بات سمجھیں گے۔ آخر کو ہیں تو وہ مرد ہی نا۔ کسی مرد کو اپنی بیوی کے پرانے تعلق کا پتہ چلے گا تو وہ بیوی کو بالکل نہیں سمجھے گا۔ بالکہ وہ شک ہی کرے گا۔۔ وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے خود ہی سب کچھ سوچ رہی تھی۔۔

کاش میں نے یہ سب نا کیا ہوتا۔ کاش میں کبھی فاہد سے ملی ہی نا ہوتی۔ کاش میں یہ محبت کے جھوٹے ڈرامے میں نا پھنسی ہوتی۔ کاش میں پہلے ہی محرم اور نا محرم کا مطلب سمجھ جاتی۔ کاش میں اس سے کبھی میسج پر بات ہی نا کرتی۔

یہ لفظ کاش ہوتا تو ایک لفظ ہے پر نا تو اس کے اگے کچھ ہوتا ہے اور نا ہی پیچھے۔ اس کاش لفظ پر سب ختم ہو جاتا ہے۔

وہ دور پڑے پتھر کو دیکھتے ہوئے سوچے جا رہی تھی۔۔۔

ہم لڑکیاں بہت بے وقوف ہوتی ہیں۔۔ ہمیں یہ پیار محبت بس فیری ٹیل کی طرح لگتا ہے۔ کسی نے محبت کا دعوا کیا کر دیا۔ ہم اس پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کر لیتی ہیں۔

ماما عمیر مار رہا ہے۔ عبیرہ گہری سوچ میں گم تھی جب نور کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔۔

نو ماما یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ میں نے نہین مارا۔ عمیر بھی اس کے پاس آ کر بولا

عمیر اگر تم نے دوبارہ نور کو مارا تو میں تمہارے بابا سے شکایت لگا دوں گی ہر وقت لڑتے رہے ہو۔۔ عبیرہ نے عمیر کو ڈانتا۔

Urdu Novels Ghar

میں نہیں بولوں گا سب مجھے ہی ڈانٹتے ہیں۔ وہ منہ موڑ کر ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ چہرے پر مصومیت والا غصہ تھا۔ عبیرہ کو اس پر ٹوٹ کے پیار آیا۔۔ وہ اپنی پھولے ہوئے گالوں کو غصے سے اور پھولا رہا تھا۔۔

اچھا جی تو میرا موٹو مجھ سے بھی بات نہیں کرے گا۔ چلو کوئی نا نور ہم دونوں مل کر مزے کے پکوڑے بناتے ہیں ساتھ میں چائے بھی۔ جو صرف تم اور مین کھائیں گے۔۔ عبیرہ اونچی آواز میں بولی۔

مجھے پکوڑے نہیں کھانے عمیر منہ بنا کر اندر کی طرف چلا گیا۔۔

ہمارا موٹو تو ناراض ہو گیا۔ چلو پکوڑے بنا کر اسے مناتے ہیں۔ عبیرہ نور کو اپنی گود میں لیتے ہوئے بولی۔۔

دونون کیچن میں آئیں۔ اور پکوڑے بنانے لگیں۔ آدھے گھنٹے مین عبیرہ نے چائے اور پکوڑے بنائے۔ اور باہر ٹیوی لونج میں پکوڑے رکھے اور خود ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔۔ نور بھی ساتھ بیٹھ گئی۔

عمیر نے چور نظروں سے پکوڑوں کو دیکھا۔ اور ہونٹوں پر زبان پھیری۔ عبیرہ نے اسے ایسا کرتے دیکھ لیا تھا۔۔

واؤ ماما بہت مزے کے ہیں نور کھاتے ہوئے بولی۔۔

ہاں ویسے ہم نے کسی کو روکا نہیں کسی کو کھانے ہو تو کھالے۔۔ عبیرہ کسی پر زور دیتے ہوئے بولی۔۔

میں ابھی بھی ناراض ہوں پر مین اپنے پکوڑون کو ناراض نہین کر سکتا۔ عمیر پکوڑے پکڑ منہ میں ڈالتے ہوئے بولا۔۔

نور اور عبیرہ ہنس دیں۔۔

او کے میرے موٹو عبیرہ اس کے پھولے ہوئے گالوں کو کھینچے ہوئے بولی۔۔

تینوں نے پکوڑے کھائے۔ رات کو عبیرہ نے دونوں کو کھانا کھلا کر سُلا دیا۔۔

یہ شہریار کہاں ہیں۔ ابھی تک نہیں آئے۔ اور فون بھی نہیں اُٹھارہے۔ عبیرہ بے چین سی کمرے میں چکر لگاتے ہوئے شہریار کو مسلسل فون کر رہی تھی۔ پر وہ فون نہیں اُٹھارہا تھا۔۔۔

دوسری طرف شہریار اس سارے مسلے کو حل کر رہا تھا۔ آگ پر تو قابو پالیا گیا تھا۔ پر ابھی پولیس فیکٹری میں لگنے والی آگ کی اصل وجہ ڈھونڈ رہی تھی۔ پر ابھی تک کوئی سراہاتھ نہیں آیا تھا۔۔

شہریار پریشان سا پولیس کے ساتھ بات کر رہا تھا۔۔

سر کیا اپ کا کوئی دشمن ہے کو اس حد تک جا سکتا ہے۔پولیس آفیسر نے شہریار سے پوچھا۔۔

جی نہیں میرا نہین خیال کوئی میرا اتنا براد شمن کو سکتا ہے جو اس حد تک جائے۔۔شہریار اپنے ماتھے کو مسلتے ہوئے بولا۔۔۔

آج کے زمانے میں ہر امیر آدمی کے دشمن ہوتے ہیں وہ اسے نقصان پہچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔اور ویسے بھی مجھے آپ کی فیکٹری میں آگ لگنے کا سبب ابھی تک نہیں ملا۔نا تو کوئی شاٹ سرکٹ ہوا ہے۔ضرور یہ کوئی سوچی سمجھی شازش ہے۔

ایس پی بولا۔۔

فل حال مجھے نہیں پتہ آپ پلیز خود ہی اس مسلے ک حل کریں مجھے کسی بھی قسم پر یہ جاننا ہے آگ کیسے لگی۔۔

شہریار ایس سے مخاطب ہوا۔۔

ٹھیک ہے مسٹر شہریار آپ فل حال اپنے گھر جائیں۔ہم جلد ہی سب پتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ایس بولا تو شہریار ہاں مین سر ہلا کر اپنی گاڑی کی طرف آ گیا۔۔

پاپا کو کیسے یہ سب بتاؤ۔ان کی ہیلتھ تو پہلے ہی خراب ہے۔اتنا بر ادھچکاوہ بر داشت نہیں کر پائیں گے۔۔لاکھوں کا سامان جل کر راکھ ہو گیا۔۔۔شہر یار گاڑی چلاتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔

Urdu Novels Ghar

وہ رات تین بجے کے قریب گھر آیا۔ تو حال کی ساری لائیٹس بند تھیں۔ وہ دروازہ بند کر کے اپنے کمرے میں آیا۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا۔ اسے سامنے صوفے پر دوپٹہ لپیٹے عبیرہ بیٹھی ہوئی نظر آئی۔ جو کچھ دعائیں پڑھ رہی تھی۔۔

شہریار نے جیسے ہی دروازہ بند عبیرہ ایک دم چونکی۔

اللہ کا شکر کے آپ صحیح سلامت گھر واپس آ گئے۔ کہاں تھے آپ۔ اور فون کیوں بند کیا تھا۔ عبیرہ اسے دیکھتے ہی بھڑکی۔۔۔

تم نے ٹیوی نہیں دیکھا۔۔ شہریار نے اپنے ہاتھ میں پکڑا لیپ ٹاپ بیڈ پر رکھا۔ اور خود بھی بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

ٹیوی نہیں اس پر ایسا کیا ہے۔۔ آپ اسے چھوڑیں آپ بتائیں۔ آپ لیٹ کیوں آئے اور اتنا پریشان کیوں ہیں عبیرہ اس کے پاس بیٹھتے ہوئے بے چینی سے بولی۔۔

بس پاپا کی پرانی والی فیکٹری میں آگ لگ گئی۔۔ وہ اپنے شوز اتارتے ہوئے بولا۔۔

یا اللہ اگ وہ کیسے لگی۔ وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔

پتہ نہیں کیسے لگی۔ پر بارہ بجے کے قریب مجھے خبر ملی تب کا وہی تھا۔ اسی لیے لیٹ ہو گئی۔ وہ اپنا سر بیڈ گرونڈ سے لگاتے ہوئے بولا۔۔ عبیرہ کو بہت تھکا ہوا لگا۔۔

شہریار کیا پوری فیکٹری جل گئی؟

ہاں آگ تو ایک طرف لگی تھی پر اندر اتنا زیادہ سامان تھا کہ آگ بجھنے کی بجائے بڑھی۔ اور پوری فیکٹری جل گئی۔ وہ اپنے سر کو دباتے ہوئے بولا۔۔

یا اللہ وہاں تو بہت سارے ورکر ہوں گے۔ کافی زخمی ہوئے ہوں گے۔۔ ان کے گھر والوں پر کیا گزر رہی ہو گئی

ہاں بہت سارے لوگ تھے۔ کافی زخمی ہوئی۔ کچھ لوگ اگ لگتے ہی باہر کی طرف بھاگے۔ پر کچھ اندر ہی پھنس گے۔۔ اللہ کا شکر ہے ابھی تک کسی کی جان نہیں گئی۔ پر بہت ورکرز تشویش ناک حالت میں ہیں۔۔ شہریار آنکھیں کھول کر بولا۔۔

آپ فکر مت کریں اللہ سب ٹھیک کرے گا۔۔میں آپ کے لیے کچھ کھانے کے لیے لے کر آتی ہوں۔عبیرہ کہتی ہوئی باہر جانے لگی۔۔

کھانا مت لاؤ بس چائے لے آؤ۔اس نے کھانے سے روک دیا۔۔

عبیرہ جلدی سے چائے بنا کر ساتھ میں کباب لے آئی۔وہ جانتی تھی دوپہر کا شہریار نے کچھ نہیں کھایا ہو گا۔۔

وہ ٹرے میں ساری چیزیں رکھ کر کمرے میں لے آئی۔۔

شہریار فون پر فرحان صاحب سے بات کر رہا تھا۔۔انہیں ابھی ازیر چچا نے بتایا تھا۔۔

پاپا آپ ٹینشن مت لیں میں یہاں سب سنبھال لوں گا۔۔شہریار بولا۔۔

بیٹا مین واپس اجاتا ہوں۔فرحان صاحب بولے۔۔

نہیں بالکل نہیں اپ کو واپس آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔اپ وہاں کے مسلے حل کریں۔میں یہاں سب سھمبال لوں گا۔۔ویسے بھی ایک مہینے کے اندر اندر فیکٹری دوبارہ سے کام کرنے لگے گئی۔شہریار ان کو واپس انے سے روک رہا تھا۔۔

بیٹے پوری فیکٹری جل گئی ہے۔کروڑون کا نقصان ہوا ہے۔۔فرحان صاحب بولے۔

پاپا جانتا ہوں نقصان بہت زیادہ ہوا ہے۔۔آپ ٹینشن مت لیں ویسے بھی ٹینشن لینے سے تھوڑی مسلے حل ہو جائیں گے۔۔بالکہ اپ کی صحت پر ہی اثر ہو گا۔
شہریار انہیں سمجھا رہا تھا۔۔عبیرہ نے ٹرے کو اس کے پاس رکھا۔اور خود بھی بیٹھ گئی

تبھی ویک سگنل کی وجہ سے لائن کٹ گئی۔
شہریار نے انہیں ٹینشن نا لینے میسج کیا۔اور خود چائے پینے لگا۔۔۔

شہریار آپ بھی اتنی ٹینشن مت لیں سب ٹھیک ہو جائے گا۔عبیرہ اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔

ہنمم شہریار نے کپ ٹرے میں رکھا اور سر درد کی۔گولی کھائی۔۔اور سونے کے لیے لیٹ گیا۔۔

عبیرہ ٹرے کو کیچن میں رکھ کر واپس آئی۔ تو شہریار سیدھا لیٹا ہوا تھا۔۔ عبیرہ اپنی جگہ پر لیٹی۔ اور اسکی طرف منہ کیا۔۔

وہ بہت مضطرب دیکھائی دے رہا تھا۔

بہت نقصان ہوا ہے۔ پتہ نہیں اب کیا کروں گا۔ وہ اوپر کچ طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔

سب اللہ پاک پر چھوڑ دیں وہ اگر انسان کو مصیبت میں ڈالتا ہے تو اس کا حل بھی خود ہی بھجتا ہے۔۔ اس کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔۔ عبیرہ اس کا سر دباتے ہوئے بولی۔ شہریار نے آنکھیں بند کر لیں۔ عبیرہ سر دباتے دباتے سو گئی۔۔۔۔

****

یہ لو تمہارے پیسے اور بھا گو یہاں سے مجھے تم اس شہر کے اس پاس بھی نظر نا آنا۔ ایک ویرانے میں کھڑا وہ کسی کو پیسے دے رہا تھا۔۔۔

صاحب اتنا برا کام کیا تھوڑا تو زیادہ پیسہ دو۔

چپ کر سالے یہ تیرے اس شہر سے نکلنے کے پیسے ہیں۔ دس لاکھ تیرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دوں گا۔۔اب نکل۔۔وہ اسے بھگاتے ہوئے بولا۔وہ آدمی اپنا چہرہ چادر میں چھپائے چلا گیا۔۔

جس کو دیکھو منہ پھاڑ کر پیسے مانگ لیتا ہے۔۔ویسے کام بالکل صحیح کیا۔۔مزہ اگیا۔۔ساری کی ساری فیکٹری جل کر راکھ ہو گئی۔۔اب پتہ چلے گا سالے فرحان کو۔وہ خود سے بولتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے پاس کھڑی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا۔

پر وہ یہ نہیں جانتا تھا۔کسی نے اس کی ساری باتیں ریکاڈ کر لی ہیں۔۔

****

عبیرہ اس وقت کلاس لے کر گارڈن میں بیٹھی ہوئی تھی۔

پھر سے فاہد کا میسج ایا تھا۔۔۔

عبیرہ کچھ سوچتے ہوئے اُٹھی اور یونی سے باہر نکلی۔۔

وہ ادھے گھنٹے کے اندر وہ فاہد کے بتائے پوئے کیفے میں پہنچی۔۔۔

سامنے ایک ٹیبل ہر وہ بیٹھا ہوا تھا۔عبیرہ اپنے چہرے کو چادر میں چھپاتی اس کے پاس رکھی کرسی پر بیٹھی۔۔۔

کیوں بلایا مجھے بولو۔۔وہ بیٹھتے ہی غصے سے بولی۔

میری رانی سکون سے بیٹھو میں کچھ آڈر کرتا ہوں۔وہی تمہارا پسندیدہ جوس منگواتا ہوں۔فاہد مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

مجھے کام بتاؤ ورنہ میں جارہی ہوں۔ عبیرہ غصے سے بولی۔

میری رانی میں تو تمہاری شکل دیکھنا چاہتا تھا۔بہت عرصہ ہو گیا تمہاری شکل دیکھے ہوئے۔وہ عبیرہ کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولا۔۔

عبیرہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ چھڑوایا۔اور کھینچ کر فاہد کے چہرے پر تھپڑ مارا۔۔

غلیظ گھٹیا انسان مجھے کمزور مت سمجھنا خبردار جو آج کے بعد مجھے بلیک میل کرنے کی کوشش کی۔پولیس مین کمپلین کروادوں گی۔۔۔عبیرہ غصے سے کہتی باہر کی طرف بڑھی۔۔

برے پر نکل آئے ہیں اب دیکھنا میں کیا کرتا ہوں۔ تبھی فاکد نے دور کھڑے لڑکے کو آواز لگائی وہ بھاگ کرا سکی طرف آیا اور موبائل پکڑایا۔۔

فاہد نے کچھ ٹائپ کیا اور تصویریں شمائلہ کے نمبر پر بھیج دیں۔۔

وہ فاہد کو تھپڑ مار کر اسے اس کی اوقات تو یاد کروا آئی تھی۔۔ پر ابھی بھی وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔ یونی واپس جانے کا تو وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ فل حال تو وہ صرف اور صرف گھر جانا چاہتی تھی۔

سامنے کھڑے رکشے میں بیٹھ کر وہ اسے گھر کا پتہ بتانے لگی۔

اللہ یہ تو مجھے کن گناہوں کی سزا دے رہا ہے۔۔ فاہد میرے پیچھے کیوں پر گیا ہے۔ یا اللہ اسے میرے رستے سے ہٹا دے۔۔ آج میں نے اسے تھپر مارا ہے نا جانے اب وہ کیا کرے گا۔ وہ بہت کوشش کرنے پر بھی اپنے آنسوں روک نا پائی۔ اپنے چہرے کو چادر میں چھپائے وہ اپنے آنسوں صاف کرنے لگی۔ تبھی گھر بھی آگیا۔ رکشے والے کو پیسے دے کر وہ بھاگ کر گھر میں داخل ہوئی۔

وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں آئی۔ بیڈ پر بیٹھ کر وہ زور و قطار رونے لگی۔ تبھی اس کے فون پر میسج ٹیون بجی۔۔۔

تم نے مجھے تھپر مارا نا اب دیکھ اس کا انجام تیرا گھر معلوم ہے۔ دیکھنا کیا کرتا ہوں۔ عبیرہ فاہد کا میسج دیکھ کر ایک چکرا کر رہ گئی۔۔۔

مجھے جانا ہی نہیں چاہیے تھا بہت بری غلطی ہو گئی۔ میں اب سے کبھی یونی نہیں جاؤں گئی۔ بس میں نہیں جاؤں گئی۔۔ وہ فون کو دور پھینکتے ہوئے بولی۔۔ اور جلدی سے اپنے کمرے کی کھڑکی بند کرنے لگی۔۔ کچھ سوچ کر وہ نیچے گئی اور ساری کھڑکیاں اور دروازے بند کرنے لگی۔۔ وہ فاہد کی اج کی حرکت اور ابھی آئے میسج سے بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔

وہ اپنا سر ہاتھوں میں دیے صوفے پر بیٹھ گئی۔ ایک گھنٹہ وہ وہی بیٹھی رہی تبھی مین ڈور پر دستک ہوئی۔۔ وہ ڈر کے مارے صوفے سے اُچھلی۔ دستک ایک مرتبہ پھر ہوئی۔

وہ اپنے دھڑکتے دل پر قابو پاتی دروازے کے قریب آئی۔ کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ کھولو۔ اور انکھیں بند کر لیں۔۔

ماما عمیر اور نور کی اواز اسے اپنے کانوں میں سنائی دی۔۔

یس ماما کی جان اندر آو۔ عبیرہ نے دونوں کو اندر کیا۔

تم دونوں کس کے ساتھ آئے شہریار تو نظر نہیں آ رہے۔ عبیرہ نے حیرانگی سے دروازے سے باہر جھانکتے ہوئے کہا۔۔

میرے ساتھ آئے تبھی اسے فاہد کی آواز سنائی دی۔ وہ ایک جھٹکے میں سیدھی ہوئی۔۔

تم۔ نور عمیر آپ دونوں اندر کمرے میں جا کر کپڑے چینج کرو میں نے نکال کر رکھے ہیں۔ دونوں اندر کی طرف بھاگے۔۔۔

تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں قدم رکھنے کی۔ عبیرہ اپنے ڈر کو کنٹرول کرتی غصے سے بولی۔۔

ہاہ میری ہمت کی چھوڑو تم میں بری ہمت آگئی ہے۔ خیر چھوڑو مارنے کے بہانے تم۔نے چھوا تو سہی قسم سے مزہ اگیا۔۔ وہ اپنے گال کو سہلاتے ہوئے بولا۔۔

مجھے خود پر شرم آ رہی ہے کبھی زندگی میں نے تم جیسے لوفر انسان کو چاہا تھا۔ پر اللہ پاک کا شکر ہے اس نے مجھے گندے گٹر میں گرنے سے بچا لیا۔ اور
شہریار جیسا اچھا انسان دیا۔

اُووااؤنائس شہریار اچھا ہے۔ لیکن یہ مت بھولنا میں اس کے آفس میں کام کرتا ہوں اور کافی کلوز ہو چکا ہوں۔ وہ بہت یقین کرنے لگا ہے۔۔ دیکھا نہیں آج تمہیں یونی اور بچوں کو سکول سے لینے کے لیے مجھے بھیجا۔ وہ طنزیہ انداز میں بولا۔۔۔

فاہد ابھی کے ابھی نکلو یہاں سے ورنہ میں گارڈز کو بلا کر بے عزت کروا کر باہر نکالوں گئی۔۔ عبیرہ کو مزید غصہ کنٹرول کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

زیادہ اُورنا ہو جا رہا ہوں۔ دیکھنا ایک دن میں تمہیں اس گھر سے دھکے مار کر نکلواؤں گا۔۔ وہ غصے سے کہتا پلٹ گیا۔۔

عبیرہ نے جلدی سے دروازہ بند کیا۔ وہ واقع آج اس کے گھر پہنچ گیا تھا۔۔

عبیرہ اپنے آپ کو سھنمبالتی کیچن میں آئی عمیر اور نور کے لیے کچھ بنا کر باہر لائی۔ دونوں ٹیوی دیکھ رہے تھے۔

****

شہریار کو فیکٹری کا اتنا زیادہ نقصان ہوا تھا آج سارا دن وہ اسی فیکٹری کے متعلق لوگوں سے ملتا رہا تاکہ جلد سے جلد اسے دوبارہ سے پہلی پوزیشن پر لایا جائے۔ساری فیکٹری جل چکی تھی۔اندر زیادہ مشینیں خراب ہو چکی تھی۔۔

وہ اس فیکٹری کو بیچ نہیں سکتا تھا کیونکہ یہ فرحان صاحب کی پہلی فیکٹری تھی۔اور دوسری بات یہاں پر باقی فیکٹروں کے بانسبت زیادہ ہوتا تھا۔۔

اسی مصروفیت کی وجہ سے وہ عبیرہ اور بچوں کو نا لینے جا پایا۔اور فاہد کو بھیج دیا۔۔

سر میں بچوں کو گھر چھوڑ آیا ہوں۔فاہد شہریار کے پاس آکر بولا۔۔

اور عبیرہ میڈم کو یونی سے لینے نہیں گے۔شہریار اس کی طرف پلٹ کر بولا۔۔

سر جب میں یونی پہنچا تو گاڈ نے بتایا کہ میڈم تین گھنٹے پہلے ہی یونی سے جا چکی ہیں۔وہ بتا رہا تھا کوئی بری گاڑی میں لینے ایا تھا جب میں بچوں کو لے کر گھر پہنچا تو میڈم پہلے سے ہی گھر موجود تھیں۔۔فاہد سفاکی سے جھوٹ بول رہا تھا۔

شہریار اس کی بات سن کر حیران ہوا۔۔

ٹھیک ہے تم جاؤ۔ اسے بول کر وہ دوبارہ ورکر سے بات کرنے لگا۔۔

میں نے کام کر دیا لوہا گرم ہے ہتھوڑا مارو۔۔ فاہد پلٹ گیا۔ اور اپنے موبائل سے شمائلہ کو میسج کر دیا۔۔

شہریار رات نو بجے کے قریب فارغ ہوا اور گھر کی طرف نکل گیا۔ تبھی اسے ایس پی کا فون آیا۔۔

گاری ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے کال اُٹھالی۔۔

مسٹر شہریار مجھے اس آدمی کا پتہ چل گیا ہے جس نے آپ کی فیکٹری میں آگ لگوائی تھی۔ آگے سے ایس پی بولا۔۔

جی بتائیں کون ہے شہریار نے گاڑی ایک طرف لگا دی۔

آگے سے ایس پی نے جو نام بتایا اسے سن کر شہریار کے ہاتھ ایک پل کو کانپ گے۔۔۔

آپ کنفرم بتا رہیں ہیں کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی۔ شہریار اپنے آپ کو سھنمبال کر بولا۔

افکورس مین آپ کو ویڈیو اور تصویریں بھیجتا ہوں۔ایس پی نے اگلے دو منٹ میں سب بھیج دیا۔۔

جیسے دیکھتے کر وہ ایک پل کے لیے سکتے میں چلا گیا۔۔

اُو گاڈ مجھے یقین نہیں آرہا۔اج پتہ چلا کوئی پیٹھ پیچھے چھڑا کیسے گھوپتا ہے۔وہ دکھ بھرے لہجے میں بولا۔

سر کو جھٹکتے ہوئے اس نے گاڑی سٹاٹ کر دی۔کچھ دیر بعد وہ گھر پہنچا۔۔۔

وہ پریشان سا گھر آیا عمیر اور نور ہال مین کھیل رہے تھے۔۔

دونوں کو پیار کر کے وہ ادھر اُدھر دیکھنے لگا تو ایک طرف کیچن میں عبیرہ کھانا بناتے ہوئے دِیکھی۔۔

شہریار اپنا کوٹ اور بیگ صوفے پر رکھتا وہ کیچن میں آیا۔۔

کھانے مین کتنی دیر ہے۔بہت بھوک لگی ہے۔وہ اپنی شرٹ کے بازو فولڈ کرتے ہوئے اس کے قریب آکر بولا۔۔

ہاں بس بن گیا ہے آپ فریش ہو جاؤ۔ وہ روٹیاں بناتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہاری طبعیت تو ٹھیک ہے نا شہریار کو اس کا چہرہ بہت تھکا تھکا سا محسوس ہوا۔۔

ہاں وہ بس تھوڑا سی تھکاوٹ ہو گئی ہے۔ وہ روٹیان پکاتے ہوئے بولی۔۔

تھوڑی سی تھکاوٹ ادھر دیکھو۔ شہریار نے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا اور اسکے ماتھے پر ہاتھ رکھا۔۔

یہ تھوڑی سی تھکاوٹ ہے۔ بخار ہوا ہے اور تم ادھر لگی ہوئی ہو چھوڑو اسے میں باہر سے کھانا منگوا لیتا ہوں۔ شہریار چولہا بند کرتے ہوئے بولا۔

معمولی سا بخار ہے میں ٹھیک ہوں۔ اور کھانا بالکل تیار ہے۔ اگر اپ کے پاس بہت فالتو پیسہ ہے تو دیں میں غریبوں میں بانٹ دوں گئی۔۔ عبیرہ دوبارہ سے چولہا جلاتے ہوئے بولی۔۔۔

تو ٹھیک ہے میں بھی تمہارے ساتھ بناتا ہوں۔ وہ چمچ پکڑتے ہوئے بولا۔

اچھی بات ہے بنائیں میرے ساتھ ویسے بھی شوہر کو بھی بیوی کی تھوڑی سی مدد کرنی چاہیے۔ یہ لیں سیلٹ کے لیے پیاز کاٹیں۔ عبیرہ اپنی مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے یہ پیاز میں کاٹ نہین پاؤں گا دو ادھر شہریار پیاز کاٹنے لگا۔

ایک بات بتاؤ یونی سے کس کے ساتھ آئی فاہد بتا رہا تھا تم جلدی گھر آگئی تھی۔۔وہ اپنے کام مین مصروف نارمل انداز میں بولا۔ عبیرہ کا دل ایک پل میں کانپا۔۔

وہ میرا دل گھبرا رہا تھا تو میں رکشے پر گھر اگئی۔ وہ روٹیاں بناتے ہوئے اپنے لہجے کو نارمل رکھتے ہوئے بولی۔۔

شہریار کے ہاتھ پیاز کاٹتے روکے۔

میں ٹیبل پر کھانا لگاتی ہوں۔۔وہ وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔ جلدی جلدی گوشت باؤل میں نکال کر وہ اسے لیے باہر آئی۔۔

عبیرہ نے جھوٹ کیوں بولا۔ شہریار اپنے دل میں سوچنے لگا۔۔اور خود بھی باہر آگیا۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد عبیرہ نور اور عمیر کو ان کے کمرے میں پڑھایا۔ گیارہ بجے کے قریب ان دونوں کو سلا کر وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔

شہریار بیڈ لیٹا ہوا تھا۔ اور اپنی انکھوں پر بازو رکھے ہوئے تھا۔ پر وہ اپنے پاؤں مسلسل ہلا رہا تھا وہ ابھی تک عبیرہ کے جھوٹ کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔ جس سے یہ اندازہ ہو گیا وہ سویا نہیں تھا۔

عبیرہ چینج کر کے روم میں آئی۔۔ بیڈ پر لیٹ گئی۔۔ کچھ پل میں اسے نا جانے کیا ہوا۔ وہ آگے بڑھی اور شہریار کے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔۔ شہریار چونکا۔ اور اپنی انکھوں سے بازو ہٹایا۔ اور اس کے کندھے پر پھیلایا۔۔

عبیرہ کیا ہوا؟ وہ اس کی طرف دیکھ کر بولا جو آنکھیں بند کیے لیٹی تھی۔۔

پتہ نہیں انجانا سا ڈر لگ رہا ہے۔ وہ بولی تو شہریار کو اس کی آواز میں واضع ڈر محسوس ہوا۔

کچھ نہیں ہوتا میں ہوں نا سو جاؤ شہریار اپنے دوسرے ہاتھ سے اس کے بال سہلانے لگا۔ اور اس کے سر پر بوسہ دیا۔

عبیرہ اپنے اپ جو محفوظ پناہ گاہ میں محسوس کر رہی تھی جیسے ان اس تک کوئی پریشانی نہیں آپائے گئی۔۔۔

ضرور کوئی بات ہے جس کہ وجہ سے تم پریشان ہو اور جھوٹ بول رہی ہو۔۔مین بہت جلد پتہ لگا لوں گا۔۔شہریار اسے دیکھتے ہوئے دل میں سوچ رہا تھا۔۔

****

اگلے دن شہریار مصروف سا اپنے کیبن میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔۔

تبھی سیکٹری اندر آئی
سر یہ کچھ ڈاکومینٹس صبح ڈاکیا دے گیا تھا۔وہ اپنے ہاتھ میں پکڑے دو خاکی لفافے سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولی۔۔

ٹھیک ہے مین چیک کرلوں گا تم کافی بھیج دو وہ لیپ ٹاپ پر ٹاپنگ کرتے ہوئے بولا۔۔سیکٹری چلی گئی۔۔

شہریار نے کچھ دیر بعد ایک لفافہ کھولا۔جس میں سے کچھ تصویریں باہر نکلیں۔۔

ان تصویرون کو دیکھ شہریار شاک ہو گیا۔ساتھ میں ایک خط بھی تھا۔

مجھے تو بہت طعنے مارتے ہو اب اپنی باحیابیوی کے کام دیکھو۔

ان الفاظون کو پڑکر شہریار کو ایک پل نا لگا سمجھنے میں کہ یہ کام نیلم کا ہے۔ شہریار نے ایک ایک تصویر دیکھی۔ جس میں صرف عبیرہ کا چہرہ دیکھائی دے رہا تھا اور لڑکے کا کی بیک نظر ارہی تھی۔ تصویر میں وہ ہاتھ پکڑے ہوئے تھا۔۔

شہریار نے تصویریں سائڈ پر رکھیں۔۔ اپنے غصے کو کنٹرول کرتے ہوئے دوسرا لفافہ کھولا۔۔

جس کو پڑھ کر شہریار نے غصے سے ٹیبل سے گلاس پکڑ کر سامنی دیوار پر مارا۔۔

وہ کوٹ کی طرف سے نوٹس تھا جس میں بچوں کی کسٹڈی کے حوالے سے کیس دوبارہ اوپن کیا گیا تھا۔۔ یہ نوٹس نیلم کی طرف سے ایا تھا۔۔

بالکل نہیں میں دوبارہ تمہیں اپنے ارادوں میں کامیاب نہیں ہونے دوں گا۔۔۔ شہریار غصے سے بھری لال آنکھوں سے پیپرز اور فوٹوز کو گھورتے ہوئے بولا۔

****

لو کام ہو گیا۔ اب شہر یار سے میں بچے لے کر رہوں گئی۔ رات کے بارہ بجے وہ تینوں نیلم۔ کے گھر کے چھت پر بیٹھے ہوئے تھے۔۔

مجھے نہیں لگتا شہریار اب عبیرہ کو اپنے گھر رکھے گا۔۔ اور ویسے بھی وہ فوٹوز دیکھ کر کسی کو بھی غصہ اسکتا ہے۔ اور شہریار جیسالوز ٹیمپر والا بندہ یہ سب برداشت نہیں کر سکتا۔۔ شمائلہ کباب کھاتے ہوئے بولی۔۔

اس سب کا کریڈیٹ مجھے جاتا ہے کل ایسی تیلی لگا کر آیا تھا دیکھنا آج دھما کہ ہو گا۔۔ فاہد ہنستے ہوئے بولا۔۔

بس اب جلدی سے شہریار اس گاؤں کی گوار کو اپنی زندگی سے نکال دے اور پھر میں اس سے شادی کر لوں۔ شمائلہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

اور بچوں کو کوٹ میرے حوالے ہی کرے گا۔۔ بس اب ایک کام رہ گیا ہے جلد سے جلد تمہیں پراپرٹی کے پیپر ز پر سائن کروانے ہوں گے۔۔ پھر ساری کی ساری بازی میرے ہاتھ مین ہو گی۔۔ نیلم اپنے ہاتھ کو گھوماتے ہوئے بولی۔۔

وہ سب تو ہو جائے گا بس آپ مجھے دس لاکھ دے دو۔ میری بہن کی شادی ہونے والی ہے۔۔ فاہد اُٹھ کر بولا۔

ایک تو تم بول نا دے دوں گی۔ کل اپنے اکاونٹ میں دیکھنا بیج دون گئ۔ شمائلہ غصے سے بولی۔۔۔

چلو فل حال تم تینوں نکلو۔ مجھے سونا ہے۔۔ نیلم۔نے ان دونون کو اگلے دس منٹ میں اپنے گھر سے نکالا۔۔

Urdu Novels Ghar

شمائلہ غصے سے اپنی گاڑی میں آکر بیٹھ گئی۔۔

بری آئی ساری پراپرٹی مین اپنے نام کروالوں۔۔وہ اس کی نکل اتارتے ہوئے بولی۔۔

میڈم نیلم تم بس میری چال دیکھتی جاؤ۔۔کیسے تم سب کے پتے نکالتی ہوں۔وہ گاڑی کا سٹاٹ کرتے ہوئے بولی۔ناجانے اس کے دماغ میں کیا تھا۔۔

****

شہریار رات کو بارہ بجے گھر آیا۔۔اج عبیرہ تھوڑی سھنمبلی تھی آج فاہد نے اسے میسج نہیں کیا تھا۔

وہ اپنے کمرے میں بیٹھی اسائمنٹ بنا رہی تھی۔۔

تبھی شہریار کمرے میں داخل ہوا۔وہ عبیرہ کو سخت نظروں سے دیکھ کر وہ واشروم کی طرف بڑھا۔

Urdu Novels Ghar

عبیرہ نے حیرانگی سے اسے جاتے دیکھا۔اج اس نے عبیرہ کو مخاطب نہیں کیا تھا۔عبیرہ کو اندر ہی اندر بہت ڈر لگا۔۔

شہریار فریش ہو کر واپس کمرے میں آیا۔اور تولیا سامنے صوفے پر پھینکا۔

کیا ہوا شہریار آپ۔۔وہ ایک دم کھڑی ہو کر شہریار کے پاس آئی۔۔

دیکھو عبیرہ ابھی ہمارے رشتے کو صحیح ہوئے کچھ ہی دن ہوئے ہیں۔اور تم نے ابھی سے جھوٹ بولنا شروع کر دیا۔وہ غصے سے بولا۔۔

کیسا جھوٹ؟؟؟عبیرہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔

یہ جھوٹ شہریار نے تصویرین نکال کر عبیرہ کے ہاتھ پر رکھیں۔۔

وہ شاک میں گھرے ان تصویروں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔
بتاؤ بھی کسی مراقبہ میں چلی گئی ہو۔وہ اسے شاک سے انداز میں تصویروں کو گھورتے ہوئے دیکھ کر بولا۔۔۔

یہ کیا ہے؟؟ وہ حیرانگی سے تصویریں دیکھ کر بولی۔۔۔

تمہیں پتہ ہو گا۔ اس تصویر میں تم ہی ہو۔ شہریار غصے سے بولا۔۔

عبیرہ نے نظریں اُٹھا کر شہریار کو دیکھا۔ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

آپ شک کر رہے ہیں۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولی۔۔۔

شک نہیں کر رہا بتاؤ کون ہے یہ؟

شک ہی ہوا۔ اور آپ کی اطلاع کے لیے بتا دوں۔ میں اس دن ماہین کے ساتھ ریسٹورینٹ میں گئی تھی۔ اور یہ لڑکا جس کی بیک اس تصویر میں نظر آ رہی ہے وہ اسی کا کوئی فرینڈ تھا۔ جس نے مجھ سے بدتمیزی کی۔ اور میں نے اسے تھپڑ بھی مارا تھا۔۔ اسی لیے میں اس دن رکشے پر واپس آ گئی۔ اگر آپ نے دھیان سے دیکھا ہوتا تو ضرور سمجھ میں آتا میرے چہرے سے صاف غصہ جھلک رہا ہے۔۔ عبیرہ غصے سے تصویریں شہریار کی۔ طرف پھینکتے ہوئے بولی۔۔ شہریار حیرانگی سے اسے سن رہا تھا۔۔

اگر آپ کو اب بھی یقین نہیں تو ماہین سے پوچھ لیں۔وہ غصے سے کہتی شہریار کا جواب سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔

اف حد ہے میں ایسے کیسے بات کر سکتا ہے۔اور ویسے بھی یہ تصویریں نیلم نے بھیجیں تھیں میں نے یقین کیسے کر لیا۔وہ تصویرون کو پھارتے ہوئے بولا۔اپنا سر ہاتھوں پر گرا کر وہ صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔

دوسری طرف عبیرہ روم سے نکل کر بھاگتی ہوئی بچوں کے کمرے میں آئی۔اور جلدی سے واشروم۔مین گھس گئی۔

یااللہ یہ سب کیا ہو گیا۔۔وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر رونے لگی۔اور زمین پر بیٹھ گئی۔۔

میں نے شہریار سے جھوٹ کیوں بولا۔کیوں انہیں وہ سب نہیں بتایا۔الٹا انہی پر غصہ کر کے آگئی۔۔وہ اپنا ہاتھ نیچے زمین پر مارتے ہوئے بولی۔ہاتھوں پر پہنی چوڑیوں میں سے کچھ چوڑیاں ٹوٹ کر اس کے بازو پر لگ گئیں۔۔۔

میں کیسے ایسا کر سکتی ہوں۔مجھے وہاں نہیں جانا چاہیے تھا۔نا میں وہاں جاتی۔نا وہ فاہد تصویریں لیتا اور نا مجھے شہریار سے جھوٹ بولنا پڑتا۔وہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔

اپنے آپ کو سھنمبال کر وہ اُٹھی اور منہ دھو کر واشروم سے باہر نکلی۔ کمرے میں واپس جانے کی تو ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ تو کیچن کی طرف چلی آئی۔

یہ ابھی تک نہیں آئی میں خود ہی دیکھتا ہوں۔۔ شہریار کافی دیر سے بیٹھا انتظار کر رہا تھا۔ پر عبیرہ ابھی تک واپس کمرے میں نہھں آئی تھی۔۔ تو اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ خود ہی باہر چلا آیا۔

وہ سیدھا باہر آیا۔۔ ہال میں نظر دوڑائی تو عبیرہ نظر نا آئی۔۔ دوسری طرف کیچن سے کچھ آوازیں سنائی دیں تو وہ سیدھا کیچن کی طرف آ گیا۔ وہ دروازے میں آ کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

سامنے وہ سینک میں رکھے برتنوں کو دھو رہی تھی۔۔ اور ساتھ ساتھ رو رہی تھی۔۔ شہریار کو خود پر غصہ آیا۔۔ وہ چلتا ہوا اس کے پیچھے کھڑا ہوا۔

عبیرہ اس کی موجودگی محسوس کر چکی تھی۔ وہ مُڑی نہیں۔۔

ایم سوری بیگم تبھی پیچھے سے شہریار نے اسے ہگ کرتے ہوئے کہا۔ عبیرہ کو ایک بار پھر سے رونا آ گیا۔۔۔

آئی نو میرا لہجہ بہت خراب تھا وعدہ میری جان آج کے بعد کبھی اس طریقے سے بات نہیں کروں گا۔۔وہ اس کے کندھے پر تھوڑی رکھے ہوئے گویا ہوا۔۔

عبیرہ سے اور برداشت نہیں ہوا وہ ایک دم مُڑی اور شہریار کے چوڑے سینے سے لگ گئی۔۔شہریار نے اسے اپنی محفوظ پناہوں میں لیا۔۔۔

وہ کچھ بول نہیں رہی تھی بس روئے جارہی تھی۔۔۔

عبیرہ پلیز چپ کر جاؤ۔ایم سوری نا۔شہریار دوبارہ بولا۔۔لیکن وہ روتی رہی آج شائد وہ سارے غم آنسوں کے رستے بہا دینا چاہتی تھی۔۔۔

شہریار پریشان ہو گیا۔اس نے عبیرہ کو علیحدہ کر کے پاس پڑے ٹول پر بیٹھایا۔اور اسے ایک گلاس پانی کا پلایا۔جیسے پی کر وہ تھوڑی نارمل ہوئی۔وہ شہریار کی طرف نہیں دیکھ پارہی تھی۔اس لیے اپنی نظریں نیچے کیے ہوئے تھیں۔

یہ کیسے ہوا۔؟شہریار کی نظر اس کی کلائی پر پڑی
خود کی لکریں کلائی پر واضع تھیں۔

وہ کیچن کے کیبلینٹ میں سے فسٹ ایڈلے کر اس کے قریب نیچے زمین پر بیٹھا اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور فسٹ اید کرنے لگا۔۔

جب غصہ مجھ پر تھا تو مجھے مارتی یوں خود کو

چوٹ پھنچانے کا کیا فائدہ۔ شہریار پٹی لگاتے ہوئے بولا۔۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں بھلا میں کیسے آپ کو مار سکتی ہوں۔ وہ بے اختیار بولی۔۔ جسے سن کر شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔۔

کیوں بھای جب لگے کہ میں غلط جارہا ہوں۔ دو لگا دینا۔ وہ شرارتی انداز میں بولا۔ عبیرہ کے لبوں کو بھی مسکراہٹ نے چھوا۔۔۔

شکر ہے تم۔ مسکرائی اگین سوری شہریار اس کے ماتھے ہر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔ ایک آنسوں عبیرہ کے چہرے پر بہا۔

اللہ جانے کہاں سے اتنا پانی آتا ہے۔۔ شہریار اس کے چہرے سے آنسوں اپنی انگلی پر لیتے ہوئے بولا۔۔

میں آپ جو معاف کر دوں گئی پہلے وعدہ کریں آپ کبھی کسی کے کہنے پر مجھ پر شک نہیں کریں گے۔
اگر کبھی زندگی میں مجھ سے کوئی غلطی ہو جائے پھر بھی آپ پہلے میری بات سنیں گے۔ بعد میں کوئی فیصلہ کریں گے۔ عبیرہ اپنا ہاتھ آگے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

وعدہ بیگم شہریار اسکے ہاتھ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

چلو اب بہت منانا ہو گیا لیٹ کافی ہو چکی ہے۔ صبح جلدی اُٹھنا ہے۔۔ مجھے وکیل کے پاس بھی جانا ہے۔ شہریار اسے کھڑا کرتے ہوئے بولا۔۔

وکیل کے پاس کیا لینے؟ عبیرہ حیرانگی سے بولی۔۔

آؤ بتاتا ہوں شہریار اسے لیے کمرے میں آیا۔ اور صوفے کے سامنے پڑے ٹیبل سے فائل اُٹھائی اور کھول کر عبیرہ کو دیکھانے لگا۔۔۔

آج جب میں آفس میں تھا تب یہ پیپرز ملے۔ نیلم نے بچوں کی کسٹڈی کے لے دوبارہ کیس اوپن کروایا ہے۔
شہریار فائل دیکھاتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا یا اللہ اب کیا ہو گا۔۔ کہی وہ ہم سے عمیر اور نور کو چھین نا لے۔ عبیرہ پر یہ خبر بہت بری طرح گڑی۔۔

ایسا ممکن نہیں مجھے شہریار فرحان کو ہرانا اتنا اسان نہیں اور ویسے بھی یہ کیس بہت کمزور ہے صرف ایک پیشی کی مار ہے۔۔ شہریار فائل کو الماری میں رکھتے ہوئے بولا۔۔

اگر اگر اس نے بچوں کو چھین لیا۔ شہریار میں ان دونوں کے بغیر نہیں رہ سکتی عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔

میں ہوں نا میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔ شہریار اسے سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔۔

عبیرہ کی حالت دیکھ کر شہریار اسے یہ نہیں بتا سکتا تھا کہ نیلم بھی یہ کیس جیت سکتی ہے۔وہ ایک جھوٹی عورت ہے وہ اپنے مفاد کے لیے کسی بھی حد تک گر سکتی ہے۔۔۔

سو جاؤ کچھ نہیں ہو گا۔۔ شہریار اسے بیڈ پر لیٹاتے ہوئے بولا۔ پر عبیرہ کو اب کہاں نیند آنے والی تھی۔۔۔

****

وہ اس وقت آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ بچوں کے کیس کی وجہ سے وہ کافی پریشان تھا۔ تبھی فاہد اجازت لے کر آفس میں ایا۔۔

بولو فاہد کیا کام ہے شہریار لیپ ٹاپ پر مصروف انداز میں بولا۔۔۔

سر یہ کچھ فائلز تھیں اس پر سائن چاہیں۔ وہ فائلوں کو ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔۔

شہریار نے گردن ہلا کر فائلز پکڑیں۔۔ اور پر کر سائن کرنے لگا تبھی اس کے وکیل کا فون آیا۔ کال کو بول تو تھ کے ساتھ اٹیچ کر کے وہ وکیل سے بات کرنے لگا۔ اور جلدی جلدی بنا دیکھے پیپرز پر سائن کرنے لگا۔۔ سائن مکمل کر کے فائلز سائڈ پر کیں۔ فاہد نے جلدی سے فائلز پکڑیں۔۔ اور مسکراتے ہوئے باہر نکلا۔۔

کام ہو گیا۔۔ فاہد شمائلہ اور نیلم کے نمبر پر میسج کیا۔ اور اپنی سیٹ پر آکر بیٹھ گیا۔۔

شہریار وکیل کی بات سن کر تھوڑا پریشان تھا۔۔ تبھی ازیر صاحب آفس میں داخل ہوئے۔

کیسے ہو برخوردار وہ اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔۔ شہریار نے فون بند کر دیا۔۔

ٹھیک ہو آپ کیسے ہیں۔وہ انہیں کرسی پر بیٹھاتے ہوئے بولا۔۔

مجھے فیکٹری کا سن کر بہت افسوس ہوا۔وہ فیکٹرک بھائی صاحب کی پہلی فیکٹری تھی۔اور اسے بھی اگ لگ گئی۔۔وہ دکھی لہجے میں بولے۔۔۔

جی جو ہوا وہ اچھا تو نہیں ہوا پر کیا کر سکتے ہیں اس میں اللہ پاک نے ہمارے لیے کوئی بہتری ہی رکھی ہو گئی دو کافی کا آڈر دیا۔۔

ہاں یہ تو سہی کہا۔ویسے تم نے انویسٹیگیشن نہین کروائی کیا نکلا۔وہ تھوڑا انٹرسٹ لیتے ہوئے بولے۔۔

چاچو اس سب سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔پر ابھی پولیس کام پر لگی ہوئی ہے ہو سکتا ہے کوئی سُراگ مل جائے۔شہریار بات کو ختم کرتے ہوئے بولا۔۔

ہمم تبھی شمائلہ اندر آئی۔تینوں کافی دیر باتیں کرتے رہے۔۔۔

****

عبیرہ آج یونی نہیں گئی تھی۔اس کا دل تو یونی کو چھورنے کا تھا۔پر شہریار کو کیا وجہ بتاتی۔۔اج طبعیت خرابی کا بہانا بنا کر اس نے چھٹی کی تھی۔۔

دوپہر سے اسے عجیب بے چینی سی لگی ہوئی تھی جیسے کچھ بہت برا ہونے والا ہے۔وہ بہت پریشان تھی۔نور اور احمد کے ساتھ بیٹھی وہ اپنے دل کو بہلا رہی تھی۔

اپنا موبائل اُٹھا کر اس نے فری کو کال ملائی۔پر آگے سے فون نہیں اُٹھایا گیا۔۔گھر پر فون کیا وہاں بھی یہی حال تھا۔۔

اسی بے چینی میں اسنے بے دلی سے رات کا کھانا بنایا۔۔وہ کھانا ٹیبل پر لگا رہی تھی۔جب شہریار گھر میں داخل ہوا۔وہ کافی پریشان لگ رہا تھا۔۔

کیا ہوا آپ اتنا پریشان کیوں ہیں عبیرہ اس کے پاس آکر بولی۔۔

وہ موحد کا فون تھا وہ پھوپھو کو ہاٹ اٹیک آیا ہے۔وہ ہسپتال میں آئی سی یو میں ہیں۔شہریار نے آہستہ اہستہ بتایا۔۔۔

امی عبیرہ ایک دم لڑکھڑائی۔ شہریار نے اسے سھنمبالا۔۔

سھنمبالو خود کو وہ ہسپتال میں ہیں ہمیں جلدی سے نکلنا ہو گا۔۔ شہریار اسے پانی ہلاتے ہوئے بولا۔۔

میری امی کو کچھ ہو گا تو نہیں۔ مجھے مجھے ان سے ملنا ہے پلیز مجھے لے کر جائیں۔۔ عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔ میں گاڑی نکالتا ہوں تم جلدی سے بچون کو۔ لے کر باہر لے کر آؤ۔۔ شہریار اسے بول کر باہر نکلا۔۔ اور فرحان صاحب کو کال ملادی۔۔ اسے کچھ دیر پہلے موحد کی کال آئی تھی۔۔ نجمہ بیگم کو ہاٹ اٹیک ہوا تھا۔ اور ان کی حالت کافی سیریس تھی۔ ان کے پاس دو تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں ہے۔۔۔ یہ بات وہ عبیرہ کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔

فرحان صاحب کو بتا کر وہ گاڑی میں آ کر بیٹھا۔۔ عبیرہ بچوں کو لے کر بھاگتی ہوئی گاڑی میں آ کر بیٹھی۔

شہریار نے گاڑی باہر نکالی۔۔ اور اسے فل سپیڈ پر ڈال دیا۔۔

میری امی کو کچھ نہیں ہو گا۔۔ وہ ٹھیک ہو جائیں گئی۔۔ میرے پاس صرف امی ہیں میں انہیں نہیں کھو سکتی۔۔ وہ روتے ہوئے دعائیں کر رہی تھی۔

ماما کیا ہوا؟؟نور اور عمیر پریشان سی صورت بنا کر عبیرہ کو دیکھ رہے تھے۔عمیر آگے آکر عبیرہ کی گود میں بیٹھ گیا۔شہریار تیزی سے گاڑی بھگا رہا تھا۔۔۔

نور عمیر آپ دونوں دعا کرو میری امی کو کچھ نا ہو۔اللہ پاک بچوں کی دعائیں۔بہت جلد سنتے ہیں۔عبیرہ دونوں کی طرف دیکھ کر بولی۔۔

آپ مت روئیں میں اللہ پاک سے دعا کرتا ہوں۔عمیر اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے عبیرہ کے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولا۔

اللہ جی ہماری ماما کی امی کو ٹھیک کر دیں عمیر اور نور دونوں اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں اُٹھائے دعا کر رہے تھے۔عبیرہ عمیر کو گلے سے لگا کر رو دی۔۔۔

شہریار نے اپنی انکھ میں آئے آنسوں کو صاف کیا۔بہت پہلے وہ بھی یہ سب فیس کر چکا تھا۔وہ دل سے دعا کر رہا تھا۔کوئی مجزہ ہو جائے اور نجمہ بیگم بچ جائیں۔۔۔

تین گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد وہ ہسپتال پہنچے۔یہ گاؤں سے دور شہر کا مشہور ہسپتال تھا۔

جیسے ہی وہ لوگ ہسپتال پہنچے عبیرہ ایک منٹ کا بھی انتظار کیے بنا دروازہ کھول کر اندر کی طرف بھاگی۔۔۔شہریار عمیر اور نور کو لے کر اسکے پیچھے آ گیا۔۔

عبیرہ جیسے ہی اندر آئی سامنے کوڑیڈول میں رخشندہ خالہ کے۔ساتھ فری بیٹھی نظر آئی۔۔عبیرہ بھاگ کر ان تک آئی۔

امی کہاں ہیں۔وہ وہ ٹھیک تو ہیں نا عبیرہ نے رخشندہ خالہ کے پاس آ کر پوچھا۔۔

میری بچی وہ اندر آئی سی یو میں ہے رخشندہ خالہ روتے ہوئے بولیں۔

عبیرہ سامنے آئی سی یو کی طرف بھاگی۔۔اس سے اندر سامنے وینٹی لیٹر پر لیٹی نجمہ بیگم نظر آ رہین تھیں۔امی وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

عبیرہ امی کو کچھ نہیں ہو گا۔ تبھی اسے اپنے قریب سے موحد کی آواز آئی۔۔

آپ کیوں آئے عبیرہ نے اس کا ہاتھ اپنے کندھے سے جھٹکا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

سب اسے کے آنے سے ہوا ہے۔نا یہ آتا اور نا آج میری بہن اس حال میں ہوتی رخشندہ خالہ غصے سے بولیں۔۔۔شہریار نور اور عمیر کو لیے وہاں پہنچا۔۔۔

موحد آج اجالا اور ابراہیم کو لے کر گھر آیا تھا۔ نجمہ تو ایک دفع پھر سے جی اُٹھی تھی انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئی پر یہ دونوں تو اپنے لالچ کو ہی آئیں تھے۔
مگر دو پہر کو موحد نے نجمہ سے گھر کو بیچنے کی بات کی جیسے نجمہ نے انکار کر دیا۔۔دونون میں بحث شروع ہو گئی۔یہ امی ماں سے اتنی بد تمیزی سے بات کر رہا تھا۔ نجمہ نے اس بات کی بہت ٹینشن لی اور وہی ہوا جس کا ڈر تھا دل کا دورہ پڑ گیا۔۔۔آخر میں رخشندہ خالہ رودیں۔۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہو۔پہلے ساری زندگی آپ نے مجھے اور میری امی کی پرواہ نا کی۔اور پھر اپنی مرضی سے چھوڑ کر چلے گے۔۔تو اب کیوں امی سے ابا کی آخری نشانی گھر چھیننے آ گے۔۔عبیرہ سب سن کر روتے ہوئے بولی۔۔

مجھے پتہ ہے میں نے بہت برا کیا پلیز امی کو بولو ٹھیک ہو جائیں میں خود ان سے معافی مانگ لوں گا۔۔موحد روتے ہوئے بولا۔اج پہلی بار اسے اپنی غلطیوں کا احساس ہو رہا تھا۔۔

یا اللہ موحد بھائی آپ اتنے شلفیش کیسے ہو سکتے ہو۔۔کیوں آپ کو صرف پیسا نظر آیا۔کیوں امی کی آنکھوں میں اپ کو بیٹے کے جدائی کے دکھ نظر نہیں آیا۔نا کبھی آپ نے بھائی ہونے کا فرض ادا کیا اور نا ہی بیٹا ہونے کا۔اگر کوئی فرض ادا کیا تو وہ صرف شوہر ہونے کا۔اگر امی کو کچھ ہوا با قسم سے کبھی معاف نہیں کروں گئی۔۔وہ آخر میں انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولی۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔فری عبیرہ کو گلے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔عبیرہ سسک پری فری نے اسے بینچ پر بیٹھایا۔۔۔شہریار پانی لے کر آیا۔۔
وہ عبیرہ کے پاس بیٹھا اسے تسلی دیتے ہوئے۔پانی پلانے لگا۔۔۔

شہریار مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔۔وہ ڈرے ہوئے لہجے میں شہریار نے بے اختیار اسے ساتھ لگا لیا۔۔۔
تبھی آئی سی یو سے ڈاکٹر باہر نکلا۔۔اور ان کی طرف آئے سبھی اس کی طرف بڑھے۔۔

میری امی کیسی ہیں وہ ٹھیک تو ہیں نا عبیرہ جلدی سے بولی۔۔۔

دیکھیں آپ کی مدر نے بہت زیادہ ٹینشن لی تھی جس کی وجہ سے انہیں بہت سوئیر ہاٹ اٹیک ہوا۔ہم نے انہیں بچانے کی بہت کوشش کی مگر افسوس ہم انہیں نہیں بچا پائے۔۔ڈاکٹر اپنا چشمہ اتارتے ہوئے افسردہ لہجے میں بولا۔یہ خبر سب کے اوپر بجلی کی طرح گِری۔۔

نہیں امی امی۔ عبیرہ انہیں پکارتے ہوئے شہریار کے بازوں میں ہی بے ہوش ہو گئی۔۔

عبیرہ آنکھیں کھولو۔ شہریار نے اسے اُٹھانے کی کوشش کی۔۔۔

موحد ایک دم لڑکھڑایا۔۔اس کے آس پاس یہ جملے دور رہے تھے۔۔۔۔

نجمہ بیگم کی باڈی کو ایمبولینس میں لے جایا گیا۔۔
بہت کوششوں کے بعد عبیرہ کو ہوش آ گیا۔ شہریار اسے لے کر گھر آیا۔۔

سامنے چھوٹے سے حال میں نجمہ بیگم کی میت کو رکھا گیا۔۔پاس بہت ساری گاؤں کی عورتیں عجیب غریب سے بین لگا رہین تھیں۔۔

عبیرہ بس پاس بیٹھی اپنی ماں کا چہرہ تکے جا رہی تھی۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسوں بہے جا رہے تھے۔۔وہ بار بار اپنی ماں کا ماتھا چومتی۔۔۔

شہریار باہر دوسرے انتظام دیکھ رہا تھا۔کچھ گھنٹوں بعد نجمہ بیگم کی میت کو اُٹھانے کے لیے شہریار موحد اور دو چار بندے اندر آئے۔۔۔

جب وہ میت کو اُٹھانے لگے عبیرہ کو ہوش آیا۔وہ زور زور سے رونے لگی۔۔اور اپنی ماں کے گلے لگ گئی۔رخشندہ خالہ نے اور فری نے اسے الگ کیا۔۔۔سبھی مردوں نے میت کو اُٹھایا اور لے گے۔۔

میری امی کو مت لے کر جاؤ۔۔خدا را مت لے کر جاؤ۔خالہ انہیں رُکو میرا دل پھٹ جائے گا۔وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے چلائی۔اور ایک بار پھر سے رخشندہ خالہ کے ہاتھوں میں بے ہوش ہو گئی۔۔۔

شہریار اور موحد قبرستان سے واپس آئے۔۔۔موحد بہت زیادہ رو رہا تھا۔۔شہریار نے اسے گلے سے لگا لیا۔

میں نے بہت غلط کیا۔میں کیا کرو اب کسے امی سے معافی مانگوں وہ روتے ہوئے بولا۔۔۔

)کچھ چیزون کی کبھی معافی نہیں ملتی۔۔اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنے کی معافی تو بالکل نہیں ملتی۔۔اور جو موحد نے اپنی بیوہ ماں کے ساتھ
لیا تھا۔اس کی معافی ملنا نا ممکن تھی۔۔

پتہ نہیں نئی جنریشن ماں باپ کے بغیر رہنے میں کیوں خوشی محسوس کرتی ہے۔ایسی کون سی خوشیاں ہیں جو ماں باپ کے بغیر ملتی ہیں۔وہ ماں باپ جنہوں نے اپنی ساری زندگی اب بچوں کے نام کر دی وہ ان کی دیکھ بال کرنے کے ٹائم پیٹھ دیکھا کر بھاگ جاتے ہیں۔افسوس ہے ایسی اولاد پر۔۔پھر موحد جیسے انسان رہ جاتے ہیں جو ساری زندگی صرف پچھتا سکتے ہیں۔۔۔)

چل گھر چلتے ہیں۔شہر یار اسے لیے گھر آ گیا۔۔۔وہ دونوں مردان خانہ میں موجود تھے۔۔۔

اس وقت دوپہر کا 1 بجا ہوا تھا۔عبیرہ پچھلے دو گھنٹوں سے کبھی ہوش میں آتی اور پھر بے ہوش ہو جاتی۔۔

شام سات بجے کے قریب فرحان صاحب کا جہاز لینڈ ہوا۔شہر یار نے گاڑی بھیج دی۔۔وہ اس وقت مردوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔۔جیسے ہی فرحان صاحب آئے۔شہر یار ان کے پاس آ گیا۔وہ بہت ٹوٹے ہوئے دیکھ رہے تھے۔کچھ سال پہلے اپنی بیوی کو کھونے کے بعد آج اپنی بہن کو بھی کھو دیا۔

پاپا آپ ٹھیک ہیں۔شہر یار انہیں سھنمبالتے ہوئے بولا۔

مجھے عبیرہ بیٹی کے پاس لے کر جاؤ۔پتہ نہیں اس بچاری پر کیا گزر رہی ہو گئی۔۔فرحان صاحب بھیگے ہوئے لہجے میں بولے۔۔۔

جی بالکل چلیں۔۔ شہریار انہیں لیے عبیرہ کے کمرے میں آ گیا۔ جہاں بیڈ پر عبیرہ بیٹھی رو رہی تھی۔ نور اور عمیر بھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔۔ وہی دوسری طرف صوفے پر فاخرہ بیگم شمائلہ کے ساتھ بیٹھیں ہوئیں تھیں۔ وہ واپس پلٹ گیا۔۔۔

عبیرہ بیٹی فرحان صاحب اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھے۔۔۔

ماموں جان میری امی عبیرہ ان کے گلے لگ کر روتے ہوئے بولی۔۔۔

بس صبر کرو۔۔ میری بچی اللہ اس کی مغفرت کرے۔ فرحان صاحب اسے چپ کرواتے ہوئے بولے۔ لیکن وہ روئے جا رہی تھی۔۔۔

ماموں مجھ سے صبر نہیں ہو رہا۔ مجھے ہر جگہ امی نظر آ رہی ہیں۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔

میری بچی وہ تو اللہ کی امانت تھی جیسے اللہ نے واپس لے لیا۔ رومت اس کی مغفرت کے لیے دعا کرو۔ چلو شاباش اُٹھ کر نماز پڑھو۔۔ فرحان صاحب نے اسے بامشکل سنمبالا۔۔ وہ اُٹھ کر باہر مردوں کے پاس چلے گے۔

Urdu Novels Ghar

ماما آپ رومت۔ہم دونوں آپ کی امی کے لیے دعا کرتے ہیں۔ عبیرہ رو رہی تھی تبھی نور اور عمیر بولے۔۔

رومت پلیز نور اس کے چہرے سے آنسوں صاف کرتے ہوئے بولی۔۔ عبیرہ کو اور رونا آ گیا۔اس نے نور اور عمیر کو سینے سے لگا لیا۔۔

واٹ آ سلی ڈرامہ شمائلہ جو کب سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔دل میں بولی اور اُٹھ کر باہر کیچن کی طرف چلی آئی۔

رات کے بارہ بجے کے قریب سب گاؤں والے اپنے گھروں کو چلے گے۔۔گھر تو ویسے بھی چھوٹا تھا۔ازیر صاحب اور ان کی بیوی ایک کمرے میں سو گے۔
شمائلہ کو اتنے چھوٹے گھر میں رہنے کی عادت نہیں تھی۔وہ ٹیوی لونج میں رکھے صوفے پر بیٹھ کر موبائل چلانے لگی۔۔۔۔

شہریار سب کو رخصت کر کے گھر آیا۔وہ سیدھا عبیرہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔وہ جانتا تھا وہ کتنے قرب میں ہو گئی۔وہ چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔

شہریار بات سنو تبھی شمائلہ نے اسے روکا۔وہ ایک پل کو رُکا

آئی نو یہ بہت برا صدمہ ہے۔۔ عبیرہ کی امی کا اچانک یوں چھوڑ کر چلے جانا۔۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔۔ وہ اس کے پاس آکر افسردہ بھرے لہجے میں بولی۔۔

اگر تمہاری یاداشت کمزور ہے تو میں یاد دلا دو۔ وہ صرف عبیرہ کی امی نہیں بالکہ تمہاری بھی کچھ لگتیں تھیں پھوپھو تھی نا تمہاری ویسے تمہیں یہ سب کیسے یاد ہو گا تم کون سا یہاں آتی تھی۔۔ شہریار طنزیہ انداز میں بولا۔۔

ہاں اور مجھے کوئی شوق بھی نہیں اس پھٹیچر گھر میں آنے کا۔ اور تم تو ایسے بول رہے ہو جیسے روز آتے تھے شمائلہ طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

ہاں نہیں آتا تھا پر کم از کم رشتوں کا ضرور پتہ ہے۔ شہریار کہتا ہوا بنا اس کا جواب سنے چل دیا۔۔

برا آیا۔ دیکھنا مسٹر شہریار تمہیں سیدھا کر دوں گی۔ ایسا انگلی پر نچاؤں گئ۔ کہ اس عبیرہ نامی بلا کو بھول جاؤ گے۔۔ وہ کھلستے ہوئے بولی اور واپس جا کر صوفے پر لیٹ گئی۔۔۔

****

شہریار شمائلہ سے جان چھڑوا کر سیدھا عبیرہ کے کمرے میں آیا۔وہ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کی نظر سیدھی عبیرہ کی بیک پر پڑی۔۔

وہ جاے نماز پیچھے دعا مانگنے میں مصروف تھی۔وہ روتے ہوئے اپنے رب سے اپنی امی کی مغفرت کی دعائیں مانگ رہی تھی۔شہریار بنا شور کیے دروازہ بند کر کے روم سے اٹیچ باتھ روم میں گھس گیا۔۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ فریش ہو کر باہر نکلا۔تب عبیرہ نماز ادا کر کے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی۔۔شہریار نے نور اور عمیر پر چادر ٹھیک کی۔۔اور عبیرہ کے پاس آکر بیٹھ گیا۔۔

عبیرہ نے بنا کچھ بولے شہریار کے کندھے پر سر رکھ دیا۔شہریار نے اسے کندھے سے پکڑ کر اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔

وہ بنا کچھ کہے بس آنسوں برسا رہی تھی۔شہریار نے اسے رونے دیا۔

ایسا کیوں ہوا؟ لمحوں کی خاموشی کے بعد وہ بولی۔۔۔

میں بھی یہی سوچتا تھا ایسا کیوں ہوا؟ جانتا ہوں اپنی ماں کو کھونا کتنا مشکل ہے۔۔پر تم تو ان کی بہادر بیٹی ہو نا۔تو ہمت سے کام لو۔وہ اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ کہنا بہت آسان ہے ہمت سے کام لو پر یہ ہمت کہاں سے ملتی ہے۔ اور اب تو میرے سر سے ماں کا سایہ بھی اُٹھ گیا ابو تو پہلے ہی چھوڑ گے تھے۔ میں تو بالکل اکیلی ہو گئی۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔ شہریار کے دل کو کچھ ہوا۔۔۔

بس عبیرہ چپ کر جاؤ اتنا روگئی تو بیمار پڑ جاؤ گئی۔ اور جہاں تک بات رہی ہمت کی تو اللہ پاک اگر کچھ چھینتا ہو تو اس کے درد کو سہنے کی ہمت بھی دیتا ہے۔۔۔ تم اکیلی نہیں ہو میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں۔۔ شہریار اس کے آنسوں پونچھتے ہوئے بولا۔۔۔

تمہیں بخار بھی ہو رہا ہے۔ چلو لیٹ کر سو جاؤ۔ شہریار اسے زبردستی بیڈ پر لیٹاتے ہوئے بولا۔ اور خود بھی اس کے پاس لیٹ گیا۔۔ عبیرہ کو نیند تو نہیں ا رہی تھی۔۔ وہ شہریار کے سینے پر سر رکھے اس سے نجمہ بیگم کی باتیں کر رہی تھی۔۔ اور شہریار اسے بہت پیار سے جواب دے رہا تھا۔۔

****

نجمہ بیگم کی وفات کو ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ ازیر صاحب تو اگلے دن ہی چلے تھے۔۔ فرحان صاحب اور شہریار ہی عبیرہ کے ساتھ یہاں تھے۔ موحد اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ یہی تھا۔۔

شہریار کا کام اتنے دنوں کا رُکا ہوا تھا۔ اسی لیے شہریار نے واپس جانے کا بولا۔ عبیرہ کا دل تو نہیں کر رہا تھا پر واپس جانا بھی ضروری تھا نور اور عمیر کا پہلے ہی بہت نقصان ہو چکا تھا۔۔۔

وہ عمیر اور نور کا سامان پیک کر رہی تھی۔ جو شہریار بعد میں بازار سے لایا تھا۔ نجمہ بیگم کے کمرے میں جا کر کچھ چیزیں لے کر وہ اپنے کمرے میں آئی۔ اور بیکنگ کرنے لگی۔۔۔۔

سب تیار ہو کر جانے کے لیے باہر آئے۔۔وہ گھر کو دیکھتے ہوئے ہاتھ میں چابی اور پیپرز لے کر موحد کے پاس آئی۔۔جو ایک طرف کھڑا تھا۔۔

آپ کو یہی چاہیے تھے۔جس کے لیے اس دن آپ نے امی سے بد تمیزی کی۔اب آپ اس گھر کے ساتھ جو مرضی کریں کوئی پوچھنے والا نہیں۔۔جانتی ہوں اس گھر پر آپ کو اور میرا حق ہے۔پر میں اپنا حق معاف کرتی ہوں۔اج سے یہ گھر آپ کا ہوا۔۔عبیرہ پیپرز پر سائن کرتے ہوئے بولی۔۔پیپرز اور گھر کی چابی موحد ہے ہاتھ پر رکھی۔اور بنا اس کا چہرہ دیکھے باہر کی طرف بڑھی۔

موحد شرمندگی سے ان پیپرز کو دیکھ رہا تھا۔اجالا بہت خوش تھی۔۔۔

وہ باہر آئی۔شہریار پریشان سا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔سب گاڑی میں بیٹھے تو شہریار نے گاڑی چلا دی۔۔

عبیرہ نے مڑ کر آخری بار اس گھر کو دیکھا۔ پچھلی بار جب وہ واپس جا رہی تھی نجمہ بیگم رخشندہ خالہ کے ساتھ کھڑیں اسے الواع کہ رہیں تھیں پر اس بار وہ جگہ بالکل ویران تھی۔۔ تھوڑی دور جاتے عبیرہ نے چہرہ موڑ لیا۔۔

نہیں بس کچھ گھنٹوں تک میں واپس آنے والا ہوں۔ہاں سیدھا افس ہی آؤ گا۔۔ تم فون رکھو مین مینیجر سے بات کرتا ہوں۔اس نے فون کاٹا اور مینیجر کو فون ملانے لگا۔۔

تین گھنٹے کی مسلسل ڈرائیو کرنے کے بعد بالآخر وہ
گھر پہنچ گے۔ شہریار مسلسل فون ہر مصروف رہا۔۔سب کو گھر اتار کر وہ سیدھا آفس کے لیے نکلا۔ فرحان صاحب جانتے تھے کچھ تو بہت اہم وجہ ہے اسی لیے وہ اتنا پریشان ہے تو وہ زبردستی اس کے ساتھ آفس آ گے۔۔س

****

شہریار گاڑی کو بھگاتا ہوا آفس پہنچا۔۔اپنے کمرے میں ایا۔

کیا بکواس کر رہے ہو۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ فائل کو ٹیبل پر پٹختے ہوئے بولا۔۔ سبھی اس کے غصے سے گھبراتے تھے۔۔

تمہارا دماغ خراب ہے اگر اس چیکس پر میرے سائن نہیں تھے تو کیسے تم کسی کو بھی دو کڑور دے سکتے ہو۔۔ شہریار ٹیبل پر ہاتھ مارا کر چِلایا۔۔

دیکھیں اس کے پاس سارے ڈاکومینٹس تھے تو ہم انکار کیسے کر سکتے تھے۔۔ وکیل ہچکچاتے ہوئے بولا۔۔

کس کے پاس ڈاکومینٹس تھے اور کون سے سائن تھے شہریار ناسمجھی میں بولا۔۔۔

میرے پاس تبھی دروازے سے آواز آئی۔ سب نے مڑ کر اس دروازے میں سے آتے ہوئے انسان کو دیکھا۔۔۔

ازیر تم یہاں کیوں؟ فرحان صاحب بولے۔۔۔

ہاہاہا اب اپنے ہی آفس میں آنے کی بھلا مجھے کسی کی پرمیشن کی ضرورت نہیں۔ وہ ہنستے ہوئے بولے۔۔

آپ شاید عقل سے پیدل ہو گے ہیں یہ میرا آفس ہے تم اپنی فیکٹری میں جاؤ۔ شہریار غصے سے بولا۔ پہلے ہی اتنا سب ہو جانے کی وجہ سے اس کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔۔۔

ارے برخرداد صبر رکھو صبر۔ اور مجھ سے زرا تمیز سے بات کرو۔ آخر اب میں اس آفس کا مالک ہوں وہ ہنستے ہوئے بولے۔۔۔

کیا بکواس ہے یہ سب فرحان صاحب غصے سے بولے۔۔

کیا بھائی صاحب یہ تو آپ اپنے بیٹے سے پوچھیے جس نے خود اپ کی ساری پراپرٹی کا 70٪ حصے میرے نام کیا ہے۔ ازیر صاحب نے سب پر بم پھوڑا۔۔

شہریار چکرا کر رہ گیا۔ فرحان صاحب ایک دم صوفے پر بیٹھے۔

واٹ یہ کیا بے وقوفانہ بات ہے میں کیا پاگل ہو جو یوں منہ اُٹھا کر 70٪ بزنس آپ کے نام کر دوں گا۔ شہریار غصے سے آگے بڑھا۔۔

میں جانتا تھا تمہیں میری بات پر یقین نہیں ہو گا تو یہ لو میں پروف ساتھ لایا ہو۔۔ازیر صاحب فائل اس کی طرف بڑھاتے ہوئے بولے۔۔

شہریار نے جلدی سے فائل پکڑی اور پیپرز پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔ تبھی وکیل نے فائل لے لی۔۔

جی سر یہ بالکل ٹھیک بول رہیے ہیں۔ آپ نے خود ان پیپرز پر سائن کیا ہے۔وکیل پیپرز چیک کرتے ہوئے بولا۔۔

برے ہی بے وقوف ہو۔بنا پڑھے سارے کاغزوں پر دستخط بھی کر دیے۔۔۔کیا فرحان بھائی کیسا جھلا بیٹا ہے اپ کا۔۔وہ تمسخرانہ انداز میں بولے۔۔۔

شہریار کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔وہ اپنے بالوں مین ہاتھ ڈالے چکر لگا رہا تھا۔وہ اتنی بری بے وقوفی کیسے کر سکتا ہے۔۔۔

کیوں کیا تم نے ایسا مین تمہارا سگا بھائی ہوں۔۔فرحان صاحب دکھ بھرے لہجے میں ازیر کے پاس کھڑے ہو کر بولے۔۔

یہ تو خود سے پوچھیں۔۔برے بھائی صاحب۔ہمیشہ مجھے ہی نیچا دیکھایا گیا۔۔وہ سکول ہو کالج ہو یا آفس ہو۔۔ہمیشہ صرف فرحان فرحان ازیر کہاں تھا۔۔فرحان امی ابو کا لاڈلا۔۔فرحان ہر کلاس کا ٹاپر فرحان کی مشہور انڈسٹری،بس فرحاب فرحان ان سب میں مین کہاں تھا۔۔اسی لیے میں نے آپ سے سب چھین لیا۔۔اوراپ کو نجمہ کی بیٹی نظر آئی اپنے بیٹے سے بیانے کے لیے میری بیٹی نظر نہیں آئی۔۔سوچا میری بیٹی کی اپ کے گھر شادی ہو گئی۔تو سب میری بیٹی کا آٹومیٹک میرا ہو جائے گا۔۔پر نہیں وہ منحوس عبیرہ کو لے آئے۔۔۔ازیر اپنے اندر کا گند کھول رہے تھے۔ابھی اس آفس میں شہریار فرحان اور ازیر ہی تھے۔۔۔فرحان صاحب اس کے منہ سے اتنی نفرت سن کر حیران رہ گے۔۔۔

بس بس بہت ہوا چاچو ہم نے کبھی آپ کو کم نہیں سمجھا۔مجھے تو آپ کی سوچ پر گھن آرہی ہے۔۔۔چھوٹی چھوٹی باتوں کو سوار کر کے اتنا گھنونا کھیل کھیلا۔۔شہریار غصے سے چلایا۔۔۔

آواز نیچی رکھو اب فرحان انڈسٹریز کا میں مالک ہوں۔۔ابھی کے ابھی نکلو میرے آفس سے چلو ازیر غصے سے چلائے۔اور باہر سے سکیوڑٹی بلوائی۔۔

شہریار غصے سے کھولتا باہر کی طرف بڑھا۔

بہت پچھتاؤ گے تم فرحان صاحب دکھ بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولے۔۔اور مرے ہوئے قدموں سے باہر نکلے۔۔۔

ہاہاہاہاہافائنلی یہ سب میرا ہوا کتنے پاپر بیلنے پڑے اس سب کے لیے۔۔۔وہ ہنستے ہوئے شہریار کی کرسی پر آکر بیٹھے۔۔۔

****

یہ سب کیا ہے تم نے ان پیپرز پر سائن کیوں نہیں کروائے اور کون سے پیپرز پر سائن کروائے ہیں۔ نیلم اج بیٹھ کر پیپرز چیک کرنے والی لگی تو پتہ چلا ان پیپرز پر سائن نہین ہوئے۔۔۔ تبھی اس نے شمائلہ اور فاہد کو اپنے گھر بلایا۔۔۔

انہی پر جن پر میں نے کروانے کو بولا تھا۔۔ شمائلہ جوس سائڈ پر رکھتے ہوئے بولی۔۔

کیا مطلب نیلم حیرانگی سے بولی۔۔۔

ارے برا آسان ہے۔۔میں نے ناان پیپرز کو بدل دیا اور ان کی جگہ اپنے پاپا کے نام کے پیپرز رکھ دیے۔۔۔اب 70٪ حصہ ان کا ہو گیا ہے۔شمائلہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

واٹ تمہارا دماغ تو خراب نہین یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔نیلم اس کی بات سن کر چلائی۔۔

ارے کول ڈون تم نے کیا سوچا ہم دونوں کو استمال کر کے سارے بزنس پر قبضہ کر لو گئ اور ہم تمہارا منہ دیکھتے رہ جائیں گے۔۔تو نو بے بی مجھے شروع سے ہی تمہارے سارے پلین کا پتہ تھا۔تو سنو کیا ہوا۔۔۔
اس دن جو پیپرز تم نے فاہد کو دیے سائن کروانے کے لے وہ میں نے تبدیل کر دیے اور ان پیپرز کے بدلے میں نے اپنے پاپا کے نام کے پیپرز رکھ دیے۔۔اب ہو گا یہ کہ 70٪ حصہ تو پاپا کے نام ہے۔اور شہریار اس کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جاے گا تو بس میں اسے بولوں گی عبیرہ کو طلاق دینے کو اور مجھ سے شادی کرنے کو اور اپنے پیسون کو واپس پانے کے لیے وہ وہی سب کرے گا۔۔جو مین کرواؤ گئ۔۔شمائلہ اترا کر سب بتاتی گئی۔۔

واٹ نان سینس فاہد تم اس کے ساتھ کیسے مل سکتے ہو۔میں نے تمہیں کتنے زیادہ پیسے دیے ہیں۔۔نیلم غصے سے فاہد پر چلائی۔۔

او میڈم میں تو ایسا بندہ ہوں جہاں اپنا تھوڑا سا فائدہ دیکھا وہی کا ہو گیا۔فاہد ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

تم دونون میں چھوڑوں گئی نہیں تم دونوں نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔۔۔ نیلم غصے سے ان دونوں کی طرف بڑھی۔۔۔

اوپلیز مس نیلم اپنی اوقات مین رہو اور جا کر ماڈلنگ کرو۔ کچھ پیسے کماؤ۔ ورنہ جتنی تم۔ کنگال ہو یہ گھر بھی چھوڑنا پڑے گا۔۔ شمائلہ نے اسے دھکہ دیا وہ سیدھی زمین پر گری۔۔۔

چلو فاہد شمائلہ اس کے ساتھ گھر سے نکل گئی۔۔۔ پیچھے نیلم حیرانگی سے ساری سچویشن کو سمجھنے لگی۔۔ آج اسے کسی نے بہت بری طرح سے ہرایا تھا۔ اور وہ بھی اس سے چھوٹی لڑکی نے۔۔۔

****

شہریار فرحان صاحب کو لیے گھر آ گیا۔۔ فرحان صاحب نے اسے ابھی تک کچھ نہیں بولا تھا۔۔

پاپا یقین جانیے مین نے وہ پیپرز پڑ کر سائن نہیں کیے۔۔ مجھے نہیں پتہ یہ سب کیسے ہوا۔ شہریار ان کے کمرے میں اکر بولا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

شہریار ابھی میں بات کرنے کے موڈ مین نہیں ہوں تم۔ جاسکتے ہو فرحان صاحب سخت لہجے میں بولے۔ شہریار غصے سے کمرے میں اگیا۔۔۔

میں اتنا بے وقوف کیسے ہو سکتا ہوں۔۔وہ کمرے میں داخل ہو کر زور سے دروازہ مارتے ہوئے بولا۔۔۔ عبیرہ جو الماری میں کپڑے سیٹ کر رہی تھی۔۔ شہریار کو اتنے غصے میں دیکھ کر فوراًاس کے پاس آگئی

کیا ہوا آپ اتنے غصے میں کیوں ہیں۔وہ پریشانی سے بولی۔۔

سب کچھ ختم ہو گیا۔۔ شہریار نے غصے سے سامنے پڑے شیشے کے گلدان کو سامنے والی دیوار پر دے مارا۔۔ عبیرہ نے ڈر کر کانوں پر ہاتھ رکھ لیے۔

صرف اور صرف میری بے وقوفی کی وجہ سے سب ختم ہو گیا. وہ وہ غصے سے بیڈ پر بیٹھ گیا۔

شہریار آپ کیا بول رہے ہیں مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی۔ عبیرہ شہریار کو اتنا غصے میں دیکھ کر پریشانی کے عالم میں اس کے قریب ہی بیٹھ کر بولی۔۔

کچھ مت پوچھو بہت برا ہوا۔ وہ اپنے بالوں کو مٹھی میں جکڑتے ہوئے بولا۔۔۔

میرا دل بیٹھا جا رہا ہے پلیز بتائیں کیا بات ہے؟ عبیرہ شہریار کے عجیب غریب رویے کو دیکھ کر پریشان ہو گئی۔۔

شہریار نے اسے سب بتا دیا۔ جیسے سن کر عبیرہ شاک کے انداز میں اسے دیکھے گئی۔۔

مجھے تو یہ بھی یاد نہیں میں نے کب پیپرز سائن کیے۔ کس نے لا کر دیے۔ ایسا آفس میں کون ساغدار ہو سکتا ہے جو اسطرح کی حرکت کرے۔ شہریار سوچتے ہوئے بولا۔۔۔

عبیرہ کے ہاتھ ایک دم لرزے اسے ایک پل میں فاہد یاد آ گیا۔۔ یہ ضرور فاہد کا کام ہے یا اللہ وہ اتنا کیسے گڑ سکتا ہے۔ وہ دل میں سوچ رہی تھی۔۔۔

ان سب جو لگ رہا ہے۔ مجھ سے بچ جائیں گے۔ پر شائد یہ لوگ بھول چکے ہیں میں شہریار ہوں۔۔ ان سب کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ غصے سے وہ بے قابو ہو رہا تھا۔

آپ یہ پانی پیں اللہ پاک سب بہتر کرے گا۔ عبیرہ اس کی بات سن کر خیال کی دنیا سے واپس آئی۔ اور گلاس میں پانی ڈال کر شہریار کی طرف بڑھایا۔۔

شہریار نے پانی لے لیا۔۔

آپ کیسے سب واپس لو گے۔جب لیگل پیپرز پر سائن ہو چکے ہیں تو اب کیا کرو گے۔۔وہ واپس اس کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔

چاچو نے بہت غلط کیا پاپا کا بھروسہ توڑا ہے۔۔دیکھو زرا جا کر پاپا کی کیا حالت ہو گئی ہے۔۔پراپرٹی کے جانے سے اتنے دکھی نہیں جتنے اپنوں کے پیٹھ پر چھوڑا گھونپے سے ہیں۔قسم خدا کی ایک ایک کو سزا دوں گا۔اور سب سے پہلے خود کو۔۔شہریار غصے سے بولا اور ساتھ ہی ہاتھ میں پکڑے گلاس کو زور سے دبایا شیشے کا گلاس ٹوٹ گیا اور ٹکڑے ہاتھ پر چھب گے۔۔۔

شہریار کیا کر رہے ہیں پاگل ہو گے ہیں۔ضروری نہیں ہر مسلے کا حل غصہ ہو عبیرہ جلدی سے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر شیشے کو نکالنے لگی۔پورا ہاتھ خون سے بھر گیا تھا۔۔۔

اسی ہاتھ نے سائن کیے تھے اچھا ہوا۔۔شہریار ہاتھ کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔

ادھر دیکھیں یہ سب کر کے کیا ہو جائے گا۔۔ کیا آپ وہ سب واپس لے لیں گے۔ ابھی آپ کو غصے سے نہیں بالکہ سمجھداری سے اور اپنی اس عقل کو کھول کر ٹھنڈے دماغ سے کام لینا ہے۔۔ عبیرہ غصے سے اس کا چہرہ اپنی طرف کرتی آخر میں اس کے ماتھے پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔۔۔

آرام سے تحمل سے کیسے کیسے کروں میں تحمل کیسے بولو۔ میرا دل کر رہا ہے ابھی کے ابھی سب کو مار کر آؤ۔۔ وہ غصے سے بولتا عبیرہ کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچتا کھڑا ہو گیا۔ پاس پڑی کرسی کو زور سے پاؤں مار کر بولا۔۔۔۔

ٹھیک ہے جائیں اور جا کر لڑیں۔ جائیں۔ بتائیں اس سب سے کیا ہو گا۔ وہ آپ کو ساری پڑاپری واپس کر دیں گے۔ نہیں وہ پولیس کو بلا لیں گے۔۔ اور آپ لاکپ میں بند ہو جائیں
ماموں جو اتنی پریشانی میں ہیں۔ وہ کیا کریں گے۔۔ اپنے بیٹے کے لیے تھانے کے چکر کاٹیں گے۔۔۔۔ آپ کیوں نہیں سمجھ رہے۔۔ عبیرہ اس کے پاس جا کر غصے سے چلائی۔۔ شہریار بس اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔

پلیز شہریار تحمل سے کام لیں۔ ہم نہیں چاہتے آپ کچھ غلط کریں۔۔۔ عبیرہ اس کے سینے سے لگتے ہوئے روندھی آواز میں بولی۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

شہریار نے اپنے دونوں بازوں کا گھیرا تنگ کر دیا۔اور اپنی آنکھیں بند کر لیں۔۔۔شائد وہ خود بھی ریکس ہونا چاہتا تھا۔وہ اسے مذید پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔پہلے ہی وی نجمہ بیگم کی موت سے ندھال تھی۔۔

****

عبیرہ نے ناشتہ لگا دیا۔فرحان صاحب سربراہی کرسی پر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔نور اور عمیر کو عبیرہ زبردستی ناشتہ کروا رہی تھی۔۔۔

دونوں کو ناشتہ کروا کر ان کو ڈرائیور کے ساتھ سکول بھیج دیا۔۔اور خود شہریار کے لیے آملیٹ بنانے لگی۔

شہریار تیار ہو کر نیچے آیا۔دور سے فرحان صاحب کو ناشتہ کرتے دیکھا تو بہت ہمت کر کے وہ چلتا ہوا ڈائینگ ٹیبل کی طرف آیا کرسی نکال کر بیٹھا۔۔

عبیرہ آملیٹ بنا کر لے آئی۔۔ڈائینگ ٹیبل پر خاموشی چھائی ہوئی تھی۔وہ بھی چپ کر کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھی۔۔۔

کیا بہت ہینڈسم لگ رہا ہوں جو دونوں گھورے جا رہے ہو۔۔فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

افکورس آپ میرے ہینڈسم ماموں ہیں عبیرہ انہیں نارمل انداز میں دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی۔۔

پاپا وہ شہریار اپنے الفاظ تلاش کرنے لگا۔۔

شہریار جو تم نے غلطی کی وہ مجھ سے بھی ہو سکتی تھی۔۔اب انہی پرانی باتوں کو دل پر لگانے صرف اور صرف بے بوقوفی ہے۔۔۔اور کچھ نہیں۔۔۔فرحان صاحب اسے دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

پر پاپا اب۔۔۔۔۔۔۔

اب وہی کرنا ہو گا کو انھوں نے کیا۔۔۔ازیر نے جو تاش کے پتوں سے چالیں چلی ہیں۔۔ہمیں بس ایک ایک کر کے وہی چلیں ان پر الٹا نیں ہو گئیں۔فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔

جی پاپا میں سمجھ گیا۔بس اب آپ دیکھیے گا میں کیا کرتا ہوں۔۔۔۔۔شہریار ہاں میں گردن ہلاتے ہوئے بولا۔۔

لیکن اس سب میں تمہیں اپنے غصے کو قابو رکھنا ہو گا۔۔اور سوچ سمجھ کر ہر قدم اُٹھانا پڑے گا۔دیکھن وہ آج ہی آفس بھی آئے گا۔۔۔

جی پاپا سمجھ گیا چلتا ہوں۔اپنے نئے باس سے ملنا ہے۔۔۔شہریار کرسی سے اُٹھ کر کھڑا ہوا اور باہر کی طرف بڑھا۔۔

دیکھیے گا ماموں ہم پر جو مصبت آئی ہے وہ بہت جلد دو ہر جائے گی۔عبیرہ نم آنکھوں سے بولی۔۔۔

بالکل اب تم مجھے یہ تھوڑی سی سویاں دے دو۔۔فرحان صاحب پاس پڑے باول کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔

ماموں جان بالکل نہیں آپ کی شوگر کا مسلہ ہے میں بالکل بھی نہیں دوں گی۔عبیرہ نے جلدی سے باول سائڈ پر کر دیا۔۔۔

لو آج پھر سے سوئیوں کو میر امنہ نصیب نہیں ہوا۔۔۔پر سوئیوں تم سب برا مت ماننا میری بھانجی تھوڑی سی کھڑوس ہے۔۔فرحان صاحب سوئیوں کو دیکھتے ہوئے بولے۔۔۔۔عبیرہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔اسے ہنستے ہوئے
دیکھ مسکرا دیے۔۔۔۔۔۔۔۔

****

شہریار آفس میں داخل ہوا۔ وہ چلتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ دروازے کے نائب ہر ہاتھ رکھ کر گھومایا۔۔ دروازہ کھولتا گیا۔۔ شہریار کے اندر جاتے قدم تھم گے۔۔۔ سامنے اپنی کرسی پر ازہر صاحب کو دیکھ کر وہ روک گے۔۔

ارے آؤ برخردا۔ آؤ دیکھو حماد صاحب آئے ہیں۔ ازیر صاحب نے سامنے کرسی پر بیٹھے حماد صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

حماد صاحب کرسی سے کھڑے ہو گے اور مُڑ کر پیچھے دیکھا۔۔

شہریار میں تم سے ملنے آیا تھا پر یہاں آکر تو عجیب و غریب کہانیاں ہی سننے کو مل رہی ہیں۔۔ حماد صاحب حیرانگی سے بولے۔۔۔

کیا مطلب کیسی باتیں شہریار چلتا ہوا ان کے پاس آکر بولا۔۔۔

یہ صاحب بول رہے ہیں اب وہ پروجیکٹ یہ ہینڈل کریں گے۔ کیونکہ یہ اس آفس کے بوس ہیں۔۔ حماف صاحب نے کچھ دیر پہلے ہوئی ازیر صاحب سے ہوئی باتیں بتائیں۔۔۔

بتاؤشہریار کہ میں بوس ہوں 70٪ حصہ میرا ہے اور 30٪ حصہ تمہارا تو اس حوالے سے میں ہی بوس ہوا۔۔۔ ازیر صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔

شہریار نے سب سن کر بامشکل اپنا غصہ کنٹرول کیا۔۔۔

دیکھو مجھے اس فضول سی باتوں میں نہیں پڑنا۔۔ چلو شہریار تم اپنے کیبن میں جاؤ اور اپنے گیسٹ کو بھی لے کر جاؤ ۔کافی وقت برباد کر دیا ہے۔میری اتنی میٹنگ ہیں وہ بھی اٹینڈ کرنی ہیں۔۔ازیر صاحب مصروف انداز میں بولے۔۔

شہریار نے بحث کرنا مناسب نا سمجھا۔حماد صاحب کو لے کر وہ ساتھ بنے کیبن میں چلا گیا۔۔وہ کیبن بہت چھوٹا تھا۔۔وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کبھی زندگی میں اسے اس چھوٹے کمرے میں رہنا پڑے گا۔۔اور ایسے کسی کی باتیں سننی پڑیں گی۔۔۔

وہ حماد صاحب کو سب بتانے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

رات کے سات بج رہے تھے۔۔باہر کالی گھاٹائیں چھائی ہوئیں تھیں۔بارش ہونے کا امکان تھا۔۔نور اور عمیر باہر جانے کی ضد کر رہے تھے۔پر عبیرہ انہیں منا کر رہی تھی۔۔

تبھی باہر سے کچھ آوازیں آئیں۔آوازیں کچھ جانی پہچانی تھی۔۔عبیرہ باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

سامنے ازیر،فاخرہ بیگم،اور شمائلہ تینوں اپنے اپنے سامان کے ساتھ اندر حال میں کھڑے تھے۔۔۔عمیر اور نور موقع دیکھ کر باہر کی طرف بھاگ گے۔۔۔۔

یہ سب کیا ہے؟فرحان صاحب شور سن کر اپنے بکمرے سے باہر نکلے ان تینوں کو یوں سامنے دیکھ کر حیرانگی سے بولے۔۔۔

بھائی صاحب ہم بس اپنے گھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رہنے کے لیے آئے ہیں۔ازیر صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔

کیا مطلب ہے تم یہاں رہو گے۔۔فرحان صاحب اپنا غصہ دباتے ہوئے بولے۔۔

آپ کو شائد فارسی سمجھ میں آتی ہے میں نے یہی کہا۔ہم تینوں یہی رہیں گے آخر کو ساری پراپرٹی میں 70٪ کا حصے دار ہوں۔۔ازہر صاحب بد تمیزی سے بولے۔۔۔

پیسے کے غرور نے تمہارا خون ہی سفید کر دیا ہے۔رشتوں کا لحاظ بھول گے ہو۔۔فرحان صاحب سخت لہجے میں بولے۔۔۔

ارے کہاں بھائی صاحب یہ تو آپ کو ماننا پڑے گا رشتوں کا لحاظ تو ابھی مجھ میں باقی ہے۔۔ورنہ ابھی تک آپ سب کے سب خالی ہاتھ اس گھر کے دروازے کے باہر کھڑے ہوتے۔بس آپ کی عمر کو دیکھ کر چپ کر گیا۔ اس عمر میں بڈھا کہاں دھکے کھائے گا۔ازیر صاحب بولے۔

بس چاچو بہت ہوا تمیز سے بات کریں تبھی پیچھے سے شہریار کی آواز گونجی۔جو تھوڑی دیر پہلے ہی آیا تھا ازیر صاحب کی ساری باتیں سن لیں۔تو اس سے برداشت نا ہوا۔۔

لو جی آگیا ہیرو دیکھو شہریار ابھی میرے پاس وقت نہیں بعد میں بات کریں گے۔۔۔ابھی بہت تھکا ہوا ہوں تھوڑا سا آرام کروں گا۔۔ازیر صاحب بولتے ہوئے اپنا سامان لے کر سامنے کمرے کی طرف بڑھے۔۔۔۔

عبیرہ ابھی ہم تھوڑا ریسٹ کر لیں تم نو بجے کے قریب کھانا لگا دینا اور ہاں کھانے میں نمک کم ہو ازیر کو بلڈ پریشر کا مسلہ ہے۔۔ فاخرہ بیگم حکم دینے کے انداز میں بولیں اور ازیر کے پیچھے چلیں گئیں۔۔۔

عبیرہ حیرانگی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

فرحان صاحب اپنا چہرہ نیچے کرتے ہوئے کمرے میں چلے گے۔۔۔۔۔

تم کسی کے لیے کھانا نہیں بناؤ گئی۔ کھانا ہو گا تو خود بنا لیں گے۔۔ شہریار کو فاخرہ بیگم کا یوں عبیرہ کو بولنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔

آپ اس سب باتوں کو چھوڑیں اور اوپر جائیں فریش جائیں۔ میں کھانے کو دیکھ لوں۔۔ عبیرہ بول کر کیچن میں چلی گئی۔۔۔

شہریار غصے سے بھرا کمرے میں چلا گیا۔۔ اور واشروم میں فریش ہونے چلا گیا۔۔ وہ کافی پریشان تھا ابھی تک اس مسلے کا کوئی حل نہیں نکل رہا تھا۔۔۔۔

****

عبیرہ نے کھانا بنایا۔وہ کھانا لگا کر سب کو بُلانے چلی گئ۔۔

ویسے ماننا پڑے گا ہو تو تم منحوس، دیکھو ایسی تم شہریار کی زندگی میں آئی بچارے کی زندگی جہنم ہو گئ۔
جس طرح تم دروازہ کھٹکھٹا کر نوکروں کی طرح اندر آئی ہو تم پر بہت سوٹ کرتا ہے۔۔تم جیسی لڑکی صرف کیچن میں ہی اچھی لگتی ہے۔شہریار جیسے ہینڈسم لڑکے کے ساتھ تو مجھ جیسی ماڈرن لڑکی ہی سوٹ کرتی ہے۔۔۔۔۔عبیرہ شمائلہ کے کمرے میں اسے کھانے کے لیے بُلانے آئی تھی۔۔اور وہی شمائلہ اپنے طنز کے تیر چلاتی ہوئی بولی۔۔۔

ہمم کافی اچھا بولتی ہو۔تمہاری اطلاح کے لیے بتادوں۔۔
میں اگر کیچن میں کام کرتی ہوں تو اپنے گھر میں کرتی ہوں اپنے گھر والوں کو کھلاتی ہوں۔دوسری بات یہ کہنا بند کردو کہ شہریار تمہارے ہو جائیں گے۔۔کیونکہ میڈم وہ تن اور من سے مجھے اپنی بیوی مان چکے ہیں۔۔تم بس اب اپانا رستہ ناپو۔۔ویسے شرم کرو شادی شدہ آدمی کے پیچھے پڑی ہوئی ہو۔۔عبیرہ اب اس کی مزید بکواس سننے کے موڈ میں نہیں تھی وہ بول کر بنا اس کی سنے اپنے کمرے کی طرف بڑھی۔۔۔

اس کی اتنی ہمت یہ مجھے یہ سب بکواس بولے۔۔۔شمائلہ تو اتنا سن کر ہی غصے سے پاگل ہو گئ۔اسی غصے میں اس نے زور سے دروازہ بند کیا۔اور باہر کی طرف بڑھی۔۔۔

****

عبیرہ جیسے ہی کمرے میں آئی شہریار آج معمول کی طرح بیڈ پر بیٹھا کام نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ کھڑکی کے سامنے کھڑا باہر برستی بارش کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

شہریار چلیں کھانا کھالیں۔۔ عبیرہ بیڈ پر رکھے تولیے کو اُٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔

تم یہی لے آؤ میں نیچے نہیں جانا چاہتا۔۔وہ اسی پوزیشن میں کھڑا۔ہوتے ہوئے بولا۔۔۔ عبیرہ تولیہ سائیڈ پر رکھ کر اس کے قریب آئی۔۔۔

ایک بات بولوں۔۔۔۔۔

بولو۔۔۔وہ اسکی طرف دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔

کبھی بھی اپنا حق کسی کو مت دیں۔ورنہ لوگ آپ کے حق کی ساری چیزیں کھا کر آپ کو چھوٹے کیڑے کی طرح مثل کر آگے بھڑ جائیں گے۔۔حالات سے ڈر کر رہنے کی بجائے ڈنگے کی چوٹ پر اس کا مقابلہ کریں۔۔۔اور پلیز اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرانا بند کریں۔وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔۔۔

ویسے اللہ پاک نے مجھے بیگم بہت سمجھدار دی ہے۔بہت خوبصورت باتیں کرتی ہے۔اسے یہ بھی پتہ ہے۔مجھے میرے اندر کیا چل رہا ہے۔۔اور اسے کیسے ٹھیک کرنا ہے۔۔۔شہریار نے اسے کمر سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔وہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح اس کے چوڑے سینے سے جا لگی۔۔۔۔

چھوڑیں کیا کر رہے ہیں۔عبیری لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں بولی۔۔وہ ہمیشہ ہی اس کی قربت میں گھبرا جاتی تھی۔۔

ایک بات تو بتاؤ ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں تو تمہارے یہ گال کیوں لال ہو گے ہیں۔۔شہریار مسکراہٹ دباتا

اس کے کان کے قریب ہو کر بولا۔۔۔

عبیرہ کی سانسیں تھم گئیں۔اور دھڑکن تیز ہو گئی

ماما بھوک لگی ہے۔۔۔ تبھی دروازہ کھول کر نور اور عمیر اندر آئیے۔

شہریار نے ایک پل میں اسے خود سے علیحدہ کیا۔۔۔

ایک تو یہ بچے غلط وقت پر آتے ہیں شہریار دانت پیس کر بولا۔۔۔

ہاں ہاں چلو دیتی ہوں۔ آپ بھی آجائیں اسے تو اچھا موقع مل گیا تھا عمیر اور نور کو لے کر وہ دروازے کی طرف بھاگی۔۔۔۔

دیکھ لوں گا تمہیں۔ شہریار زور سے بولا۔۔ عبیرہ کھکھلا کر چلی گئی۔۔ دور کھڑی شمائلہ کو یہ کھکھلاہٹ چُبھی۔۔۔۔

شہریار آج کل بہت مصروف رہنے لگا۔ وہ ہم۔ وقت آفس کے کاموں میں لگا رہتا۔ عبیرہ یونی تو جاتی پر گھر کے کاموں کی وجہ سے وہ ٹھیک سے پڑنا پاتی۔ شمائلہ اور فاخرہ بیگم نے گھر کا ماحول خراب کر کے رکھا تھا۔۔۔ وہ ہر دوسرے دن یا تو کسی پارٹی پر گئی ہوتیں یا گھر پر پارٹی کر لیتیں۔۔۔۔ اس پارٹی میں بہت ساری مہمان ہوتے جن میں لڑکے لڑکیاں آنٹیاں اور انکل شامل ہوتے۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

شکر ہے آج گھر میں خاموشی ہے ورنہ کل تو اتنا تیز میوزک تھا سر پھٹ رہا تھا۔ عبیرہ چائے بناتے ہوئے خود سے بولی۔۔۔ ویسے بھی آج کل اس کی طبعیت کچھ گِری گِری رہتی تھی۔۔ ابھی بھی سر درد کر رہا تھا تو چائے بنانے آ گئی۔۔۔

عمیر اور نور کے لیے نوڈلز ایک سائیڈ پر بن رہے تھے۔انہیں نکال کر باول میں ڈالے وہ دونوں کو دے آئی جو باہر ٹیوی پر کارٹوں دیکھ رہے تھے۔۔۔

چائے بنا کر اس نے ٹرے اُٹھائی اور فرحان صاحب کے کمرے میں آگئی جہاں وہ اپنے کسی دوست کے ساتھ بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔۔

۔۔۔اپنی چائے لے کر وہ بچوں کے پاس آگئی۔اور اپنا سر صوفے پر ٹیکا دیا۔۔

ماما کیا ہوا آپ کی طبعیت تو ٹھیک ہے نا نور اپنے بال پیچھے کرتے ہوئے بولی۔جو اسے کافی دیر سے تنگ کر رہے تھے۔۔

میں ٹھیک ہوں بس سر میں درد ہو رہا ہے۔۔ عبیرہ مسکرا کر بولی۔

میں ابھی اپنی ماما کا سر دبا دیتا ہوں۔پر درد یوں ختم ہو جائے گا۔اُٹھ کر اس کے پاس آکر بیٹھے ہوئے بولا۔

عبیرہ اس کی بات سن کر مسکرا دی۔وہ اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے عبیرہ کا سر دبانے لگا۔نور بھی ساتھ لگ گئی۔

ہائے ہائے اللہ رحم۔ کرے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنے خدمت کرنے میں لگایا ہوا ہے۔۔ تبھی پیچھے سے فاخرہ بیگم کی آواز آئی۔۔ عبیرہ جھٹ سے سیدھی ہوئی۔۔اور حیرانگی سے ان کی طرف دیکھنے لگی۔۔

ہم اپنی ماما کا سر دبا رہے تھے آپ کو کیا مسلہ ہے۔ نور اور عمیر دونوں اکھٹے بولے۔۔۔

پچ کتنے بد تمیز بچے ہیں تمہیں اتنے مہینے ہو گے یہاں آئے ہوئے تم نے ان دنوں کو زرا بھی تمیز نہیں سیکھائی۔ فاخرہ بیگم اپنے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولیں۔ عبیرہ بس ان کی باتین سن رہی تھی وہ نہیں چاہتی تھی۔ کہ عمیر اور نور کے سامنے کوئی ایسی ویسی بات ہو۔۔

یہ کیوں سیکھائے گئی۔ یہ تو سوتیلی ماں ہے۔اور سوتیلی تو سوتیلی ہی رہتی ہے کبھی سگھی نہیں بنتی۔۔ سیڑھیاں اترتے ہوئے شمائلہ نے کہاں۔۔۔

شٹ اپ شمائلہ اپنی بکواس بند رکھو عبیرہ انگلی اُٹھا کر وارنگ دیتے ہوئے بولی۔۔۔

او پلیز اپنی یہ ہمت اپنے پاس رکھو گاؤں کی گوار شمائلہ طنصیہ انداز میں ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

اگر شہر کے پڑھے لکھے تم جیسے جاہل ہوتے ہیں تو الحمد اللہ میں گاؤں کی گوار ہی ٹھیک ہوں۔۔ عبیرہ بھی ترکی باترکی بولی عمیر اور نور کا ہاتھ پکڑ کر انہیں لیے اپنے کمرے میں آگئی۔۔۔

دونوں کو پڑھانے لگی۔ پر اس کے دماغ میں وہی باتیں گھوم رہیں تھیں اسے رہ رہ کر شمائلہ پر غصہ آرہا تھا۔۔

دونوں کو پڑھا کر وہ انہیں گیمز لگا کر دے آئی اور خود نیچے کیچن میں رات کا کھانا بنانے لگے۔۔۔

آج اسے کھانا بناتے ہوئے تھوڑی دیر ہو گئی تھی۔ رات کے نو بج رہے تھے۔۔ وہ بہت تھک چکی تھی۔ وہ کھانا بنا رہی تھی جب اسے ایک دم چکر آئے۔۔ شلف کو زور سے پکڑ کر کھڑی ہو گئی۔۔

عبیرہ کیا ہوا۔ اپنے پیچھے سے اسے شہریار کی آواز آئی جو ابھی گھر آیا تھا۔ اور عبیرہ لو آواز لگا تا وہ کیچن میں آیا۔۔ جہاں اسے لڑکھڑاتے ہوئے دیکھا تو فوراً اس کے قریب آکر اسے گرنے سے تھام لیا۔۔

اسے کرسی پر بیٹھا کر پانی کا گلاس پیلایا۔۔۔

ٹھیک ہو۔۔ شہریار پریشانی سے اسے دیکھ کر بولا۔۔۔

ہمم وہ بس سر ہلا کر بولی۔۔۔

صبح سے کچھ کھایا ہے۔یا بھوکی بیٹھی ہو۔۔ شہریار نے پوچھا۔۔

دل نہیں کر رہا تھا۔اس لیے نہیں کھایا چائے پی وہ اپنے سر کو دباتے ہوئے بولی۔۔۔

اسی لیے یہ سب ہو رہا ہے۔۔ سارے گھر کا خیال رکھنا سوائے اپنے۔شہریار اسے ڈانٹ رہا تھا اور عبیرہ اس کی اس میٹھی ڈانٹ پر مسکرا رہی تھی۔۔

مسکرا کیوں رہی ہو۔۔ یہ لو جوس پیو شہریار نے ایک گلاس جوس اسے تھمایا۔۔

عبیرہ نے تھام لیا اور پینے لگی۔۔

اب تم کوئی کام نہیں کرو گئی۔اُٹھو کمرے میں چلو شہریار اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اُٹھائے کمرے میں لے آیا۔۔۔

تم بیٹھو یہاں میں کھانا لے کر آتا ہوں شہریار نے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور خود نیچے آگیا۔۔ فرحان صاحب تو اپنے دوست کے ساتھ باہر ڈنر پر گے تھے شہریار نے ٹرے میں کھانا نکالا اور کمرے میں لے آیا۔۔

میں دل نہیں کر رہا عبیرہ نے کھانے سے انکار کیا۔۔

ٹرے کو بیڈ کے درمیان میں رکھ کر خود عبیرہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ نور اور عمیر کو بھی کھانے کا کہا۔ دونوں مزے سے کھانا کھانے لگے۔ شہریار عبیرہ کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھیلانے لگا۔۔

ابھی اس نے تھوڑا سا ہی کھایا تھا کہ وہ جلدی سے اُٹھی اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر واشروم میں بھاگ گئی۔۔ شہریار پریشانی سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ منہ دھو کر باہر آئی۔

بولا تھا نا میرا دل نہیں کر رہا کھانے کو دیکھ لیا۔ اور زیادہ طبعیت خراب ہو گئی۔۔ وہ چلتی ہوئی باہر آئی۔۔

چلو میں ڈاکٹر کے پاس لے کر چلتا ہوں۔ شہریار اسے کندھوں سے تھام کر بیڈ پر لے آیا۔۔

شہریار میں نے کہی نہیں جانا کل جائیں گے۔۔ وہ بیڈ پر لیتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار نے زیادہ فورس نا کیا دونوں کو کھانا کھلا کر وہ ٹرے نیچے کیچن میں رکھ آیا۔۔

جب وہ کمرے میں آیا تو عمیر اور نور عبیرہ سے کچھ پوچھ رہے تھے۔۔

ماما یہ سوتیلی ماما کیا ہوتا ہے؟

عبیرہ ان کو سلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ تبھی عمیر بولا۔۔اس کے دماغ میں شمائلہ کے لفظ گھوم رہے تھے۔۔
کیا یہ بہت گندھا لفظ ہے۔۔نور بولی۔ عبیرہ کو سمجھ نا آیا کیا بولے۔۔۔

میں بتاتا ہوں شہریار دروازہ بند کر کے ان سب کے پاس بیٹھ کر بولا۔۔۔

سوتیلی ماں مطلب ایک بہت ہی خوبصورت محبت کرنے والی بنا اپنا فائدہ نکالے ہمیشہ دوسروں کا بھلا سوچنے والی ماں ہوتی ہے جس کا دل اللہ نے محبت سے بھر دیا ہوتا ہے۔۔ایسی ماں بہت کم کسی بچے کو نصیب ہوتی ہے۔تو اسے صرف ماما بولتے ہیں۔اور یہ سوتیلی لفظ کچھ نہیں ہوتا سمجھے میرے بچوں شہریار عبیرہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

۔۔اور آخر میں عمیر اور نور دونون کے گال کھینچے۔۔

سمجھے سوتیلی مطلب خوبصورت ماما۔۔۔

آئی لو یو ماما دونوں نے عبیرہ کے دونوں گالوں پر بوسہ دیا۔۔اور سونے کے لیے لیٹ گے۔۔ عبیرہ نے دونوں کے ماتھے پر بوسہ دیا۔اور اپنی آنکھیں صاف کرتی اُٹھ گئی۔۔ شہریار فریش ہو کر آیا۔تو عبیرہ کو کھڑی کے سامنے کھڑا پایا۔۔وہ باہر کی طرف دیکھ رہی تھی

کیا ہوا سوئی نہیں طبعیت زیادہ تو خراب نہیں ہوئی۔ شہریار عبیرہ کے پاس آکر فکر مندی سے بولا۔۔۔

شکریہ عبیرہ ایک دم اس کے چورے سینے سے لگ گئی۔۔دو آنسوں شہریار کی قمیض کو بگھو گے۔ شہریار نے اس کے گرد بازوں کا گھیر اتنگ کر لیا۔۔۔

آج جب شمائلہ نے دونوں کے سامنے مجھے سوتیلی ماں کہا۔تو مجھے بہت برا لگا۔۔مجھے ڈر تھا کہ کہی عمیر یا نور یہ سوال نا کر لیں۔پر آپ نے انہیں بہت اچھے سے سمجھایا۔۔ عبیرہ اس کے سینے سے لگے بولی۔

میں نے بس وہ بولا جو تم ہو۔ تم ہو ہی اتنی بے لوث محبت کرنے والی۔۔ آج مجھے یہ کہنے میں کوئی پریشانی نہیں عبیرہ شہریار کہ تم نے اپنے نرم مجاز، خوبصورت اور بے لوث محبت سے مجھ جیسے بندے کو جیت لیا ہے۔۔ تم نے وہ جگہ اس دل میں بنالی ہے جو شائد آج تک کسی نے نہیں بنائی۔۔

تمہاری وجہ سے میں زندگی کی خوشیوں کی طرف واپس آیا۔ صرف تمہاری وجہ سے میں بچوں کے قریب ہوا۔۔ اور آج میں اپنے ہوش وہواس میں یہ اقرار کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے عبیرہ شہریار سے بے انتہا محبت ہو گئ ہے شہریا اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں لیے اس کی آنکھوں میں اپنی انکھیں ڈالے جزب کے عالم میں اپنی محبت کا اظہار کر رہا تھا اور عبیرہ حیران سی اس کے منہ سے نکلنے والے ہر ایک لفظ کر سن اور اپنے اندر تک اتار رہی تھی۔۔

شہریار نے اسے یوں اپنے آپ کو تکتے ہوئے دیکھا تو مسکراتا ہوا اس کے ماتھے پر بوسہ دینے لگا۔۔۔

عبیرہ نے اپنی انکھیں بند کر لیں دو آنسں اس کے گال کو بھیگو گے۔۔ وہ تو آتک یہ سمجھتی تھی شہریار نے اسے صرف سمجھوتہ کر کے اپنایا ہے۔ وہ اس سے بالکل بھی محبت نہیں کرتا پر آج یوں محبت کا اظہار سن کر وہ بہت حیران اور خوش ہوئی۔

کیاہوابیگم کس مراقبے میں چلی گئی کہی ابھی تم بھی توظہارے محبت تونہیں کرنے والی۔۔۔شہریار نے اس کے کان کے قریب ہو کر بولا۔۔ عبیرہ شرما کر اس کے گلے لگ گئی۔۔ شہریار کو اس کا یوں شرمانا بہت پسند آیا۔اس کے گرد بازوں کا گھیرا تنگ کرتے اس کا قہقہ بلند ہوا۔۔۔۔

دونوں کو ہنستا مسکراتا دیکھ باہر چاند بھی مسکرادیا۔۔ پر کچھ ہی دیر بعد چاند ہر کالے بادل آگے۔ کیا پتہ یہ کالے بادل کہی ان کی زندگی کی خوشیوں ہر بھی تو آنے والا نہیں۔۔۔

*****★**************

اگلے دن عبیرہ یونی سے سیدھی ڈاکٹر کے پاس گئی۔بس یہ کنفرم کرنے جو وہ سوچ رہی ہے کیا وہ سب سچ ہے۔۔۔

ڈاکٹر سے مل کر وہ بہت خوش تھی۔جو فائل اس کے ہاتھ میں تھی اس میں اس کے خوشیاں لکھی ہوئی تھیں وہ مسکراتی ہوئی رکشہ لے کر گھر اگئی۔۔۔

کمرے سے فریش ہو کر وہ جیسے نیچے آئی باہر لان میں کچھ ارینج منٹ ہو رہا تھا۔۔شہریار وہاں کھڑا خود سب کروا رہا تھا۔۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔ عبیرہ حیرانگی سے سب دیکھ رہی تھی۔

بیٹے آج گھر میں پارٹی ہے۔۔ ہم نے بہت بڑا پروجیکٹ مکمل کیا ہے تو اس کی خوشی میں پارٹی رکھی گئی ہے۔۔ کافی زیادہ مہمان ہوں گے۔۔ فرحان صاحب نے عبیرہ کو بتایا۔۔

عبیرہ تم شام تک بچوں کو اور خود اچھا سا تیار ہو جانا بہت سارے گیسٹس آنے والے ہیں۔۔۔ شہریار مصروف انداز میں بولا۔۔۔

شام کو عبیرہ نے عمیر اور نور کو بہت پیار سے کپڑے پہنائے اور تیار کر کے انہیں نیچے بھیج دیا۔۔

خود کپڑے پہن کر وہ شیشے کے سامنے تیار ہونے لگی۔ بیلک پاؤں تک آتی فراق پہنے بالوں کو سٹریٹکر کے پیچھے کھلا چھوڑ کر وہ میک اپ کر رہی تھی۔۔

آج رات شہریار کو بتاؤں گی۔ وہ کتنا خوش ہوں گے۔۔ عبیرہ لیپ سٹک لگاتے ہوئے بولی۔۔

اہمم لگتا ہے کسی کے خیالوں میں گم ہو کہی وہ ناچیز بندہ میں تو نہیں تبھی عبیرہ کو اپنے پیچھے سے شہریار کی آواز سنائی دی۔۔

بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔۔ شہریار نے اسے پیچھے کمرے سے تھام لیا اور اس کے کندھے پر تھوڑی ٹکا دی۔۔۔

آپ نے کہ دیا۔بس اتنے میں ہی خوبصورت ہو گئی۔۔ عبیرہ شرماتے ہوئے بولی۔

نہیں میں نے تو ابھی غور کیا تم تھوڑی سی موٹی ہو گئی ہو۔ شہریار شرارتن انداز میں بولا۔۔

عبیرہ اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔

شہریار اگر میں اور زیادہ موٹی ہو گئی تو آپ کا پیار کم تو نہیں ہو جائے گا۔وہ شہریار کی شرارت کو سمجھے بغیر شیشے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔

ہاہاہا جانِ شہریار اب تو مر کر بھی میرا پیار ختم نہیں ہو گا۔۔ شہریار ہنستا ہوا اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔اور مسکراتا کمرے سے باہر چلا گی۔۔۔

عبیرہ کو اپنا آپ بہت معتبر لگنے لگا۔۔

وہ مسکراتی ہوئی شیشے میں خود کو دیکھنے لگی اور پاس پڑی جوتی پاؤں میں ڈالنے لگی۔۔وہ تیار ہو کر ڈوپٹہ ڈال کر کمرے سے باہر آگئی۔۔۔

""******

یہ تمہارا آخری کام ہے اس کو پورا کر دو قسم سے مالا مال کر دوں گئی۔۔شمایلہ فون پر فاہد سے بات کر رہی تھی۔۔

میں بس آرہاہوں تم کسی بھی طرح اسے اس کمرے میں بھیج دو پھر دیکھامین کیا کرتا ہوں۔۔۔اگے سے فاہد بولا۔۔

چلو تم آؤ میں نے کمرے کی کھڑکی کھول رکھی ہے۔شمائلہ ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے بولی اور فون بند کر دیا۔۔

باہر کافی مہمان آچکے تھے۔۔عبیرہ سب کو بہت اچھے سے ڈیل کر رہی تھی۔دانین بھی حماد صاحب کے ساتھ آئی تھی۔۔۔

آنٹی آنٹی وہ عمیر کمرے میں بند ہو گیا ہے چلو جلدی چلو۔ عبیرہ ایک طرف کھڑی ویٹر کو کچھ بتا رہی تھی تبھی ایک چھوٹی سی بچی آئی اور عبیرہ کو کہنے لگی۔۔

وہ بھاگتی ہوئی اندر آئی اور اس بطی کے بتائے ہوئے کمرے کی طرف بڑھی وہ فاخرہ اور ازیر چچا کا روم تھا۔ عبیرہ نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی

تبھی دروازہ کھولا اور کسی نے اس کا بازو پکڑ کر اندر کھینچا۔۔

عبیرہ کی چیخ نکلنے سے پہلے ایک بھاری ہاتھ اس کے منہ پر آیا۔۔

عبیرہ نے ڈر سے انکھیں بند کر لیں لیکن جب خود کو کسی کے بازوں میں جکڑے پایا تو فوراً آ کھیں کھولیں۔۔

اور جب اس نظر سامنے کھڑے مسکراتے ہوئے فاہد پر پڑی تو ایک پل کے لیے اس کے پاؤں سے زمین کھسک گئی۔ زبردستی اپنا آپ چھڑوایا۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو عبیرہ غصے سے بولی۔۔۔

بس جانِ من تم سے ملنے آیا ہوں اور ایک بہت ضروری کام پورا کرنے آیا ہوں فاہد مسکرا کر بولا۔۔

عبیرہ نے اس کی بکواس سننا مناسب نا سمجھا اور دروازہ کھولنے لگی پر یہ کیا دروازہ باہر سے بند تھا۔۔۔

یہ سوچتے ہی کہ باہر کتنے زیادہ مہمان ہیں اور اگر کسی نے اسے فاہد کے ساتھ اکیلے روم میں بند فیکھ لیا تو کیا سے کیا ہو سکتا ہے۔

تم پاگل ہو مجھے باہر جانا ہے کھولو اسے عبیرہ اس پر چلائی۔۔

کھل جاے گا کھل جائے گا۔۔بس دو منٹ پھر تمہارا سب کچھ ختم ہو جاگ گا آج میں تمہیں پوری طرح برباد کر دوں گا۔ تمہارے کردار کی آج دھجیاں بکھریں گئی۔۔فاہد شیطانی مسکراہت نکالتے ہوئے بولا۔۔

وہ شیشے کے سامنے گیا اور اپنی شرٹ کے بٹن کھول دیے اپنے بال بکھیر دیے۔۔۔

عبیرہ کو کسی انہونی کا خوف ہوا۔۔ تبھی باہر سے فاخرہ بیگم۔کی آواز آئی۔جو دروازے کو بجارہیں تھی۔۔۔

عبیرہ کے کانوں میں اور بھی آوازیں پڑیں

اور جس آواز نے اس کے پاؤں سے زمین کھینچ لی وہ شہریار کی اواز تھی جو گھر میں ہوتے شور کو سن کر اس طرف آیا تھا سامنے فاخرہ بیگم اپنے کمرے کے دروازے کو بجا رہیں تھیں۔۔

کیا ہوا کیوں شور کر رہے ہیں باہر اتنے مہمان آئے ہوئے ہیں شہریار سخت لہجے میں بولا۔۔

شہریار اندر کوئی ہے دروازہ نہیں کھول رہا مجھ لگ رہا کے کوئی چور گھس گیا ہے میرا اتنا زیور اندر چھپا ہے۔ فاخرہ بیگم کمال کی۔ ایکٹنگ کرتے ہوئے بولی۔

--

شہریار اپنے کمرے کی طرف گیا اور وہاں سے ڈوپلیکیٹ چابی نکال کر لیا اور دروازہ کھولنے لگا۔۔۔

جیسے جیسے دروازے کو کھولا جا رہا تھا ویسے ویسے عبیرہ کی دھڑکنیں بڑھ رہیں تھیں۔ تبھی اچانک فاہد نے عبیرہ کو کھینچ کر گلے سے لگا لیا۔۔۔

اس سے پہلے کے عبیرہ اپنا آپ چھڑواتی۔ دروازہ کھولا۔۔ شہریار نے اندر کا منظر دیکھا۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی فاہد نے عبیرہ کو خد سے علحیدہ کر دیا۔پر یہ منظر باقی سب دیکھ چکے تھے۔شہریار شاک سا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

ہائے ہائے توبہ توبہ کیا زمانہ آگیا ہے۔شادی شدہ ہو کر ایک غیر مرد کے گلے لگی ہوئی ہو۔فاخرہ بیگم کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ توبہ کرتے ہوئے بولیں۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟شہریار نے غصے سے بھری نظروں سے فاہد کی طرف دیکھا اور اسے گریبان سے پکڑ کر پوچھا۔۔

مجھے تو عبیرہ نے بلایا تھا۔فاہد چوڑا ہوتے ہوئے بولا۔۔۔

شہریار نے عبیرہ کی طرف دیکھا جو نا میں سر ہلا رہی تھی۔آنکھوں سے آنسوں نکل رہے تھے۔۔

چیچ عبیرہ تمہیں زرا شرم نہیں آئی یوں پرائے مرد کو ایک بند کمرے میں بلاتے ہوئے۔۔فاخرہ بیگم دوبارہ سے بولیں وہ جان بوجھ کر اونچا اونچا بول رہیں تھیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اکھٹے ہو سکیں۔۔۔

جھوٹ مت بولنا۔سچ سچ بتا کس کے کہنے پر آیا ہے۔شہریار اس جھنجھورتے ہوئے بولا۔

بولا نا عبیرہ کے کہنے پر آیا ہوں۔۔اسی نے مجھے ملنے بُلایا ہے۔دوپہر میں اس نے فون کیا کہ آج پارٹی ہے تو آجانا مل لیں گے۔فاہد نے کمال مہارت سے کھوٹ کی بنیاد رکھی۔۔۔

ارے کسی پرائے کو مارنے سے پہلے اپنی بیوی سے پوچھو کہ وہ یہاں کیا کر رہی تھی۔شمائلہ بھی اب اس کا حصہ بن گئی۔۔۔لڑائی ہوتے دیکھ کر عمیر بھاگتا ہوا باہر آیا اور فرحان صاحب کو اندر لے کر آگیا۔۔۔

بکواس بند کر بتا۔کس کے کہنے پر یہ سب کر رہا ہے شہریار اس کے منہ پر مکہ مارتے ہوئے بولا۔اور اسے پکڑ کر دروازے سے باہر پھینکا۔وہ منہ کے بل فرش پر گِرا۔۔چونکہ یہ نیچلے فلور پر ہو رہا تھا۔عبیرہ فل کانپ رہی تھی یہ سوچ کر ہی اس کی جان نکل رہی تھی کہ اب اس کا پاسٹ کھل جائے گا۔اس کے بعد کیا ہو گا؟؟؟؟؟؟

بتا بھے لڑکے تمہارا عبیرہ کے ساتھ کیا رشتہ ہے جو تو یوں چپکا ہوا تھا۔فاخرہ بیگم اب کہاں چپ کرنے والیں تھیں۔وہ فاہد کے پاس آکر بولیں۔۔جو زمین سے اُٹھ کر کھڑا ہوا تھا اور اپنے ناک سے بہ رہے خون کو صاف کر رہا تھا۔۔

ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں۔کچھ مشکلوں کی وجہ سے ہماری شادی نا ہو سکی۔عبیرہ کی امی نے شہریار سے اس کی شادی کروادی۔اسکے بعد عبیرہ مجھ سے ملی بھی تھی۔۔فاہد بول رہا تھا اور شہریار شاک سا اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سن رہا تھا۔۔

بکواس کرتا ہے۔سالے تجھے نہیں چھوڑوں گا شہریار سے اور برداشت نا ہوا اور اس نے دوبارہ سے اسے مارنا شروع کردی۔۔۔۔

سر۔۔۔مجھے مجھے مارنے سے۔پہلے۔پہلے اپنی بیوی سے پوچھو کیا وہ شادی سے پہلے مجھ سے پیار نہیں کرتی تھی؟ کیا وہ شادی کے بعد مجھ سے ملنے کیفے نہیں آئی تھی۔۔۔فاہد ہانپتے ہوئے بولا۔شہریار کے ہاتھ ایک پل کو تھم گے۔۔

واہ اب مزہ آئے گا جب عبیرہ ہاں بولے گئی۔واہ میرے چیتے کیا گیم کھیلی ہے۔دور کھڑی۔شمائلہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔

فرحان صاحب پریشان سے یہ سب دیکھ رہے تھے۔۔

بول بتا جو وہ پوچھ رہا ہے؟فاخرہ بیگم عبیرہ کے پاس آکر اسے بازو سے ہلاتے ہوئے بولیں۔

عبیرہ کب کی صوفے کا سہارا لیے کھڑی تھی اس نے ایک بار بھی پلکیں نہیں اُٹھائیں تھیں۔۔وہ کانپتی ہوئی بس سن رہی تھی۔۔

شہریار کے کان اسی طرف تھے۔

بول بھی الفی لگ گئی ہے۔۔۔۔۔

میں میں فاہد کو جانتی تھی ہم ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے۔۔۔۔ عبیرہ کے منہ سے نکلنے ولے الفاظ شہریار کو تیر کی طرح چھبے۔۔۔

پر شہریار میرا اللہ جانتا ہے جس دن میری آپ سے شادی ہوگئی۔۔ میں نے ایک پل بھی آپ کے علاوہ کسی اور کے بارے میں نہیں سوچا۔۔ ہاں میں ملنے گئی تھی۔ پر صرف اس لیے کیونکہ فاہد مجھے بلیک میل کر رہا تھا۔ عبیرہ بھاگ کر شہریار کے پاس آئی اور اسے اپنی سچائی کا یقین دلوانے کی کوشش کرنے لگی۔ شہریار بس لال انگاڑے بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عبیرہ کو اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔

جب شہریار کافی دیر تک نا بولا۔ تب شمائلہ نے موبائل نکال کر فاہد کو میسج کیا۔۔ فاہد نے ہلکے سے جیب سے موبائل نکال کر دیکھا جہاں شمائلہ کا میسج تھا۔۔

پلین بی ایکٹیویٹ کرو۔۔۔ جیسے پڑھ کر فاہد کے ہونٹوں پر شیطانی مسکراہٹ ابھری۔۔

عبیرہ پلیز تم ڈرو مت۔اب ہم۔دو پیار کرنے والوں کو کوئی علحیدہ نہیں کر سکتا۔اور تم جھوٹ کیوں بولا رہی ہو کہ ہم صرف ایک بار ملے تم۔جانتی ہو ہم پارکس میں،کیفے میں،پیزہ ہٹ میں،اور آج صبح ہی ہم ہسپتال میں ملے تھے۔جہاں آج ہی لیڈی ڈاکٹر سے ملے ہم دونوں تمہارے اور شہریار کے بچے کے ابوشن کے لیے ٹائم لے کر آئے ہیں۔۔۔فاہد اگے ہوتے ہوے بولا

۔جیسے سن کر عبیرہ کے پاؤں تلے زمین نکل گئی اس کا دل کیا ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔وہ سوچ بھی نہین سکتی تھی فاہد اس گندے لیول تک جا سکتا ہے۔۔۔فاہد کی اتنی بری اور گھٹیا بات سن کر شہریار کا دماغ گھوم گیا۔باقی سب کے سب شاک میں آ گے۔۔فرحان صاحبنے بے اختیار صوفے کا سہارا لیا۔۔۔

کافی لوگ چہ مگویاں کرنے لگے۔۔بس فاخرہ اور شائلہ مسکرا رہیں تھیں۔۔۔

نہیں شہریار مجھے میری مری ماں کی قسم میں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔اس سے پہلے کے وہ کچھ اور بولتی شہریار کو ہاتھ اُٹھا۔۔۔

ٹھاہ۔۔۔۔۔عبیرہ نے بے اختیار اپنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا۔۔۔پر یہ کیا وہ تھپڑ عبیرہ کو نہیں بلکہ فاہد کے گال پر پڑا تھا۔۔

--

کمینے گھٹیا انسان تجھے کیا لگا تو میرے گھر میں کھڑا ہو کر میری بیوی کے کردار کی دھجیاں بکھیرے گا میں مین تیری ہر بات پر یقین کر لوں گا۔۔ شہریار فاہد کو پیٹتے ہوئے بولا۔

بیوی ہے وہ میری سمجھا بیوی۔ اور مجھے پورا یقین ہے یہاں کھڑا ہر انسان گر سکتا ہے پر عبیرہ کبھی ایسی حرکت نہیں کر سکتی۔۔ مجھے خود سے بھی زیادہ اس پر یقین ہے۔ شہریار اسے مارتے ہوئے بول رہا تھا وہ پورا جنونی ہو چکا تھا۔۔

عبیرہ نے آنکھیں بند کر کے لمبا سانس لیا۔۔ اسے لگا جیسے شہریار کے سارے الفاظوں نے بھری محفل میں اسے داغ دار ہونے سے بچا لیا ہے۔۔ وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی وہ رو رہی تھی۔۔۔

تیری ہمت بھی کیسے ہوئی شہریار فرحان کی بیوی کو بلیک میل کرنے کی۔ شہریار نے مار مار کر فاہد کا برا حال کر دیا تھا۔۔ شمائلہ شہریار کا یہ ری ایکشن دیکھ کر غصے سے پیر پٹکھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

شہریار نے پاس پڑا واس پکڑا اور اسے فاہد کے سر پر مارنے لگا جب کسی نے آ کر اسے رُوکا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

فرحان صاحب نے پولیس بلوالی تھی جو کہ اندر آکر فاہد کو لے کر جا چکی تھی۔۔

Urdu Novels Ghar

شہریار نے وہی واس زمین ہر دے مارا۔۔ اور پلٹ کر عبیرہ کے پاس آیا۔ اسے پکڑ کر زمین سے اُٹھایا۔ اور اسے بازو سے پکڑ کر اوپر کمرے میں لے گیا۔۔۔ فرحان صاحب مسکرا دیے۔ انہیں خوشی ہوئی کہ شہریار نے عبیرہ پر یقین کیا۔ نا کہ کسی کی باتوں پر یقین کر کے اسے غلط سمجھا۔۔

****

شہریار غصے سے عبیرہ کو لے کر کمرے میں آیا۔ اور دروازہ بند کر دیا۔ اور اسے کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

جب اتنی بری بری چیزیں ہو رہیں تھیں۔ وہ کمینہ تمہیں بلیک میل کر رہا تھا تب تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔ کیا تمہیں مجھ پر زرا سا بھروسہ نہیں۔ شہریار اسے کے دونوں بازوں کو زور سے پکڑتے ہوئے بولا۔ اس کا لہجہ غصے سے بھرا ہوا تھا

ایم سوری مجھے لگا کہی آپ مجھے غلط۔۔۔۔ عبیرہ ہکلاتے ہوئے بولی۔۔

غلط اور آج اگر اج میں تمہیں غلط سمجھ لیتا تو کیا کرتی بولو۔۔ آگر آج میں اس سالے کی باتوں پر یقین کر لیتا تب کیا کرتی۔ شہریار اسے جھنجھورتے ہوتے ہوئے بولا۔۔

میں نے بہت بار سوچا آپ کو بتا دوں پر ہر بار نا جانے کیوں چپ رہ جاتی ایم سوری شہریار عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

بس کرو عبیرہ اب میرے سامنے یہ رونا دھونا شروع مت کرنا اور اس دن جب میں نے اپنے دل کی ہر بات بتا دی تب تم کیوں نہیں بولی۔۔ جب اس رات یقین کرنے کے اتنی بری بری باتیں کر رہی تھی۔ تب بھی تمہیں خیال نا آیا کہ میں بتا دوں شہریار اسے چھوڑتے ہوئے بولا۔۔ اور اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی۔ کوشش کرنے لگا۔۔۔

مجھے لگا آپ کو اگر یہ پتہ چلے گا کہ میں شادی سے پہلے کسی سے پیار کرتی تھی تو آپ مجھ سے بدگمان گمان ہو جائیں گے۔ اور ہمارا رشتہ جو ابھی شروع ہی ہوا تھا وہ کہی ختم۔ نا ہو جائے۔۔ عبیرہ اسے سمجھاتے ہوئے بولی۔۔

واہ عبیرہ واہ تمہیں میری سوچ اتنی چھوٹی لگی ہے۔۔ تمہیں کیا لگا جب مجھ یہ سب پتہ چلے گا میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔ تم نے مجھ پر اتنا سا بھی بھروسہ نہیں کیا۔۔ جب میرا پاسٹ ہو سکتا ہے تو تمہارا بھی ہو سکتا ہے۔ میں کیوں پچھلی چیزوں کو لے کر تم سے ناراض ہوتا لیکن نہیں تم نے سچ بتانے کی بجائے جھوٹ بولنا زیادہ بہتر سمجھا اس دن وہ فوٹوز میں بھی وہی تھی۔۔ اس پر بھی تم۔ نے مجھ سے جھوٹ بولا۔۔۔ شہریار اس کی سوچ سن کر ار غصہ آ رہا تھ۔ا۔

وہ کچھ نا بولی بس روتی رہی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

آج تم نے مجھ دو کوڑی کا کر دیا ہے جس کی بیوی اس پر یقین تک نہیں کرتی۔۔ صرف تم جیسی پاگل لڑکیاں ہوتیں ہیں جو بلیک میلنگ والوں کے بارے میں چھپاتی ہیں اور بعد میں صرف اپنا ہی کھسارہ کرتی ہیں۔ اور تم کر چکی ہو۔ تم نے مجھے بہت ٹھیس پہنچائی ہے۔ شہریار غصے سے بول کر بنا اس کی سنے دروازہ کھول کر باہر چلا گیا۔۔۔

نیچے فرحان صاحب نے ساری پارٹی ختم کر دی تھی۔ شہریار بنا کسی سے بات کیے غصے سے گاڑی کو لے کر باہر چلا گیا۔۔۔۔

عبیرہ اندر اپنی بے وقوفیوں پر رو رہی تھی۔ شہریار اس سے بہت زیادہ ناراض ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

حد ہو گئی اتنا کچھ ہونے کے بعد بھی کون ہے جو اپنے بیوی پر یقین کر سکتا ہے۔۔ شائلہ کب سے اپنے کمرے میں چکر لگا رہی تھی۔۔۔۔

اور اب تو فاہد کو بھی پولیس پکڑ کر لے گئی ہے۔ کہی وہ میرا نام نا لے لے۔ میں پھنس جاؤں گئی۔۔ نہیں مجھے سب سے پہلے سم بند کرنی ہو گئی۔۔ شائلہ گھبڑاتی ہوئی موبائل میں سے سم نکال کر واشروم میں آئی اور اسے فلش کر دیا۔۔۔

ان دونوں کو الگ کرنے کے لیے کچھ اور کرنا ہو گا۔۔۔ وہ چکر لگاتے ہوئے سوچ رہی تھی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

*********★************

شہریار بہت غصے میں تھا اسے رہ رہ کر عبیرہ کی بے وقوفی پر غصہ آ رہا تھا۔۔وہ بے مقصد گاڑ چلا تا رہا۔۔رات کو تین بجے وہ گھر واپس آیا۔۔

اوپر روم میں جانے کی بجائے۔وہ باہر ہی صوفے پر لیٹ گیا۔۔۔

صبح عبیرہ اُٹھی تو اس کی ہمت نہیں ہو رہی تھی وہ کسی کا سامنہ کرے۔۔وہ چار بجے تک شہریار کا انتظار کرتی رہی۔۔

وہ نہا کر نیچے آئی۔تو اس کی نظر سامنے صوفے پر با مشکل سے سوتے ہوئے شہریار پر پڑی۔۔اس کے قدم با اختیار شہریار کے صوفے کی طرف بڑھے۔۔وہ آرام سے صوفے کے پاس نیچے زمین پر بیٹھ گئی۔۔۔

ایم سوری شہریار جانتی ہوں مجھ سے بہت بری غلطی ہو گئی۔لیکن کل آپ نے بری محفل میں کسی اور پر یقین کرنے کی بجائے مجھ پر یقین کر کے مجھے بہت سکون دیا۔جانتی ہوں آپ بہت زیادہ ناراض لیکن میں آپ کو منا لوں گئی۔۔عبیرہ آگے بڑھی اور شہریار کے ماتھے پر بوسہ دے دیا۔۔۔اور اپنا ہاتھ اس کی تھوڑی سے بڑھی شیو ہر رکھ دیا۔اور مسکرا دی۔تھوڑ دیر بیٹھ کر وہ اُٹھی اور کیچن میں چلی گئی۔

Urdu Novels Ghar

تمہاری بھول ہے کہ میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف کر دوں گا اب تمہیں تمہاری غلطی کی سزا ملے گئ جو ساری زندگی یاد رہے گئ۔۔جب عبیرہ آکر بیٹھی تب شہریار سویا نہیں تھا۔اس کے جانے کے بعد صوفے ہر اُٹھ کت بیٹھ گیا۔۔۔

ماموں جان آپ باہر ناشتہ کرنے کیوں نہیں آئے۔سب ناشتہ کر کے اپنے اپنے کام پر چلے گے۔۔۔شہریار بنا ناشتہ کیے گیا۔ تبھی عبیرہ کھانے کی ٹرے لے کر فرحان صاحب کے کمرے میں آئی۔سامنے فرحان صاحب کچھ ڈاکومینٹس دیکھ رہے تھے۔

بس بیٹا دل نہیں کر رہا تھا۔اور مجھے یقین ہے ابھی تک تم نے بھی نہیں کھایا ہو گا۔۔فرحان صاحب فائلز کے کاغذ کو پلٹتے ہوئے بولے۔۔

ماموں جان آپ مجھ سے ناراض ہیں؟وہ اپنی انگلیاں پٹختے ہوئے بولی۔

نہیں میں بھلا تمہارا کیا لگتا ہوں جو تم سے ناراض ہوں گا۔فرحان صاحب کی آواز میں واضع ناراضغی تھی۔

ایسی بات نہیں ماموں عبیرہ جلدی سے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر فرحان صاحب کے پاس بیٹھ کر بولی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

اگر ایسی بات نہیں تو کیوں اتنی بری بری باتیں چھپائیں۔انہوں نے فائل بند کرتے ہوئے کہا۔۔۔

بس میں ڈر گئی تھی۔میں نہیں چاہتی تھی۔میرے پاسٹ کے بارے میں کوئی بھی بات باہر آئے۔مجھے لگا اگر کچھ بھی ایسی ویسی بات باہر آگئی تو آپ سب مجھ سے بدگمان نا ہو جائیں۔بہت بار سوچا شہریار کو اس بات کے میں بتادوں۔پر پتہ نہیں کیوں ہمیشہ خاموش ہو جاتی۔کاش پہلے بتادیتی تو آج یوں آپ سب ناراض نا ہوتے۔۔۔ آخر میں اس کی آواز نم ہو گی۔۔

چلو کوئی بات نہیں میری بیٹی روتے ہوئے بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔۔ابھی نوریا عمیر نے تمہیں روتے ہوئے دیکھ لیا ہوتا تو مجھ سے ہی لڑنا شروع ہو جاتے کہ دادا جان ہماری ماما کو کیوں رُولایا۔۔فرحان صاحب عبیرہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولے۔

ہاہا عبیرہ ہنس دی۔۔کیونکہ وہ بالکل سچ بول رہے تھے۔۔

ایک بات کی مجھے بہت خوشی ہوئی۔فرحان صاحب بولے۔۔عبیرہ نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔

مجھے خوشی ہوئی کہ کل شہریار نے تمہاری سچائی پر یقین کیا۔نا کہ اس لڑکے کے جھوٹ پر۔میرے بیٹے کو پورا بدل کرر کھ دیا۔ آج سے پہلے میں نے اس کی نظروں میں کسی کے لیے اتنا بھروسہ نہیں دیکھا۔فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔۔

عبیرہ کو ایک بار پھر شرمندگی نے گھیر لیا۔۔کہ اس نے شہریار کے بھروسے کا مان نہیں رکھا۔

عبیرہ کھانے کی ٹرے وہی رکھ کر باہر آئی۔اور سیدھی اپنا موبائل لے کر بیٹھ گئی۔۔اور دانین سے بات کرنے لگی۔۔وہ کافی دنوں سے یونی نہیں گئی تھی۔۔تو اس نے سوچا آج یونی چلی جائے پہلا لیکچر تو مس ہو گیا تھا۔لیکن باقی کے لیکچر کا شیڈیول پتہ کرکے وہ یونی جانے کے لیے تیار ہو گئی۔۔۔

اس نے کچھ بولا۔۔شہریار آفس میں بیٹھا اپنے ایس پی دوست سے فون پر بات کر رہا تھا۔۔۔

ہاں بولا۔زیادہ کوشش نہیں کرنی پڑی۔بہت ہی کوئی عام کھیلاڑی ہے۔میرے دو ڈنڈے پڑنے پر ہی سب اگل دیا۔۔کسی شائلہ اور نیلم کا نام لیا ہے۔انہوں نے پیسے دے کر تمہاری پراپڑٹی کے پیپرز سائن کروائے ہیں۔ اور جو بھی بھابھی کے بارے میں بکواس کر رہا تھا وہ شائلہ کے کہنے پر کر رہا رھا۔ایس پی منیب بولا۔۔۔

اپنی پراپرٹی واپس لینے کے لیے کیا اتنے ثبوت کافی ہوں گے۔۔ شہریار میز پر پڑے سگرٹ سٹینڈ میں سیگرٹ بجھاتے ہوئے بولا۔۔

نہیں اس سے زیادہ کچھ ثابت نہیں ہو گا ہمیں اور پلین کرنا پڑے گا۔ یہ ثبوت بھی صحیح ہے پر ہمیں اور بھی کافی ثبوت چاہیں۔ منیب بولا۔۔۔

چلو ٹھیک ہے میں شام میں آکر ملتا ہوں۔ شہریار نے باہر سے ازیر صاحب کو آتے ہوئے دیکھا تو کال کاٹ دی۔۔۔۔

میں اس شائلہ کو کیسے بھول سکتا ہوں۔ مجھے پہلے کیوں یہ احساس نہیں ہوا وہ ایسی حرکت کر سکتی ہے۔ شہریار سگرٹ کا کش بھرتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔

اب میں ان سب کو بتاؤں گا گیم کیسے کھیلتے ہیں۔۔ انہیں ان ہی کی گیم میں الجھا نا دیا تو میرا نام شہریار نہیں۔ وہ کش بھرتے ہوئے مسکرایا۔۔۔۔

****

عبیرہ شہریار کو منانے کے لیے طریقہ ڈھونڈ رہی تھی۔ابھی بھی وہ پچھلے مسلسل تین گھنٹوں سے شہریار کی فیورٹ چیزیں بنا رہی تھی۔۔وہ کسی بھی طرح شہریار کو منانا چاہتی تھی۔۔ صبح شہریار بنا کچھ کھائے چلا گیا۔تو عبیرہ نے بھی صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

ویسے ماننا پڑے گا بری ہی کوئی آلا قسم کی ڈھیٹ اور بے غیرت ہو۔۔ عبیرہ مصروف سی کام کر رہی تھی۔ تبھی فاخرہ بیگم کیچن میں داخل ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔

مامی آپ ایسے کیوں بات کر رہیں۔ عبیرہ حیرانگی سے بولی۔۔۔۔

واہ تم تو جیسے پاک صاف اور بہت معصوم ہو۔ابھی کل تو ایک یار آیا تھا۔نا جانے اور کتنے رکھے ہوئے تھے۔۔میرے معصوم سے بچے کی زندگی میں آگئی۔فاخرہ بیگم نہایت تلخ لہجے میں بولیں۔۔۔

عبیرہ کو ان کے الفاظ تیر کی طرح لگے۔۔۔ آنسوں اس کے گالوں پر بہ رہے تھے۔

اب بھی بچہ کر کے بیٹھ گئی ہو۔۔سب جانتی ہوں۔اس گھر میں اپنے پاؤں جمانا چاہتی ہو۔تا کہ صرف اپنے بچے پر توجہ دو اور ان دو معصوموں کو بھول جاؤ۔۔۔فاخرہ بیگم۔کے دماغ میں جتنا زہر بھرا تھا وہ سب آج عبیرہ پر انڈھیلنا چاہتی تھیں۔سامنے کھڑی عبیرہ حیرانگی سے بس ان کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ماما پلیز جانے دیں نا بس دس منٹ میں واپس آجاؤں گا۔ابھی فاخرہ بیگم کچھ اور بھی بولتیں تبھی عمیر کیچن میں آیا۔۔وہ کب سے اپنے دوست کے گھر جانے کی ضد کر رہا تھا جسے عبیرہ انکار کر رہی تھی۔۔

عمیر کی آواز سن کر عبیرہ نے جلدی سے اپنے آنسوں صاف کیے۔۔اور اس کے پاس آئی۔۔فاخرہ بیگم وہاں سے نکل گئیں۔۔۔

عمیر میں نے آپ کو پہلے بھی بولا ہے۔آپ کے بابا آپ کو جانے نہیں دیں گے۔۔تو میں کیسے دے دوں۔اور آپ کے دوست کا گھر بھی کافی دور ہے۔۔۔عبیرہ اس کے پاس نیچے بیٹھتے ہوئے بولی۔۔۔

تو ٹھیک ہے اب میں کسی سے بات نہیں کروں گا۔۔عمیر منہ بنا کر باہر چلا گیا۔۔عبیرہ بس اسے روکتی ہی رہ گئی۔

اس کے دماغ میں فاخرہ بیگم کی باتیں گھوم رہیں تھیں۔وہ روتے ہوئے کھانا بنانے لگی۔۔۔

****

رات نو بجے کے قریب سب کھانا کھا رہے تھے۔۔ تبھی شہریار اپنا کوٹ بازو پر ڈالے اور ہاتھ میں سوٹ کیس لیے اندر آیا۔۔

شہریار فریش ہو کر نیچے آؤ۔ عبیرہ نے کھانا بنایا ہے۔۔ سب تمہاری پسندیدہ چیزیں ہیں فرحان صاحب چاولوں کو پلیٹ میں نکالتے ہوئے بولے۔۔۔۔

پاپا میں نے ڈینر کر لیا ہے۔ ابھی میں بہت تھکا ہوا ہوں۔ شہریار کہتا ہوا اوپر کمرے کی طرف چلا گیا۔ عبیرہ کو بہت برا لگا۔ وہ اپنی نم آنکھیں چھپاتے ہوئے۔۔ میں ابھی آتی ہوں کہ کر کیچن کی طرف چلی گئی۔۔

شمائلہ جس کا موڈ کل سے خراب تھا۔ وہ مسکرائی۔۔۔

★*************

عمیر بیٹا کیا ہوا تم یہاں کیا کر رہے ہو اور کھانا کیوں نہیں کھایا۔۔ شہریار جیسے ہی کمرے میں آیا۔ سامنے صوفے پر عمیر منہ بنا کر بیٹھا ہوا تھا۔

مجھے کسی سے بات نہیں کرنی۔سب بہت برے ہیں۔مجھے میرے دوست کے گھر نہیں جانے دیا۔۔اتنا مزہ آنا تھا باقی سب کے سب وہاں اکٹھے ہو کر کھیل رہے ہیں اور میں یہاں بند ہوں۔۔عمیر منہ پھلاتے ہوئے بولا۔۔۔

عمیر میں نے پہلے بھی بولا ہے۔میں تمہیں فل حال کہی جانے کی آجازت نہیں دے سکتا پہلے تھوڑے سے برے تو ہو جاؤ۔پھر جہاں مرضی جانا۔۔شہریار اپنا بیگ اور فائل ٹیبل پر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔۔

مجھے جانا ہے مجھے نہیں پتہ ابھی کے ابھی چھوڑ کر آئیں۔مجھے جانا ہے مجھے جانا یے۔۔۔۔عمیر زور زور سے بولے جا رہا تھا۔۔۔۔

عمیر اسٹاپ ایٹ،چپ کرو۔شہریار اونچی بولا۔۔۔

نہیں مجھے نہیں پتہ مجھے جانا ہے مجھے جانا ہے۔وہ بنا شہریار کی بات سنے اور اونچی اونچی بول رہا تھا۔۔شہریار کا پہلے ہی سر درد سے پھٹ رہا تھا۔۔

ٹھاہ شہریار سے اور برداشت نا ہوا تو اس کا ہاتھ اُٹھ گیا۔

شہریار یہ کیا کر رہے ہیں۔ چھوڑیں۔ تبھی عبیرہ جو عمیر کے لیے ٹرے لے کر آئی تھی ۔۔ سامنے شہریار کو عمیر پر ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھ چکی تھی۔ وہ ٹرے کو بیڈ پر رکھ کر دونوں کے درمیان آئی۔ اور عمیر کو اپنی آغوش میں لے لیا۔۔

تم درمیان میں مت آؤ۔ ہٹو شہریار نے عبیرہ کو ہٹانا چاہا۔۔۔

کیا ہو گیا ہے۔ غصہ مجھ پر ہے تو مجھ پر نکالیں۔ خبر دار جو میرے بچوں پر دوبارہ ہاتھ اُٹھایا۔ عبیرہ اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے سینے سے لگا عمیر رو اور کانپ رہا تھا۔۔

بھاڑ میں جاؤ تم سب اور اس کو تھوڑی سی تمیز سیکھاؤ۔ شہریار غصے سے کہتا واشروم میں گھس گیا۔۔۔

چپ میرا بچہ عبیرہ عمیر کو گود میں لیے بیٹھ گئی۔۔۔۔

بابا نے مارا اااامارا عمیر روتے ہوئے بولا۔۔۔

عمیر آپ نے کیوں اپنے بابا سے بدتمیزی کی۔

میں تو بس بولا تھا مجھے میرے دوست کے گھر چھوڑ کر آئیں۔۔ عمیر روتے ہوئے بولا۔۔۔

بے بی جب میں نے آپ کو منا کر دیا تو کیوں دوبارہ سے وہی بات شروع کی۔ وہ تھکے ہوئے آئے اوپر سے آپ نے بد تمیزی سے بات کی تو انہیں تو غصہ آئے گا۔۔ عبیرہ اسے پیار سے سمجھانے لگی۔۔

تبھی شہریار فریش ہو کر باہر نکلا۔ دونوں کو صوفے پر بیٹھے باتیں کرتا دیکھ وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

چلو جاؤ منہ دھو کر آؤ اور کھانا کھاؤ۔۔ عبیرہ اسے گود سے اتارتے ہوئے بولی۔۔۔

عمیر اپنے آنسوں صاف کرتا واشروم کی طرف بڑھا۔۔

*****★***********★*************★*********

شہریار نیچے آیا وہ باہر گارڈن کی طرف گیا وہاں پر رکھے جھولے پر بیٹھ گیا۔۔ اور آج ایس پیس سے ہونے والی باتوں پر غور کرنے لگا۔۔

وہ کب سے اکیلا بیٹھا تھا۔۔

شہریار یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ تبھی سامنے سے شمائلہ آئی۔۔ اور اس کے ساتھ جھولے پر بیٹھ گئی۔۔۔

ویسے ہی دماغ کو فریش کرنے کے لیے بیٹھا ہوں۔ شہریار سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔

شمائلہ پتہ نہیں مجھے تم سے یہ بات کرنی بھی چاہیے یا نہیں۔۔۔ شہریار کنفیوز سا ہو کر بولا۔۔۔

اگر کوئی پریشانی کی بات ہے تو بولو۔۔ شمائلہ تو شہریار کے ایسے بلانے پر ہی خوش سے پھول نا سمائی۔۔

اصل میں بات یہ ہے۔۔ کل جو کچھ بھی ہوا مجھے وہ سب بھول نہیں رہا کسی دوسرے مرد کا یوں آ کر میری بیوی کے بارے میں کہنا مجھے زرا ہضم نہیں ہو رہا۔ شہریار سامنے کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔۔۔

پتہ نہیں تم نے اس پر یقین کیسے کر لیا۔۔ تمہیں کل ہی ہاتھ پکڑ کر اسے گھر سے باہر نکال دینا چاہیے تھا شمائلہ کے تو دل میں لڈو پھوٹ گے۔۔۔۔

پہلے میں ایسا ہی کرنے لگا پھر اپنی ریپوٹیشن کی فکر ہونے لگی۔ اگر اس طرح اپنی بیوی کو باہر نکالتا تو سارے زمانے والے میرے بارے میں کس قسم کی باتیں کرتے یہ تم جانتی ہو۔۔ وہ اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا۔۔۔

آئی نو میں سمجھ سکتی ہوں۔ پر تم اب کیا کرو گے۔۔ وہ شہریار کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ تبھی شہریار کی نظر اوپر اپنے کمرے کی کھڑکی پر پڑی جہاں عبیرہ کھڑی انہیں دیکھ رہی تھی۔۔ شہریار نے اس کا ہاتھ نہیں ہٹایا۔۔ شمائلہ اور زیادہ خوش ہو گئی۔۔۔

کیا کر سکتا ہوں میرے پاس تو اب میری پراپڑٹی بھی نہیں رہی۔ اب اگر اس کو چھوڑ دو تو کون سی ایسی لڑکی ہو گی جو دو بچوں کے کنگال باپ سے شادی کرے گی۔۔ شہریار افسردہ لہجے میں بولا۔۔

میں ہو نا تمہارے ساتھ تم ٹینشن مت لو سب ٹھیک ہو جائے گا۔۔ شمائلہ اپنا ہاتھ شہریار کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بولی۔۔

۔ عبیرہ سے اب اور برداشت نا ہوا وہ کھڑکی سے ہٹ گئی۔

۔

شمائلہ کیا تم ایک کپ کافی بنا سکتی ہو سر میں بہت درد ہو رہا ہے۔۔ شہریار اس کا ہاتھ ہٹاتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاں بالکل میں ابھی لائی۔۔۔ وہ مسکراتے ہوئے اُٹھی اور چلی گئی۔۔

ہممم اب آئے گا مزہ۔۔۔ شہریار سگرٹ نکالتے ہو لا۔۔۔۔۔

ایم سوری بابا شہریار لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ ہر رہا تھا جب اسے آواز آئی شہریار نے گردن اُٹھا کر دیکھا سامنے چہرہ جھکائے عمیر کھڑا تھا۔۔وہ اپنے کانوں کو پکڑ کر سوری کر رہا تھا۔

آگے سے ایسی بدتمیزی کرو گے۔۔شہریار اپنی تھوڑی کو انگلیوں سے پکڑ کر بولا۔۔۔

نو نیور اب کبھی بدتمیزی نہیں کروں گا۔وہ نا میں سر ہلانے لگا۔ عبیرہ صوفے پر بیٹھی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔پاس نور اپنا ورک پورا کر رہی تھی۔ عبیرہ نے ہی عمیر کو معافی مانگنے کے لیے کہا۔۔۔۔

اٹیس اوکے تمہیں تمہاری غلطی کا احساس ہو گیا۔اتنا بہت ہے۔۔شہریار عمیر کو سینے سے لگاتے ہوئے بولا۔۔

آئی لو یو بابا عمیر شہریار کے گال پر بوسہ دے کر بھاگ گیا۔۔شہریار مسکرا دیا۔۔۔

غلطی کا احساس تو مجھے بھی ہوا ہے۔تو مجھے بھی معاف کر سکتے ہیں۔ عبیرہ رجسٹر پر سوری لکھ کر شہریار کے قریب رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

تمہاری غلطی نہیں بے وقوفی تھی میرے نزدیک جان بوجھ کر بے وقوفی کرنے والوں کو معافی نہیں ملتی۔ شہریار رجسٹر کو بند کرتے ہوئے بولا۔۔۔۔۔

شہریار باہر آئس کریم کھانے چلیں۔ ابھی عبیرہ اور کچھ کہنے ہی والی تھی کہ پیچھے سے شمائلہ کی آواز آئی۔۔۔

ہاں چلو۔۔ شہریار نے ایک پل عبیرہ کی طرف دیکھ کر کہا۔۔۔ اور اُٹھ کر شمائلہ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

عبیرہ کی ہمت ہی نا ہوئی کہ اسے روکے۔۔ وہ وہی بیٹھی بند رجسٹر کو دیکھنے لگی۔۔۔۔

****

اس طرح ایک ہفتہ گزر گیا۔ عبیرہ نے شہریار کو بہت منانے کی کوشش کی پر وہ نہیں مانا۔۔۔ شمائلہ شہریار کے مزید قریب ہوتی گئی۔۔۔

میرے کمرے میں آؤ بات کرنی ہے۔۔ شہریار ٹیوی لونج میں بیٹھا ہوا تھا جب فرحان صاحب داخل ہوتے ہوئے بولے۔۔ وہ ان کے پیچھے کمرے میں چلا آیا۔۔۔

بیٹھو فرحان صاحب نے شہریار کو سامنے کرسی پر بیٹھنے کا کہا۔

میں پچھلے کافی دنوں سے محسوس کررہا ہوں تم عبیرہ کے ساتھ بات نہیں کرتے نا ہی ٹیبل پر بیٹھ کر کھانا کھاتے ہو۔ اور شمائلہ کے ساتھ تمہارا زیادہ ہی اُٹھنا بیٹھنا ہو گیا ہے۔۔ وجہ بتانا ضروری سمجھتے ہو تو بتا دو۔۔ فرحان صاحب کافی اپ سیٹ اور غصے میں لگ رہے تھے۔۔ انہیں شہریار کا رویہ پسند نہیں آرہا تھا۔

پاپا آپ فکر مت کریں میں جو کر رہا ہوں مجھے بہت اچھے سے پتہ ہے۔ اب جو میں کرنے والا ہو بس آپ اس میں میرا ساتھ دیجیے گا۔۔ اپنی ہر کھوئی ہوئی چیز کو پانے کے لیے میں کچھ بھی کروں گا۔ میری وجہ سے آج ہم اس حال میں ہیں۔ پلیز مجھے یہ سب ٹھیک کرنے دیں۔۔ شہریار اس کے پیروں میں بیٹھ کر بولا۔۔

اچھا ٹھیک ہے میں نہیں پوچھوں گا۔ تم کیا کر رہے ہو۔۔ میں تمہارا ساتھ بھی دے دوں گا میرا اگر اس سب میں میری بھانجی کا زیادہ دل دُکھا تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا۔۔۔ فرحان صاحب اسے اُٹھاتے ہوئے بولے۔۔۔

آئی نو آپ میرے پاپا نہیں بالکہ اپنی بھانجی کے ماموں زیادہ ہیں۔ اور بھانجی کے ماموں جی میں بس اسے تھوڑا سا تنگ کر رہا ہوں۔ بہت جلد بات کرلوں گا۔۔ شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

گدھا اس چکر میں اگر وہ زیادہ روئی تو دیکھ لینا اس کا ماموں ہمیشہ اس کے ساتھ ہے۔۔ فرحان صاحب شہریار کے سر پر ہلکا سا تھپڑ مارتے ہوئے بولے۔۔۔۔

ہاہاہا ٹھیک ہے کیا اب میں جاؤں؟ شہریار ہنستے ہوئے بولا فرحان صاحب نے مسکرا کر ہاں میں گردن ہلا دی۔ وہ باہر نکل آیا۔۔۔

********************★**************

ھی رات کے دس بج رہے تھے جب عبیرہ عمیر اور نور کو سُلا کر اپنے کمرے میں آئی۔ جب اس کی نظر بیڈ بیٹھے شہریار اور شمائلہ پر پڑی جو دونوں مگن سے انداز میں ٹیوی پر لگی فلم دیکھ رہے تھے۔ شمائلہ مسکرا مسکرا کر باتیں کر رہی تھی۔۔ اور شہریار بھی مسکرا کر ہی جواب دے رہا تھا۔۔۔

اور اب عبیرہ کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔۔۔ وہ سوئچ بوڈ کی طرف گئی۔ اور ٹیوی کی تار نکال دی۔۔۔ ٹیوی کی سکرین بلیک ہو گئی۔۔۔ شمائلہ اور شہریار نے اس کی طرف دیکھا۔۔
تم اندھی ہو دیکھا نہیں ہم مووی دیکھ رہے تھے۔ ٹیوی کیوں بند کر دیا۔ شمائلہ بیڈ سے اتر کر اس کے پاس آتے ہوئے بولی۔۔۔

یہ میرا کمرہ ہے اور مجھے نیند آ رہی ہے۔ تمہیں مووی دیکھنی ہے تو اپنے کمرے میں جا کر دیکھو۔ عبیرہ اسے باہر کا رستہ دیکھاتے ہوئے بولی۔۔۔

فائن چلو شہریار میرے کمرے میں جا کر دیکھتے ہیں۔ شمائلہ طنزیہ مسکراہٹ عبیرہ کی طرف اچھالتے ہوئے بولی۔۔۔

ہاں چلو چلتے ہیں۔۔ شہریار جان بوجھ کر کھڑا ہو گیا۔۔ شمائلہ کھل کر مسکرا دی۔۔۔

عبیرہ نے غصے سے بھی آنکھوں سے شمائلہ اور شہریار کی طرف دیکھا۔ شہریار اس کے ساتھ جانے لگا جب اسے اپنا بازو کسی کی پکڑ میں محسوس ہوا۔ اس نے مڑ کر دیکھا۔ تو عبیرہ اسے کا بازو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر کھڑ تھی۔۔۔

بالکل نہیں آپ کہی نہیں جائیں گے مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔ عبیرہ اسے بیڈ پر بیٹھاتے ہوئے بولی۔۔
ہم صبح بات کریں گے۔ شہریار بول کر اُٹھا

بولانا ابھی کرنی ہے۔ عبیرہ نے دوبارہ نیچے بیٹھایا۔۔

پر مجھے فلم شہریار کچھ بولنے ہی والا تھا۔جب عبیرہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہونٹوں ہر رکھ کر اس کی بولتی بند کر دی۔۔

آپ کو ایک بار میں سمجھ نہیں آتی۔۔ لگتا ہے آپ کا دماغ زیادہ ہی خراب ہو گیا ہے۔۔ عبیرہ کافی غصے سے بولی۔۔

لگتا ہے میڈم کو کافی غصے آ گیا ہے۔ شہریار اس کے غصے سے پھولے ہوئے چہرہ کو دیکھ کر دل میں مسکرایا۔۔

اور تم جا سکتی ہو۔ کب سے ہمارے سر پر کھڑی ہو۔ دیکھ نہیں رہی مجھے اپنے شوہر سے اہم بات کرنی ہے۔۔ عبیرہ شمائلہ پر غصے کرتے ہوئے بولی۔۔۔

شمائلہ ان دونوں کو ایسے دیکھ کر اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے باہر کی طرف چلی گئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی عبیرہ نے شہریار کے منہ سے ہاتھ ہٹایا اور دروازے کی طرف آئی۔ کمرے کا دروازہ زور سے بند کیا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

پچھلے ایک ہفتے سے میں آپ کے نکھرے سہ رہی ہوں۔۔ معاف مانگ مانگ کر میرا برا حشر ہو گیا ہے۔۔ اور آپ پر کوئی اثر ہی نہیں ہو رہا۔ آپ مزے سے اس چڑیل کے ساتھ گھوم پھیر رہے ہیں۔ کیا چاہتے کیا ہیں آپ عبیرہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کمرے پر رکھتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔

شہریار حیرانگی سے اس کا بدلا ہوا روپ دیکھ رہا تھا۔۔۔
مجھے تم سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ شہریار بول کر الماری کی طرف چلا گیا۔۔۔

مت کریں بات اب میں بھی معافی نہیں مانگوں گئی۔ ارے ہو گئی غلطی مانگ لی معافی۔۔۔ نہیں بات کرنی مت کریں اب میں بھی نہیں بولوں گئی۔۔۔ جائے جا کر اس شمائلہ کے پاس چلے جائیں۔۔ وہ واشروم کی طرف جا رہا تھا جب عبیرہ نے کُشن پکڑ کر شہریار کو مارا۔۔ شہریار اگنور کرتا واشروم میں چلا گیا۔۔

ہاہاہا وہ واشروم میں آ کر ہنس دیا۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا اسے بھی غصہ آتا ہے۔۔ ویسے کچھ بھی کہو آجکل بہت پیاری لگتی ہے۔ اور غصہ کرتے وقت تو حد سے زیادہ پیاری لگتی ہے۔۔ وہ اپنے آپ کو شیشے میں دیکھتے ہوئے بوئے بولا۔۔۔

اندر وہ ہنس رہا تھا اور باہر عبیرہ غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔۔

جب دیکھو اس کے ساتھ چپکے ہوتے ہیں۔ ارے ہو گئی غلطی معاف کرو آگے بڑھو پر نہیں صاحب جی کو تو اپنا بے فضول سا غصہ اور اکڑ دیکھانی ہے۔ مناؤ اور مناؤ اب تو بات بھی نہیں کروں گئی۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹتے ہوئے خود سے بول رہی تھی۔۔۔

شہریار واشروم سے باہر نکلا۔۔ تو اس کی نظر بیڈ پر لیٹی عبیرہ پر پڑی۔۔۔۔

اپنا گیلا تولیہ اس نے عبیرہ کے چہرے ہر پھینک دیا۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے؟ وہ چلا کر اُٹھ بیٹھی۔ اور تولیہ سٹینڈ پر رکھنے چلی گئی۔۔

تبھی اسے زور کا چکر آیا۔ وہ گرنے لگی۔ تبھی شہریار نے جلدی سے اسے تھام لیا۔

کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟ وہ جلدی سے بولا۔ اور اسے بیڈ پر لا کر بیٹھایا۔ عبیرہ اپنے سر کو تھام کر بیٹھ گئی۔۔۔

عبیرہ پانی پیو۔ شہریار نے پانی کا گلاس اس کے قریب کیا۔۔۔۔

Urdu Novels Ghar

دور رہیں مری نہیں ہوں جو پانی بھی نا پی سکوں۔۔ آپ جائیں آپ کا مجھ سے بات نا کرنے والا روزہ ٹوٹ جائے گا۔۔ عبیرہ پانی کا گلاس پکڑتے ہوئے غصے سے بولی۔۔۔۔

چپ کر کے لیٹو۔ بہت بول رہی ہو۔۔ شہریار نے اسے پانی پلا کر زبردستی بیڈ پر لیٹایا۔ اور خود پاس بیٹھ گیا۔۔۔۔۔

عبیرہ کے آنسوں نکل آئے۔۔ شہریار نے دیکھ لیا۔۔

عبیرہ اب یہ ڈرامہ بند کرو اور سو جاؤ۔ شہریار اس کے آنسوں پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔

آپ کو تو ہر چیز ہی ڈرامہ لگتی ہے جائیں یہاں سے عبیرہ غصے سے بولی۔ اور اپنے منہ پر کمبل لے لیا۔۔۔

شہریار کا دل کیا اسے اپنے سینے سے لگا لے پر اپنے آپ کو روکتا ہوا وہ اپنی سائیڈ پر آ کر لیٹ گیا۔۔۔

اللہ میاں آپ اب مجھے آپ کے ساتھ کی بہت ضرورت ہے۔کل جو میں کرنے جارہا ہو اس کو کرنے کے لیے مجھے ہمت کی ضرورت ہے۔۔میری ہمت ناٹوٹے اور میں اپنے کام پر اٹل رہوں۔۔۔وہ اوپر چھت کو دیکھتے ہوئے دل میں بولا۔۔۔

اسے نیند نہیں آرہی تھی۔۔وہ اپنے پلین کے بارے میں سچ رہاتھا۔اسی میں کافی وقت گزر گیا۔جب اسے اپنے سینے پر کسی بھاری وجود کا احساس ہوا۔۔اپنا سر اُٹھا کر دیکھا تو عبیرہ اس کے سینے سے لگی سو رہی تھی۔۔۔۔

شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔۔

کل جو میں کروں گا آئی ہوپ تم مجھے سمجھو گئی اور میرا ساتھ دو گئی۔شہریار اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔وہ نیند میں کسمسائی۔شہریار نے اسے اپنی آغوش میں لے لیا۔اور اپنی انکھیں بند کر دیں۔۔۔

***************★************

شہریار آفس سے آیا۔۔۔تو عبیرہ بیچاری ہمشہ کی طرح کیچن میں لگی ہوئی تھی۔شہریار کو اس کے اتنا کام کرنے پر ہمشہ سے غصہ آتا تھا۔۔

وہ فریش ہو کر عمیر اور نور کے ساتھ بیٹھ گیا ان سے باتیں کرنے لگا۔۔

آج نا تو عبیرہ اسے دیکھ کر اسکے پاس آکر سلام کیا تھا اور نا ہی اسے پانی دیا تھا جو وہ ہر روز کرتی تھی۔۔ جس کا مطلب صاف تھا۔۔ا۔ وہ ناراض ہو گئی ہے۔۔۔ شہریار کو کب سے اس کا انتظار تھا۔ پر وہ کیچن میں گھسی ہوئی تھی۔۔۔۔

رات کا کھانا کھانے کے لیے سب ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے

چاچو مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے۔ شہریار ہمت کر کے بولا۔۔۔

بولو کیا بات کرنی ہے۔۔۔ پیسے چاہیں۔۔ مجھے پتہ ہے میں نے تمہارا اور بھائی صاحب کا بینک اکاونٹ بند کر دیا۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا تم سب کی فضول خرچی سے میرے پیسے کم ہوں۔۔ ازیر صاحب طنزیہ انداز میں بولے۔۔۔

نہیں چاچو مجھے پیسے نہیں چاہیے۔ یہ بات میں بھی مانتا ہوں ہم سب واقع میں بہت فضول خرچ ہو چکے تھے۔

۔شہریار نے اپنا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔۔۔

Urdu Novels Ghar

چلو اچھی بات ہے تمہیں سمجھ آگئی۔۔ازیر صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔۔فرحان صاحب نے شہریار کی طرف دیکھا۔۔۔

بات یہ ہے کہ جو ہو گیا اس کو بھول کر ہمیں آگے بڑھنا چاہیے۔۔یہ بات بھی بہت اچھے سے مانتا ہوں کہ آپ سے بہتر بزنس کو کوئی نہیں چلا سکتا۔آپ بزنس کو سھنمبالیں۔پر میری ایک خواہش پوری کر دیں۔شہریار ازیر صاحب کی طرف دیکھ کر بولا۔جو غور سے اسے سن رہے تھے۔۔

بولنے سے پہلے شہریار نے ایک نظر عبیرہ کی طرف ڈالی۔۔جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔

میں اور شائلہ ایک دوسرے سے شادی کرنا چاہتے ہیں شہریار کے منہ سے نکلنے والے الفاظ سب کے سر پر بم کے طرح گِرے سوائے شائلہ کے وہ یہ سب جانتی تھی۔۔۔

یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ہوش میں تو ہو۔۔کہی۔پاگل تو نہیں ہو گے۔۔فرحان صاحب غصے سے کھڑے ہو گے۔۔۔

جی پاپا بالکل ہوش میں ہوں۔عبیرہ سے شادی سے پہلے میں نے آپ کو بولا تھا کل کو اگر مجھے عبیرہ پسند نا آئی۔

۔توجب چاہے چھوڑ دینا۔۔بس اب مجھے عبیرہ کی حرکتیں پسند نہیں آرہیں۔میں اسے چھوڑنا چاہتا ہوں۔۔شہریار بھی کھڑے ہوتے ہوا بولا۔۔۔

دیکھا میر اکمال کیسا برین واش کیا ہے۔۔شمائلہ فاخرہ بیگم کے کان میں بولی۔۔

عبیرہ شاک سی پھٹی ہوئی انکھوں سے شہریار کے منہ سے ایسے الفاظ سن رہی تھی۔

بس شہریار بہت ہوا شادی کوئی گڈے گُڈی کا کھیل نہیں ایک پسند نا آئی تو دوسری سے کر لو۔فرحان صاحب غصے سے چلائے۔۔

مجھے اپنی بیٹی کی شادی کرنے میں کوئی مسلہ نہیں بس تم عبیرہ کو طلاق دے دو۔میں شادی کروادوں گا۔ازیر صاحب کچھ سوچ کر بولے

ٹھیک ہے چاچو آج سے دو ہفتے بعد میری اور شمائلہ کی شادی کر دیں میں بچے کے پیدا ہونے کے بعد عبیرہ کو طلاق دے دوں گا۔۔اس سے پہلے ویسے بھی طلاق نہیں ہو سکتی۔شہریار بہت ہمت کر کے بولا۔

شہریار کے منہ سے نکلنے والے الفاظ عبیرہ کو تیر کی طرح گھائیل کر رہے تھے۔۔اپنی اور بے عزتی کروانے سے بہتر اس نے اُٹھ کر جانا سمجھا وہ اپنے آپ کو سھنمبال کر اوپر کمرے کی طرف چلی گئی۔۔اسے اپنا ہر قدم بہت بھاری محسوس ہو رہا تھا۔۔اس کا دل کیا وہ ابھی کے ابھی مر جائے۔۔۔۔

جو جی میں آتا ہے وہ کرو پر میری لاش کو کندھا مت دینا۔۔۔میں تم۔سے یہ حق چھینتا ہوں۔فرحان صاحب غصے سے کہ کر اپنے کمرے کی طرف چلے گے۔۔۔۔

فاخرہ بیگم۔ازیر صاحب کے پیچھے کمرے میں چلیں گیں۔۔

مجھے تو یقین نہیں آرہا سب مان گے شکر ہے اب ہم دو ہفتوں بعد شادی کر لیں گے جلد ہو اس عبیرہ گوار سے جان چھوٹ جائے گئ۔۔۔شمائلہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔۔

شمائلہ ابھی مجھے آرام کرنا ہے۔میں اپنے کمرے میں جاتا ہوں۔تم جاؤ جا کر شادی کی پلیننگ کرو۔۔۔شہریار اسے کہتا ہوا اوپر کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔شمائلہ مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔۔۔

وہ اپنے کمرے میں آگیا۔۔سامنے صوفے پر عبیرہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔وہ اپنا سر گھٹنوں پر رکھ کر رو رہی تھی۔۔۔دروازے کے بند ہونے کی آہٹ سے اس نے اپنا چہرہ اوپر کیا۔سامنے شہریار کھڑا تھا وہ اُٹھ کر کھڑی ہو گئی۔۔۔

اس غلطی کی سزا آپ مجھے ایسے دیں گے۔۔اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تھا تو اسی دن کیوں نہیں بولے۔۔کیونکہ اس دن بھری محفل میں مجھ پر یقین کیا۔۔جب یوں بعد میں بے عزت کرنا تھا۔وہ چل کر اس تک آئی۔۔

شہریار نیچے زمین کی طرف دیکھ رہا تھا۔

شہریار اللہ کا واسطہ ہے۔مجھے معاف کر دیں زندگی میں کبھی ایسی غلطی نہیں کروں گی۔مجھ پر میرے بچوں پر اتنا برا ظلم مت کریں۔میں ان کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں کر سکتی۔۔عبیرہ ہاتھ جوڑ کر روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

اگر آپ کہتے ہو تو میں آپ کے پاؤں پر پکڑ کر بھیگ مانگتی ہوں۔عبیرہ روتے ہوئے اس کے پیروں میں بیٹھ گئی۔۔۔

عبیرہ پاگل ہو گئی ہو اُٹھو شہریار نے اسے دونوں بازوں سے پکڑ کر کھڑا کیا۔وہ اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرائے رو رہی تھی۔وہ ہلکا ہلکا کانپ رہی تھی

میں بھی بے وقوف ہوں خامخا اس کی طبیعت خراب کر دی۔۔ شہریار خود کو کوسنے لگا

ایم سوری چپ کر جاؤ۔۔ شہریار نے کھینچ کر اسے اپنی سینے سے لگا لیا۔۔ عبیرہ کی ہمت ٹوٹ گئی وہ اور زیادہ رونے لگی شہریار سے سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔ ا

عبیرہ چپ کر جاؤ طبیعت خراب ہو جائے گئی۔۔۔ شہریار اسے لے کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

ایم سوری پلیز طلاق مت دینا میں کہاں جاؤں گئی۔ عبیرہ روتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

چپ عبیرہ میری جان میں بھلا تمہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ تمہیں چھوڑنے سے پہلے مجھے خود کو ختم کرنا ہو گا۔

۔ صرف موت کی صورت میں ہی ہم ایک دوسرے سے جدا ہو سکتے ہیں۔۔۔ شہریار اسے چپ کرواتے ہوئے بولا۔۔۔

تو آپ نے ڈائینگ ٹیبل پر وہ سب کیوں۔ بولا۔۔ کیا آپ سچ میں شادی کر لیں گے۔ شہریار کو عبیرہ کے لہجے میں واضع خوف محسوس ہوا۔ شہریار کے چھین جانے کا خوف۔۔

بکواس کر رہا تھا۔ پاگل ہوں نا چلو پہلے تم پہلے رونا بند کرو پھر بتاتا ہوں۔۔ شہریار اس کے آنسوں صاف کرتے ہوے بولا۔

دیکھو میں یہ سب اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کر رہا ہوں۔۔ پہلے تو میرا ارادہ تمہیں کچھ بھی نا بتانے کا تھا۔ لیکن اب مجھے بہت اچھے سے سمجھ آرہی ہے۔۔ اگر اب نا بتایا تو رورو کر تم نے خود کو اور ہمارے بے بی کو ضرور نقصان پہنچا لینا ہے۔۔ شہریار اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

۔

کس مقصد کے لیے میں سمجھی نہیں عبیرہ نے تعجب سے سر اُٹھا کر کہا۔۔۔

میرے پاس ایک ایسا پلین ہے جس سے ہم ساری پراپرٹی واپس لے سکتے ہیں۔۔ میں یہ سب کسی اور طریقے سے بھی لے سکتا تھا۔ لیکن مجھے اب ان سب سے اپنے باپ کی بے عزتی کا بدلہ لینا ہے۔ تمہاری بے عزتی کا بدلہ لینا ہے۔ شہریار اس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے ہوئے بولا۔۔۔

آپ کیا کرنے والے ہیں۔ شائلہ سے شادی کریں گے۔۔۔ میں نے اپنی زندگی میں سب کھو دیا ہے۔ اگر آپ کو کھو دیا خدا کی قسم مر جاؤں گئی۔۔۔ عبیرہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔۔

شش چپ میں اس سے شادی نہیں کرنے والا۔ تمہیں شروع سے بتاتا ہوں۔۔۔جب ہماری فیکٹری میں آگ لگی تھی اسکے بعد مجھے پولیس آفیسر نے ایک فوٹیج بھیجی تھی جس میں ازہر چچا آگ لگانے والے کو پیسے دے رہے تھے۔وہ سب دیکھ کر میں شاک ہو گیا میں نے وہ بات کسی کو نہیں بتائی پاپا کو بتاتا تو وہ ٹوٹ جاتے۔۔پہلے ہی ان کی صحت اچھی نہیں رہتی۔۔اس کے بعد نیلم کا یوں بچوں کی کسٹڈی کا نوٹس بھیجنا جس سے میں مینٹلی اپ سیٹ ہو گیا۔۔اور اسے پریشانی کے چکر میں جانے کب میں نے ان پیپرز پر سائین کر دیے۔۔اب ہماری پراپرٹی کا 70٪ حصے چچا کے نام ہے جس کا مطلب جانتی ہو کیا ہے۔۔وہ ہم پر ہر چیز بند کر سکتے ہیں۔۔اور آج تم نے دیکھ لیا کیسے انہوں نے بینک اکاونٹ بند کروا دیے۔اس سارے معاملے کو بجائے جوش کے ہوش سے سنبھالنا ہو گا۔اور یہ بات تو تم ہی کہتی ہو جوش سے نہیں ہوش سے کام لیں۔اس دن جو فاہد نے بولا وہ سب شمائلہ نے کروایا تھا۔وہ تمہیں میری زندگی سے نکالنا چاہتی ہے۔بس اب میں اسے بتاؤں گا الظام لگانا کسے کہتے ہیں۔۔۔شہریار کی آنکھیں غصے سے لال ہو رہیں تھیں۔۔۔

عبیرہ یہ سب سن کر حیران ہو گئی۔۔۔۔

تو اتنے دنوں سے ہوں منہ پھلا کر بیٹھنے کا کیا مطلب تھا۔میں معافیاں مانگ مانگ کر تھک گئی۔۔اور جناب نے مُڑ کر بھی نہیں دیکھا۔عبیرہ کا موڈ اب تھوڑا سا ٹھیک ہوا تو اپنا غصہ نکالنے لگی۔

وہ تو میں تمہیں تنگ کر رہا تھا۔ ویسے قسم سے سوری بولتے وقت بہت کیوٹ لگی ہو۔۔ اور تمہارا سوری سن سن کر مجھے بڑا مزہ آ رہا تھا۔ شہریار اس کے گال کھینچتے ہوئے بولا۔۔۔

آہ کیا کر رہے ہیں۔۔۔۔ عبیرہ زور سے چلائی۔۔۔۔

سوچ رہا ہو موٹی ہو کر میرے ساتھ کھڑے ہوتے ہوئے کیسی لگو گئی۔ کہاں میں اتنا ہینڈ سم اور کہاں تم اتنی موٹی ہو جاؤ گئی۔ شہریار اسے چھیڑتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا سچ میں آپ یہ سوچ رہے ہیں۔ ویسے تو بہت پیار کے دعوے کر رہے تھے اب کہاں گیا وہ پیار ابھی تو میں موٹی ہوئی بھی نہیں عبیرہ صدمے سے بولی۔۔۔۔

ہاہا اف کتنی جلدی ڈر جاتی ہو۔ تم موٹی ہو یا پتلی مجھ ءفرق نہیں پڑتا۔ تم نے میرے دل جو چھوا ہے اور جو دل کو بھا جا پھر وہ کیسے بھی ہو فرق نہیں پڑتا اور یہ تو میں جانتا ہو تم موٹی ہو کر اور خوبصورت ہو جاؤ گئی۔۔ شہریار اس کے بال ماتھے سے پیچھے پر کے اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔ عبیرہ کو اپنا آپ معتبر لگنے لگا۔ وہ آگے بھر کر اپنے محافظ کی پناہوں میں چھپ گئی۔۔۔۔

ویسے ان کچھ دنوں کی لڑائی سے ایک فائدہ ہوا مجھے یہ پتہ چل گیا جو میری بیوی بھی مجھ سے بے انتہا محبت کرنے لگ گئی ہے۔ شہریار اس کے کان کے قریب ہو کر بولا۔ عبیرہ نے شرما کر اپنا چہرہ اس کی شرٹ میں چھپا لیا۔ شہریار کا قہقہ بلند ہوا۔۔ باہر نکلا چاند بھی ان دونوں کے ساتھ مسکرا دیا۔۔۔۔۔۔

اگلی صبح شہریار تیار ہو کر سیدھا فرحان صاحب کے کمرے میں آیا۔ جہاں وہ کرسی پر بیٹھے کوئی کتاب پڑھ رہے تھے۔ کتابیں پڑھنا ان کا مشغلہ تھا۔

السلام علیکم پاپا شہریار دروازہ بند کر کے اندر داخل ہوتے ہوئے بولا۔

وعلیکم السلام یہاں کیوں آئے۔ وہ کتاب کے صفے پر نظریں جمائے ہوئے بولے۔۔

آپ سے بات کرنی ہے۔۔۔ شہریار ان کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔۔ فرحان صاحب نے کتاب بند کر کے سائیڈ پر رکھی اور کھڑے ہو گے۔۔

مجھے تم جیسے نافرمان بیٹے سے کوئی بات نہیں کرنی۔۔ فرحان صاحب منہ پھیرتے ہوئے بولے۔۔۔

ہاہاہا شہریار دے اور برداشت نا ہوا وہ قہقہ لگانے لگا

۔فرحان صاحب بھی اس کے قہقے کے ساتھ شامل ہو گے۔۔۔

ہاہاہامزہ اگیا۔۔پاپاویسے آپ کمال کی ایکٹنگ کرتے ہیں۔جو جی میں آتا ہے وہ کرو۔پر میری لاش کو کندھا مت دینا میں تم سے یہ حق چھینتا ہو۔۔ہاہاہاپاپا بہت فلمی لائین ماری۔۔شہریار ہنستے ہوئے بولا۔۔۔

تو اور کیا کرتا جو ذہین میں آیا بول دیا۔مجھے تو سب کے چہرے دیکھ کر ہنسی آرہی تھی۔پر بیٹے عبیرہ بہت ٹوٹ گئی ہے اسے بتادو مجھ سے اس بچی کا مرجھایا ہوا چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔۔۔فرحان صاحب بولے۔۔۔

جانتا ہوں اسی لیے رات کو بتادیا تھا۔مجھے پتہ تھا وہ کچھ بولے گئ نہیں پر اندر ہی اندر ٹوٹ جائے گئ۔اور اسے توڑ کر بھلا میں زندہ رہ پاؤں گا۔شہریار مسکرایا۔۔۔

میں تم دونوں کو ساتھ دیکھ کر بہت خوش ہوں۔۔۔تم۔نے اپنی زندگی کو ایک موقع دیا۔مجھے بہت اچھا لگا۔۔ویسے تم اب بہت بدلے بدلے لگتے ہو بالکہ آج سے دس سال پہلے والے شہریار لگتے ہو۔فرحان صاحب اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولے۔۔۔

بس پاپا مجھے نہیں پتہ کیسے عبیرہ نے مجھے بدل دیا۔۔مجھے اس کی معصومیت، صبر نے میرے مرجھائے ہوئے دل میں محبت کے پھول کھیلا دیے۔اور پتہ نہیں اس میں کیسی کشش ہے۔جو مجھے ہمیشہ اس کی اور کھینچتی ہے۔۔آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا۔عبیرہ نے میری زندگی بدل دی اور مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے۔۔شہریار کھوئے ہوئے انداز میں بولا۔۔۔

بہت باتیں کرلیں چلیں مین آفس چلتا ہوں۔شہریار فرحان صاحب کے گلے مل کر باہر آگیا۔۔۔

*****************************۔

گھر میں سب شادی کی تیاریاں کر رہے تھے۔۔۔اس وقت صبح کے گیارہ بجے ہوئے تھے۔۔۔

گھر میں کوئی نہیں تھا۔۔۔۔شہریار گیارہ بجے گھر آیا۔۔۔وہ چپکے سے سارا گھر چیک کرکے ازیر صاحب کے کمرے میں چلا گیا۔۔

کمرہ بالکل خالی تھا۔وہ جلدی سے الماری کی طرف آیا۔۔کافی دیر تک وہ پورے کمرے کو چیک کرتا رہا۔۔جب اپنے مطلب کی چیز نا ملی تو واپس مڑنے لگا تبھی اس کی نظر الماری کے اوپر رکھے صندوق پر پڑی۔۔شہریار نے جلدی سے اسے نیچے اتارا

صندوق پر کوئی تالا یا کوڈ نہیں تھا۔۔ شہریار نے جلدی سے اسے کھولا۔

چیزوں کو الٹ پلٹ کر کے دیکھا تھوڑی ہی دیر میں اپنے مطلب کی چیز مل گئی۔۔۔

یسسسس شہریار اسے باہر نکال کر باقی کا کمرہ ٹھیک کر کے اسے لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے فایل اوپن۔ کی۔۔

فائینلی مجھے مل گئی۔۔۔ شہریار فائل کو دیکھتے ہوئے بولا۔۔۔ یہ پراپرٹی کے پیپرز تھے۔ شہریار نے وہ پیپرز الماری میں دراز کے اندر چھپا کر تالا لگا دیا۔۔ اور خود باہر آ گیا۔ جلدی سے گاڑی آفس کی طرف بڑھائی۔

****

رات کو جب وہ گھر آیا تو سب ڈایننگ ٹیبل پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔۔۔ شہریار فریش ہو کر نیچے آیا۔۔۔

عبیرہ سب کے سامنے شہریار سے بات نہیں کرتی تھی اگر کرتی بھی تو روڈ انداز میں کرتی۔۔ ایسا شہریار نے ہی کرنے کو بولا تھا تاکہ کسی کو شک نا ہو۔۔۔

کھانا کھانے کے بعد شہریار ٹیوی لوونج میں بیٹھا ٹیوی دیکھ رہا تھا۔۔پاس ہی شمائلہ بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

عبیرہ کافی لا دو۔۔ شہریار زور سے بولا۔۔۔ عبیرہ کیچن میں کھڑی نگینہ (میڈ جو کل ہی آئی تھی) عبیرہ اسے کام بتا رہی تھی جب شہریار کی آواز آئی۔۔۔

عبیرہ نے کیچن کے دروازے سے باہر جھانکا تو شہریار کو شمائلہ کے ساتھ ہنس ہنس کر باتیں کرتے دیکھ غصہ آ گیا۔
ان کو تو میں بتاتی ہو۔وہ ان دونوں کے پاس آئی۔۔۔

مسٹر شہریار میں آپ کی نوکرانی نہیں جو یوں آڈر دے رہے ہیں۔ویسے بھی کچھ مہینوں بعد تو چھوڑ دینے والے ہیں۔۔

۔ابھی نا آپ پڑھی لکھی سمجھدار ہونے والی بیوی کو بولیں وہ آپ کو کافی بنا دے۔۔ عبیرہ بیوی لفظ پر دانت پیستے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار حیرانگی سے اس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم شائید بھول رہی ہو تم بیوی ہو میری۔۔۔ شہریار کھڑا ہو کر بولا۔۔۔

ابھی میرے پاس وقت نہیں مجھے اپنے بچوں کو دیکھنا ہے۔۔اوکے

عبیرہ مسکراتے ہوئے بولی۔۔اور مڑ کر اوپر کمرے کی طرف چلی گئی۔۔

شہریار چھوڑو اسے میں بنا دیتی ہوں۔۔شمائلہ کھڑی ہو کر اس کے قریب ہو کر بولی۔۔

تم یہی رو کو میں زرا اس کو درست کر کے آتا ہوں۔۔ مجھ سے بد تمیزی کی ہمت بھی کیسے ہوئی شہریار غصے سے کہتا اوپر کمرے کی طرف بڑھا۔۔

واؤ اب مزہ آئے گا۔۔۔شمائلہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار اوپر اپنے کمرے میں آیا۔اور دروازہ بند کر دیا۔۔
تم زیادہ ہی نہیں بول رہی۔شہریار اس کو بازو سے پکڑتے ہوئے اپنی طرف موڑتے ہوئے بولا۔۔

بالکل نہیں اور ویسے بھی مجھے بہت مزہ آیا آپ پر غصہ کر کے۔۔ مطلب جس کو کوئی چپ نہیں کروا سکتا اسے میں نے عبیرہ شہریار نے چپ کروادیا۔۔وہ مسکراتے ہوئے اکڑ کر بولی۔۔۔

اچھا جی۔ مطلب مجھے اب کھینچ کر رکھنا پڑے گا۔۔ کہی میرا پیار میرے پر ہی الٹانا پڑ جائے۔۔ شہریار اسے کمر سے پکڑ کر کھینچ کر خود کے نزدیک کرتے ہوئے بولا۔۔۔

ہاہ آپ کچھ کر کے تو دیکھیں میرے پاس تین تین ہتھیار ہیں۔ میرے بچے اور ماموں جان وہ تینوں آپ کو ہی سیدھا کر دیں گے۔۔۔ عبیرہ اس کہ گردن کے گرد اپنے دونوں بازو ہمائیل کرتے ہوئے بولی۔۔۔

جانتا ہوں ماموں کی بھانجی بہت اچھے سے جانتا ہوں اور ویسے بھی مجھے اپنی بیگم سے ڈانٹ کھانے میں مزہ آرہا ہے۔۔۔ شہریار اس کے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔ عبیرہ کھکھلا اُٹھی۔۔
شہریار عبیرہ زور سے چلائی۔ کیونکہ ازیر صاحب کی پستول سے نکلنے والی گولی سیدھی۔۔ شہریار کے سینے پر لگی۔ وہ ایک دم لڑکھڑایا۔ عبیرہ بھاگ کر اس تک آئی اور اسے تھام لیا۔۔ پر وہ زمین پر گرا۔۔

تبھی پیچھے سے ایک اور گولی چلی۔۔ جو کہ پولیس نے ازیر صاحب پر چلائی۔۔ کیونکہ وہ ایک بار پھر شہریار پر نشانہ سادھے کھڑے تھے۔۔ لیکن یہ گولی سیدھی فاخرہ بیگم کو لگی۔

فاخرہ، ماما شمائلہ ازیر دونوں فاخرہ کو نیچے گرتے دیکھ چلائے۔۔

ماموں جان گاڑی نکالیں۔۔۔ عبیرہ شہریار کی بند ہوتی آنکھیں دیکھ زور سے چلائی۔۔۔

Urdu Novels Ghar

فرحان صاحب جو یہ سب دیکھ صدمے میں چلے گے تھے۔ عبیرہ کی پکار پر ہوش میں آئے۔۔۔

وہ کانپتی ٹانگوں سے گھر کے اندر بھاگے اور گاڑی کی چابی لائے۔۔۔

شہریار شہریار پلیز آنکھیں کھولی رکھیں۔ آپ آپ کو کو کچھ نہیں نہیں ہو گا۔ عبیرہ روتے ہوئے بولی۔ پر شہریار سے آنکھیں کھولنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

فرحان صاحب گاڑی کی چابی لے کر باہر کو آرہے تھے

۔ گولیوں کی آوازیں سن کر نور اور عمیر بھی باہر بھاگے۔۔۔۔

انکل آپ مجھے دیں میں ڈرائیو کرتا ہوں۔ وہی کھڑا ایک پولیس مین بولا۔۔۔ فرحان صاحب نے چابی اسے دی۔۔۔ باقیوں نے مل کر شہریار کو گاڑی میں لٹایا۔۔

پولیس نے ازیر صاحب کو گرفتار کر لیا تھا۔۔ شمائلہ فاخرہ بیگم کو لے کر ہسپتال چلی گئی۔۔۔

ماماماباباکو کیا ہوا ہے۔۔ ہمیں بھی ساتھ جانا ہے۔ نور اور عمیر روتے ہوئے بولے۔۔۔ عبیرہ کو اپنا آپ سھنمبالنا مشکل ہو رہا تھا۔ وہ نور اور عمیر کو کیا سھنمبالتی۔۔۔۔

فرحان صاحب انہیں لے کر آگے بیٹھ گے۔۔ عبیرہ شہریار کا سر اپنی گود میں لیے پیچھے بیٹھی۔۔۔ گاڑی روڈ پر دورنے لگی۔۔۔

شہریار نیم بے ہوش تھا۔

عبیرہ کی نظریں اس کے درد بھرے چہرے پر تھیں۔۔ وہ رو رہی تھی۔۔۔

عبییر ہہہ شہریار نے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں بولا۔۔۔

میں یہی ہو آپ کے پاس آنکھیں کھولی رکھیے پلیز۔۔ وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔

میری باتتت سنووو۔۔ اگر مجھے ےے کچھ۔۔۔۔ ہوا۔۔ تو تم ہمت مت۔۔۔ ہارنا۔۔۔ شہریار بول رہا تھا۔ اور عبیرہ روتے ہوئے نا میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔۔

آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ عبیرہ اس کے چہرے پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔ جو شہریار کے خون سے تر ہو چکا تھا۔۔۔

شہریار مسکرا دیا۔۔ تبھی گاڑی رُکی۔۔۔ تب تک وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔۔۔۔

ڈاکٹر نے سٹریچر لایا۔۔۔ شہریار کو اس پر لٹایا اور آئی سی یو کی طرف لے کر بھاگے۔۔۔۔ پولیس کے ساتھ ہونے کی وجہ سے جلدی ایڈمیٹ کر لیا گیا۔۔۔۔

اس وقت شہریار آئی سی یو میں تھا۔ اور باقی سب باہر کوریڈور میں بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔۔۔

عبیرہ روتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ جو کہ اب خون الودہ تھے۔۔۔

فرحان صاحب کھڑے تھے وہ ایک دم لڑکھرائے۔۔

ماموں جان یہاں بیٹھیں عبیرہ نے جلدی سے انہیں بینچ پر بیٹھایا۔۔

میرا بچہ میرا شہریار اگر اسے کچھ ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔۔ فرحان صاحب ٹوٹے ہوئے لہجے میں بولے۔۔۔

ماموں ایسا مت سوچیں دیکھیے گا ڈاکٹرز انہیں ٹھیک کر دیں گے۔۔۔ آپ ہمت سے کام لیں۔۔۔ عبیرہ نا جانے ان کو یا خود کو سمجھا رہی تھی۔۔۔

مجھے یہ سب کرنے کی اجازت ہی نہیں دینی چاہیے تھے
مجھے اندازہ ہونا چاہیے تھا ازیر ایسی حرکت کر سکتا ہے
۔ فرحان صاحب اپنا سر ہاتھوں پر گراتے ہوئے بولے۔۔۔۔۔۔۔

ماما بابا کو گولی لگی۔ انہیں کچھ ہو گا تو نہیں۔ عمیر روتا ہوا عبیرہ کے پاس آیا۔۔۔۔

عبیرہ نے نور اور عمیر کی طرف دیکھا۔ نور ایک طرف بیٹھ کر رو رہی تھی۔۔ اور عمیر اس کے پاس کھڑا اتھا۔۔۔

کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ کچھ نہیں ہو گا۔۔ عبیرہ عمیر کو سینے سے لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ وہ اسے لیے نور کے پاس بیٹھی۔۔ اور اسے بھی اپنی آغوش میں لے لیا۔۔۔

شش۔چپ رونے سے کچھ نہیں ہو گا۔۔ہم کو اللہ میاں سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ آپ کے بابا کو ٹھیک کر دیں۔۔ عبیرہ دونوں کو چپ کرواتے ہوئے بولی۔۔

اور پتہ ہے اللہ میاں بچوں کی دعائیں بہت جلدی سن لیتے ہیں۔۔۔ چلو دعا کرو۔۔

اللہ میاں جی پلیز میرے میرے بابا جان کو کچھ مت کیجیے گا۔ہم ان کے بغیر نہیں رہ سکتے پلیز اللہ جی پلیز اللہ جی۔۔۔نور اپنے ہاتھوں کو دعا کی شکل میں کر کے رو کر دعا مانگ رہی تھی۔۔ عمیر بھی اس کو دیکھتے اسی جی طرح کر رہا تھا۔۔۔

فرحان صاحب اور عبیرہ ان دونوں کو دیکھ ایک طار پھر رو دیے۔۔۔۔

اپریشن تین گھنٹے چلتا رہا۔۔۔علینہ بھی آ گئی۔۔ فرحان صاحب نے اسے خود فون کر کے بلایا۔ تھا۔

بالآخر تین گھنٹے کے بعد اپریشن ختم ہوا۔۔ڈاکٹرز کی ٹیم آئی سی یو سے باہر نکلی۔۔سب اس کی طرف بڑھے۔۔۔۔

دیکھیں پیشنٹ کو گولی سینے پر لگی۔۔ یہ تو اللہ پاک کا کرم ہے کہ گولی دل پر نہیں لگی۔۔ ہم نے بہت مشکل سے گولی نکالی ہے۔۔ ابھی وہ خطرے سے باہر ہیں۔۔۔ پر ڈاکٹر رکا۔۔

پر کیا ڈاکٹر عبیرہ بولی۔۔۔

پر اگلے چوبیس گھنٹوں میں انہیں ہوش آنا لازمی ہے۔۔ ورنہ ہم کچھ کہ نہیں سکتے۔۔۔ ڈاکٹر بول کر چلا گیا۔ سب کے سب بے چین ہو گے۔۔۔۔۔

پاپا یہاں بیٹھیں علینہ نے انہیں بینچ پر بیٹھا۔۔۔

پاپا ریکس رہیں اللہ سب ٹھیک کرے گا۔۔ میرا بھائی بہت بہادر ہے دیکھیے گا کچھ ہی دیر بعد اسے ہوش آ جائے گا۔۔۔ علینہ انہیں زبردستی پانی پلاتے ہوئے بولی۔۔۔

شہریار کو کمرت میں شیفٹ کر دیا گیا۔۔۔ جہاں ابھی بھی اسے مسنوئی سانس دے رہے تھے۔۔

اس کمرے میں صرف ایک آدمی کو جانے کی اجازت تھی۔

۔نرس ہر ایک گھنٹے بعد آ کر چیک کر کے جاتی۔۔۔وقت ریت کی طرف پھیسلا تا جا رہا تھا۔۔وقت کے ساتھ ساتھ سب کی دل کی دھڑکنیں بڑھ رہیں تھیں۔۔۔رات کے تین بج چکے تھے اور ابھی تک شہریار کو ہوش نہیں آیا تھا۔۔اس حادثے کو دس گھنٹے گزر چکے تھے۔

رات کو ویسے بھی پیشنٹ کے ساتھ صرف ایک ہی شخص رک سکتا تھا۔تو عبیرہ نے خود رُکنے کا فیصلہ کیا۔۔باقی سب کو زبردستی گھر بھیج دیا۔۔۔۔

وہ پچھے دو گھنٹے سے شہریار کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے وہ خاموش بس اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تبھی اسے کل رات والی بات یاد آ گئی۔۔

تم مجھے کبھی آئی لو یو کیوں نہیں بولتی۔۔شہریار عبیرہ کی گود میں سر رکھے لیٹا ہوا تھا۔تبھی اچانک بولا۔۔

مجھے کہنے کی ضرورت نہیں عبیرہ کتاب کی طرف دیکھ کر بولی۔۔۔

پھر بھی دیکھو میں نے تو اظہارے محبت لفظوں میں کیا تھا تمہیں بھی کرنا چاہیے۔شہریار کتاب لے کر سائیڈ ہر رکھتے ہوئے بولا۔۔۔

محبت کو تو محسوس کرنا چاہیے بولنے کی کیا ضرورت ہے۔۔ عبیرہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

پھر بھی بولو تو سہی مجھے اچھا لگے گا۔۔ دیکھو ایسے بولو۔۔ شہریار آئی لو یو۔وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔۔

شہریار پلیز مجھ سے نہیں ہو گا۔۔وہ اس کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے بولی۔۔۔

دیکھنا ایک دن تم بولو گئی لیکن میں جواب نہین دوں گا۔۔شہریار ناراض ہوتے ہوئے بولا۔۔ عبیرہ کا دل ایک پل کو دھڑکا۔۔۔۔

تبھی نرس کمرے میں داخل ہوئی۔۔ عبیرہ حال میں لوٹی۔۔۔

۔نرس آگے بڑھی اس نے ماسک لگایا ہوا تھا۔۔۔

عبیرہ اپنا چہرہ دھونے کے لیے واشروم میں چلی گئی۔۔

تبھی دروازہ کھولا اور ایک اور نرس کمرے میں داخل ہوئی پہلے والی چلی گئی۔۔انے والی نے ماسک اتارہ وہ اور کوئی نہیں شمائلہ تھی۔۔۔۔

واہ شہریار ویسے بہت اچھے ایکٹر ہو۔۔پندرہ دن کیا مست پیار کا کھیل کھیلا۔۔اور میں بے وقوف تمہارے پیار میں پھنستی گئی۔۔کل تم نے میری ساری کی ساری عزت خاک میں ملادی۔۔اب کوئی میرا یقین نہیں کرے گا۔ سب مجھے جھوٹ سمجھتے ہیں۔۔میرا کیا ہو گا۔۔میں کیسے اپنی زندگی گزاروں گئی۔۔وہاں میرا باپ جیل میں ہے ابھی ابھی میری ماں مر گئی۔۔پر تم تم زندہ ہو۔تم خوش رہو گے اس عبیرہ کے ساتھ۔۔۔شمائلہ آہستہ آواز میں بول رہی تھی بالکل شہریار کے کان میں آکر۔۔

ویسے بہت سماٹ ہو مجھے سائیڈ ہر ہٹا کر ساری پراپرٹ حاصل کرنا چاہتے تھے۔۔پر یہاں تمہاری پلینگ ناص ہو گئی۔۔جب میرے باہ نے تم ہر گولی چلادی جس کی وجہ سے تم آج یہاں ہو۔چچچ بہت تقلیف میں ہو چلو تمہاری تقلیف ختم کر دیتی ہوں۔۔یہ زہر کا انجکشن تمہیں لگاؤں گئی۔۔پھر تمہاری اس درد سے جان چھوٹ جائے گیی۔۔میری بے عزتی کا کچھ حصہ ختم ہو جائے گا۔۔اور میری ماں کا قاتل بھی مر جائے گا۔۔واؤمزہ آئے گا۔۔۔وہ اس وقت بالکل پاگل لگ رہی تھی۔۔۔سامنے بیڈ پر شہریار بے خبر بے ہوش پڑا تھا۔۔۔
شمائلہ نے انجکشن بھرا۔اور مسکراتے ہوئے شہریار کی ڈریپ کی طرف آئی۔۔۔۔

شمائلہ کیا کر رہی ہو۔۔ تبھی عبیرہ واشروم سے باہر نکلی اس کی نظر شمایلہ کے ہاتھ میں پکڑے انجکشن پر تھیں جو وہ بوتل میں لگانے والی تھی۔۔

عبیرہ بھاگ کر اس تک آئی۔۔اور انجکشن کھینچ کر پھینک دیا۔۔ہر دو قطرے اندر چلے گے تھے۔۔۔ عبیرہ نے جلدی سے شہریار کی ڈریپ اتاری۔۔اور باہر ڈاکٹر کی آوازیں دینے لگی۔۔۔اگلے ہی سیکنڈ ڈاکٹر اندر آئے۔۔۔

وہ شہریار کو چیک کرنے لگے۔۔ عبیرہ غصے سے شمائلہ کی طرف آئی۔

ٹھاہ عبیرہ نے کھینچ کر اسے تھپڑ مارا۔۔۔

تم پاگل ہو کیا کر رہی تھی۔۔ عبیرہ زور سے چلائی۔۔۔

مین تمہیں مار دوں گئی عبیرہ اب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔۔۔شمائلہ اس کی طرف بڑھی اور عبیرہ کا گلا پکڑ لیا۔۔ تبھی نرسز نے اسے پکڑا۔۔

میں تمہیں مار دوں گئی مین سب کو مار دوں گئی۔۔۔ہاہاہ سب ختم کو جاؤ گے۔۔۔کوئی شمایلہ کو ہرا نہیں سکا۔۔

۔کوئی بھی نہیں ہاہاہاہا سب مر و گے۔۔وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔۔۔اسے دوسرے کمرے میں بے ہوشی کا انجکشن دے دیا گیا۔۔۔

عبیرہ اپنا سانس بحال کر شہریار کی طرف آئی جہاں ڈاکٹرز اسے چیک کر رہے تھے۔۔۔۔

شکر ہے آپ نے وقت پر دیکھ لیا ورنہ زہر اندر رک جا سکتا تھا یہ آپ کی سوج بوجھ کا نتیجہ ہے جو آپ نے جلدی سے ڈریپ نکال دی۔۔ورنہ اگر ایک بھی قطرہ اندر جاتا تو بہت بری مشکل ہو جاتی ڈاکٹر بول کر چلا گیا۔۔۔

عبیرہ کرسی پر بیٹھ گئی۔۔۔شہریار پلز اُٹھ جائیں وہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔

وہ اُٹھی اور وضو کرنے چلی گئی۔۔۔۔اور نماز پڑھنے لگی۔۔۔

فجر کا وقت ہو چکا تھا۔۔۔باہر آذانِ ہو چکی تھیں۔۔ عبیرہ جائے نماز بھیچھائے اپنے رب سے اپنے شوہر کی زندگی مانگ رہی تھی۔۔۔

یا اللہ میرے اندر اتنی ہمت نہیں میں شہریار کو کھو پاؤں۔۔میں نے امی ابو کو کھویا ہے۔۔۔اب میں شہریار کو کھونے کا سوچ بھی نہیں سکتی۔۔۔اللہ جی انہیں ٹھیک کر دو۔۔انہیں ہوش آجائے۔۔۔۔وہ روتے ہوئے اپنے رب سے دعا کر رہی تھی۔۔

عبیرہ صبح کے چھے بجے عبیرہ وہی کرسی پر بیٹھی شہریار کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے اپنا سر بیڈ پر ٹکائے سو رہی تھی۔۔۔اور خواب میں بھی اسی کی سلامتی کی دعائین کر رہی تھی۔ تبھی اسے دوبارا اپبے کانوں میں شہریار کی آوازسنایی دی۔۔۔تیسری بار کہنے پر وہ جھٹ سے اُٹھ گئی۔۔۔اس کی نظر ہلکی سی آنکھیں کھولے شہریار ہر پڑی۔

۔جو بار بار اس کا نام پکار رہا تھا۔۔

شہریار آپ کو ہوش اگیا۔۔۔یا اللہ شکر ہے۔۔۔عبیرہ خوشی سے رو پڑی۔۔۔شہریار نے اہنی انکھیں کھولنے کی کوشش کی۔۔۔پر کھول نا پایا۔۔وہ بھاگ کر باہر گئی اور ڈاکٹر کو بلا کر لے آئی۔۔۔۔

اب یہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔ لیکن پھر بھی ہم کچھ دو دن انہیں یہیں رکھیں گے۔ڈاکٹر شہریار کا چیک اپ کر کے چلا گیا۔۔۔اب شہریار تھوڑا ہوش میں آیا تھا۔۔۔۔

آئی لو یو شہریار پلیز دوبارہ میرے صبر کا امتحان مت لیجے گا۔۔ عبیرہ روتے ہوئے اس کا چہرہ ہاتھ میں لیے ماتھے پر بوسہ دیتے ہوئے اپنا ماتھا اس کے ماتھے سے ٹکاتے ہوئے بولی۔۔۔۔

مجھے نہیں پتہ تھا آئی لو یو سننے کے لیے گولی کھانی کی ضرورت ہے ورنہ پہلے ہی کھا۔۔۔لیتا۔۔۔شہریار مسکراتے ہوئے بولا۔۔۔

آپ ریسٹ کریں میں جلدی سے ماموں کو فون کرلوں۔۔۔عبیرہ جلدی سے فون ملانے لگی۔۔

کال کر کے دو دوبارہ شہریار کے پاس آئی جو آنکھیں بند کیے لیٹا تھا۔۔۔۔

میں نے آپ کو بولا تھا مت کریں یہ سب پھر بھی آپ نے کیا۔اور دیکھیں کیا ہو گیا۔۔ عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔۔۔

یہ گولی تو مجھے لگنی ہی تھی۔۔۔وہ چاہے۔۔۔چاچو کے ہاتھ سے لگتی یا کسی اور کے۔۔۔شہریار اس کی طرف دیکھ کر بولا۔۔۔

پتہ ہے کتنا ڈر گئی تھی۔۔ آپ کو کھونے کا سوچ کر ہی جان نکل رہی تھی۔۔ عبیرہ اپنے آنسوں پونچھتے ہوئے بولی۔۔۔

جانتا ہوں ادھر آؤ۔۔ شہریار اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف بلا رہا تھا۔۔۔

شہریار آپ کے سینے پر زخم ہے۔۔ میں کیسے۔۔۔۔۔۔ عبیرہ رکی۔۔۔

تم میرے قریب آؤ گئی تو درد نہیں سکون ملے گا۔۔ شہریار نے اسے گلے سے لگا لیا

میں بہت بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔۔ عمیر نور ماموں علینہ سب بہت ڈر گے تھے۔۔ عبیرہ روتے ہوئے بولی۔۔۔ اس کے لہجے میں چھپا ڈر شہریار محسوس کر سکتا تھا۔۔۔۔

شش چپ مجھے کچھ نہیں ہوا تم سب کی دعائیوں نے مجھے کچھ ہونے ہی نہیں دیا۔۔ شہریار اس کے بال سہلاتے ہوئے بولا۔۔۔

تبھی دروازہ کھٹکا۔۔ عبیرہ۔ شہریار سے دور ہوئی۔۔۔ فرحان صاحب علینہ نور اور عمیر چاروں اندر آئے۔۔۔

شکر ہے اللہ پاک کا میرے بیٹے کو ہوش آ گیا۔۔ فرحان صاحب اندر داخل ہوتے ہوئے بولے۔۔۔

نور اور عمیر شہریار کے آس پاس آ کر بیٹھ گے۔۔علینہ کرسی پر بیٹھی۔۔ عبیرہ سب سے چھپ کر واشروم میں چلی گئی۔۔۔۔

دو دن اسی طرح گزرے۔ عبیرہ دو دن وہی شہریار کے پاس رُکی۔۔۔ دو دن بعد ڈاکٹر کی آجازت سے وہ گھر آ گے۔ وہی دوسری طرف فاخرہ بیگم کی اسی دن تدفین کر دی گئی۔۔۔ شمائلہ اپنے ہوا اس کھو چکی تھی۔ وہ جب بھی اُٹھتی یوہنی چلاتی رہتی۔ ڈاکٹرز نے اسے پاگل خانے بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ازیر صاحب پر دھوکے سے پارپرٹی حاصل کرنے اور شہریار پر قاتلنا حملہ کرنے کا مقدمہ چل رہا تھا۔

آپ پہلے یہ سوپ پیں لیں پھر میں آپ کو دوائی کھلاتی ہوں۔۔ اور ہاں آپ کی پٹی بھی تبدیل کرنی ہے۔۔۔ عبیرہ جب سے گھر واپس آئی تھی۔ تب سے شہریار کے لیے سوپ بنا رہی تھی۔۔

ادھر بیٹھو شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب بیٹھایا۔

میری تیمارداری کرنے کے علاوہ تمہیں خود کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے۔۔ مین کل سے نوٹ کر رہا ہوں۔ تم پریشان ہو اور کھانا بھی ٹھیک سے نہیں کھا رہی بولو کیا ہوا۔۔ شہریار جو نوٹ کر رہا تھا وہی بولا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں۔۔ عبیرہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔ لیکن وہ یہ بھول گئی تھی سامنے والا اس کی آنکھوں کے رستے سب جانے کا ہنر رکھتا تھا۔۔

عبیرہ تم دوبارہ سے جھوٹ بول رہی ہو۔۔؟ شہریار سخت لہجے میں بولا۔۔۔

نہیں ایسی بات نہیں میں تو بس سوچ رہی تھی۔ اگر میری آپ سے شادی نا ہوئی ہوتی تو آپ پر یہ سب مصیبتیں نا آتیں۔ نا وہ فاہد آپ کے آفس آتا اور نا ہی آپ پراپرٹی کے پیپرز سائین کرتے۔ نا پراپرٹی کو واپس پانے کے لیے آپ کو یہ سب کرنا پڑتا اور نا ہی آج آپ اس حالت میں ہوتے عبیرہ اپنا چہرہ نیچے کرتے ہوئے بولی۔ شہریار سیدھا ہو کر بیٹھا۔۔۔

اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں۔۔ ہاں یہ سب فاہد نے پیسوں کے لیے شروع کیا پر تم ایک چیز بھول رہی ہو اس سب میں چچا بھی شامل تھے۔۔ اور یہ سارا پلین انہی کا تھا۔۔ جس کی سزا ان کو مل جائے گی۔۔۔ فاہد کو بھی قانون ہی سزا دے گا۔۔ شمائلہ کو تو ویسے ہی حسد کی سزا مل چکی ہے ساری زندگی وہ پاگل خانے میں گزارے گئی۔۔ پر تم مجھے بھی سزا دے رہی ہو۔۔۔ شہریار بولا۔۔

آپ کو میں نے کیا سزا دی۔۔ عبیرہ نے حیرانگی سے سر اُٹھا کر پوچھا۔

میرا وعدہ توڑنے کی سزا۔۔ میں نے خود سے وعدہ کیا تھا۔اس خوبصورت لڑکی کی آنکھوں میں کبھی آنسوں نہیں آنے دوں گا۔۔ پر تم نے وہ وعدہ توڑ دیا پچھلے تین دنوں سے مسلسل رورو کر پاکستان کے پانی کے ٹینک ختم کر دیے۔۔ شہریاد مسکراہٹ دبا کر بولا۔۔۔

آپ زیادہ باتین مت کریں اور یہ سوپ پیں عبیرہ نے سوپ کا چمچ بھر کر شہریار کے منہ میں ڈالا۔۔۔

ایک بات پھر کہو۔ شہریار بولا۔۔

کیا بولوں۔۔ عبیرہ حیرانگی سے بولی۔۔۔

وہی جو ہسپتال میں بولا تھا۔۔۔۔ شہریار مسکراہٹ دباتے ہوئے بولا۔۔

کیا بولا تھا مجھے تو کچھ یاد نہیں۔۔ عبیرہ جلدی سے بیڈ سے اُٹھی۔۔اس سے پہلے کے وہ شہریار کے ہاتھ آتی۔وہ دروازے کے قریب پہنچی۔۔۔

رُکو کہاں بھاگ رہی ہو۔۔۔۔ شہریار زور سے چلایا۔۔۔

وہ سب بس ایک دفع ہی بولا جاتا ہے۔۔اب ساری زندگی آپ کو ہی بولنا پڑے گا۔۔۔وہ ہنستے ہوئے بولی۔۔۔

وہ تو دیکھیں گے مسز شہریار۔۔۔۔شہریار اونچی بولا۔۔تب تک عبیرہ کمرے سے باہر جا چکی تھی۔۔پر شہریار کے الفاظ اس کے کان میں پڑے۔۔وہ مسکرا دی۔۔۔۔

******

بابا آپ نے بالکل ٹھیک کہا تھا عبیرہ ہی اس گھر کو چلا سکتی ہے۔۔وہی ہے جو دوبارہ سے بھائی کو خوشیاں دے سکتی ہے۔۔۔علینہ فرحان صاحب کے ساتھ ٹیوی لاونج میں بیٹھی ہوئی تھی۔۔

ہاں اور مجھے آج اپنے فیصلے پر بہت خوشی ہے۔عبیرہ نے بالکل تحمل صبر اور پیار سے اس گھر کے ہر شخص کو اپنایا۔۔جیسا میں نے سوچا تھا۔۔عبیرہ مین مجھے تمہاری ماں کی جھلک دیکھتی ہے۔۔۔فرحان صاحب مسکراتے ہوئے بولے۔۔

ویسے مجھے ایک شیکایت ہے آپ سے علینہ منہ بسورتے ہوئے بولی۔۔۔

اب ہماری پیاری سی بیٹی کو کیا شیکایت ہو گئی۔۔۔ فرحان صاحب نے اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔۔۔

پلیز پاپا اب آپ یہ پیار دیکھا کر مجھے پھگلانے کی کوشش نا کریں۔ اتنا کچھ گھر مین ہو رہا تھا اور کسی نے مجھے بتانا مناسب نہین سمجھا۔۔ وہ ناراض ہوتے ہوئے بولی۔۔۔

میرے بچے تم اپنے گھر مین تھی میں نے ہی منا کیا تھا تم ہریشان ہو جاتی۔ فرحان صاحب اسے سمجھاتے ہوئے بولے۔۔۔

پاپا کیا میری شادی ہو گئی تو آپ نے مجھے پرایا کر دیا۔ وہ ناراض ہوتے ہوئے بولی۔۔

ہاہاہا میرا بچہ بالکل نہیں جتنا مشکل ایک باپ کو بیٹی کو پرائے گھر بھیجنا ہے۔۔ اس سے مشکل دنیا میں اور کوئی کام نہیں۔۔ بس ہر باپ کی طرح مین بھی تمہیں پریشان نہین کرنا چاہتا تھا۔۔ فرحان صاحب نے اس کے سر پر بوسہ دیتے ہوئے بولا۔۔۔

کیا پاپا ایموشنل کر دیا۔۔ چلیں کوئی بات نہیں پر آئندہ مجھ سے کچھ مت چھپائے گا۔۔۔ علینہ انہیں ہگ کرتے ہوئے بولی۔۔۔ فتحان صاحب مسکرا دیے۔۔۔

****

پانچ سال بعد۔۔

یہ پانچ سال کیسے گزرے کسی کو پتہ ہی نا چلا۔۔۔ ان پانچ سالوں میں شہریار اور عبیرہ کی زندگی بہت خوبصورت ہو گئی۔۔ نور اور عمیر نو سال کے ہو گے۔۔۔ اللہ نے شہریار اور عبیرہ کو ایک پیاری سی بیٹی عطا کی جس کا نام انہوں نے ماہا رکھا۔۔۔ وہ نور اور عمیر سے بھی زیادہ شرارتی تھی۔۔۔ سب کی دادی اماں بنی رہتی۔۔۔

عبیرہ کو کبھی کبھی ان تینوں کو سھنمبالنا بہت مشکل ہو جاتا۔۔ فرحان صاحب بس اب گھر مین اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ رہتے۔۔۔ پراپرٹی کا کیس چھے مہینے مین ہی ختم ہو گیا۔ ازیر صاحب کو بیس سال عمر قید کی سزا سنائی گئی۔۔ فاہد کو تین سال کی قید سنائی گئی۔۔۔ کیونکہ اس کے کیس کی جب تفتیش کی گئی تو اور بھی ناجائیز کاموں میں ملوث پایا گیا۔۔ شمائلہ اسی طرح پاگل خانے میں بند تھی۔۔۔۔

شہریار اُٹھ جائیں آج اتوار ہے اور آپ کو یاد ہے ہمیں بچوں کو لے کر شاپنگ پر جانا ہے۔۔ماموں کے لیے بھی شاپنگ کرنی ہے۔۔ اور علینہ علینہ بھی تو بول رہی تھی اسے بھی شاپنگ کرنی ہے۔۔ پرسوں علینہ کے بیٹے کا برتھ ڈے ہے تو اس کے لیے بھی تحفے لینے ہیں اس کے بعد تو آپ کے پاس وقت ہی نہیں ہو گا۔۔ شہریار اُٹھ جائین وہ کب سے شہریار کو اُٹھا رہی تھی پر وہ اُٹھنے کا نام ہی نہین لے رہا تھا۔۔

عبیرہ شیشے کے سامنے کھڑی اپنے بال بنا رہی تھی۔

بہت زیادہ بولتی ہو۔ پہلے تو تمہارے گلے سے آواز بھی نہیں نکلتی تھی پر اب تو۔۔۔۔۔۔ شہریار اسے پیچھے سے پکڑتے ہوئے بولا۔

ہاں اب مجھے پتہ چل گیا ہے میں شہریار کی بیوی ہون اور اسے تو بولنا ہی پڑے گا۔۔ عبیرہ مسکراہت دباتے ہوئے بولی۔۔

اچھا جی۔۔۔ شہریار نے اسکا چہرہ اپنی طرف کیا۔۔۔

شہریار کیا کر رہے ہیں بچے آجائیں گے۔۔۔ عبیرہ اپنا آپ چھڑواتے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

واہ تمہیں کیا لگتا ہے میں تمہارے بچوں سے ڈرتا ہوں۔۔ چھوڑو۔۔۔ شہریار بولا۔۔

بابابابا تبھی پیچھے سے ماہانور اور عمیر کی آواز آئی۔ شہریار نے جلدی سے عبیرہ کو چھوڑا اور ان کی طرف مڑا

ہاہاہاہا میں کسی سے نہیں ڈرتا عبیرہ اس کی نقل اتارتے ہوئے بولی۔۔۔۔

شہریار مسکراتا ہوا ان تینوں کے پاس آیا۔۔۔

بابا مجھے اپنی گڑیا کا گھر لینا ہے پہلے والا ٹوٹ گیا ہے۔۔ماہا شہریار کے پاس آ کر بولی۔۔

اور بابا مجھے اپنی ڈریس لینی ہے جو میں پھوپھو کے گھر پہن کر جاؤں گئی۔۔نور بولی۔۔

اور بابا مجھے گیم لے دیں پلیز عمیر بولا۔۔۔

اچھا جی سب کی فرمائیش پوری ہوں گئی۔۔پہلے مجھے ہگ چاہیے شہریار نیچے زمین پر گھنٹوں کے بل بیٹھ کر بولا۔۔۔تینوں بھاگ کر اس سے چمٹ گے۔۔شہریار نے تینوں کو اپنی آغوش میں لیا۔۔۔

یا اللہ تیرا شکر ہے تو نے مجھے اتنے پیارے بچے اور شہریار جیسا شوہر دیا۔۔ عبیرہ اپنی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولی۔۔۔جو کہ خوشی کے آنسوں تھے۔۔۔وہ ان چاروں کو دیکھ کر مسکرا دی جو اس کی ساری دنیا تھے۔۔۔

ختم شدہ۔۔